حصہ اول

اعظم الکلام
فی
ارتقاء الاسلام

یعنی اُردو ترجمہ

پروپوزڈ پولیٹیکل ۔ لیگل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول

مصنفہ

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم فنانشل و ریونیو سکریٹری دولت آصفیہ

مصنف الجہاد، ٹراویراف حیدرآباد انڈر سر سالار جنگ [illegible] تاھم لی دینی برکتین وغیرہ وغیرہ

جسمین

علامہ مصنف نے بزبان انگریزی ۱۸۸۳ء میں ایک یوروپین عالم ریورنڈ ملکم میکال کے اس اعتراض کی تردید میں کہ "مذہب اسلام مانع ترقی ہے" قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ سے نہایت عالمانہ طریقہ پر ثابت کیا ہے کہ اسلام روحانی، اخلاقی، اور دماغی ترقی کا حامی، تغیرات زمانہ کے ساتھ نئے تمدن و سیاست کا ساتھ دینے والا اور زندہ ضروریات کے مطابق ہر قسم کے قوانین کی بنیاد بننے کی صلاحیت رکھنے والا مذہب ہے، اور اسکی فطرت جمود و خمود کے منافی ہے اسی ضمن میں اسلام کے متعلق دوسرے یوروپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور اور باسورتھ اسمتھ وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کیگئی ہے۔ اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ و مجتہدانہ بحث کیگئی ہے۔

مترجمہ مولانا عبد الحق صاحب بی۔ اے (علیگ)

شائع کردہ مولوی عبد اللہ خان حیدرآباد دکن کتب خانہ آصفیہ

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صاحب طبع ہوا

۱۹۱۰ء

بار اوّل دو ہزار جلد

اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام

فہرست مضامین

حصہ اول

سیاسی و قانونی اصلاحیں

تمہید

۱- اِن اوراق کے لکھنے کا باعث یہ ہوا تہا کہ ریورینڈ مسٹر ملکم میکال نے رسالہ "کنٹمپوری ریوی ویو" اگست سنہ ۱۸۸۱ع مین ایک آرٹیکل اِس مضمون پر لکھا تہا کہ "آیا مسلمانون کی حکومت مین اصلاحین ممکن ہین"؟ اُسی سال کی آخر سہ ماہی مین یہ کتاب لکھی گئی تہی، اور اب اُن اہل یورپ اور انگریزی مصنفون کے لئے، جو مجھے افسوس ہے کہ اِس دہوکے مین ہین کہ اسلام مین کسی طرح کی سیاسی، قانونی، یا معاشرت کے متعلق اصلاحین عمل مین آنا ممکن نہین ہین، یہ کتاب مشتہر کی جاتی ہے۔

انگریزی گورنمنٹ سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے،

۲- انگریزی مصنفون کے لئے بہت نازیبا ہے، کہ وہ ایک ایسے معاملے مین جس سے انگلینڈ کی بہت بڑی غرض متعلق ہے، کم باخبر ہین- دنیا بھر مین سلطنت انگریزی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے، یعنی ملکہ انگلستان و قیصرہ ہند کی عملداری سب بادشاہون سے زیادہ، خصوصاً اعلی حضرت سلطان روم سے بھی زیادہ مسلمانون پر ہے[1]

[1] مسلمانون کی تعداد انگریزی ہند مین ساڑہے چار کروڑ تخمینہ کی جاتی ہے، اور سلطان المعظم کی عملداری مین

یورپین لوگون کو اسلام کی نسبت بہت کم واقفیت ہے

۳- یہ خیالات کہ اسلام اصلاً بہت سخت ہے، اور تبدیل پذیر نہین ہے، اور اس کے مذہبی سیاسی، اور معاشرتی احکام ایسے خاص اصول پر مبنی ہین کہ جن مین نہ اب کچھہ زیادہ کیا جاسکتا ہے، اور نہ کچھہ اس مین کمی ہوسکتی ہے، اور نہ ترمیم ہوسکتی ہے، کہ ان کو اب کے بدلے ہوئے حالات کے موافق کرلین، اور اس کا انتظام ملکداری من جانب اللہ ہے، خلاصہ یہ کہ یہ خیالات کہ اسلام کے قوانین کا مجموعہ ناقابل تبدیل اور ناقابل ترمیم ہے، یورپین کے دماغ مین ایسے متمکن ہوگئے ہین کہ وہ اس مضمون پر زیادہ باخبر ہونے کو گوارا نہین کرتے۔ یورپ کے مصنف اسلام کی بنیادون کی گہری تلاش نہین کرتے، اور اس وجہ سے ان کی معلومات نہ صرف نہائت سطحی ہوتی ہین، بلکہ غیر معتبر اصول پر مبنی ہوتی ہین۔

اسلام مین تمدنی اور اخلاقی اصلاحون کی صلاحیت ہے

۴- مین نے اس کتاب مین یہ ثابت کرنا چاہا ہے، کہ مسلمانون کے مذہب مین، جیسا کہ ان کو حضرت پیغمبر عربی صلعم نے سکھلایا ہے، اس امر کی کافی گنجایش ہے کہ وہ اپنے آپ کو معاشرت اور سیاست کے اُن انقلابون کے جو اُسکے گرد و پیش ہوتے ہون، موافق بنانے کے قابل ہوجائے، مسلمانون کا "کامن لا" یعنی شریعت یا فقہ (اگر اسے کامن لا کہہ سکین، کیونکہ مسلمانون کے ہان کوئی اسٹیچوٹ لا نہین ہے) کسی طور سے ناقابل تبدیل و ترمیم نہین ہے۔ مسلمانون کا یا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ - یورپ، ایشیا، اور افریقہ ملاکے جملہ ایک کروڑ اکسٹھہ لاکھہ اٹسٹھہ ہزار مسلمان ہین۔ ای، ایچ کین نے ایشیا کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے، اسکو سر آر ٹمپل نے چھاپا ہے اس کے صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء مین لکھا ہے کہ ہند کے مسلمان، جو عموماً سُنّی ہین، اور اُن مین شیعون کا بھی چھوٹا سا باوقعت گروہ ہے، عموماً بنگالے، ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب مین رہتے ہین، اور ان کی تعداد ساڑھے چار کروڑ ہے، پس قیصر ہند، بہ نسبت اور مشرقی بادشاہون کے سب سے زیادہ مسلمانون پر حکومت کرتی ہے۔

۵- مقصود یہ ہے کہ قانون یا شرع کی جس کو انگریزی مین "لا" کہتے ہین، دو قسمین ہین، ایک "تو کامن لا" جو ملک کے رسم و رواج کا مجموعہ ہوا کرتا ہے، اور دوسرا "ری ویلیڈ لا" یعنی وحی۔ پس مسلمانون کا فقہ تو

اسلام کا دینی قانون قرآن ہے، اور صرف قرآن ہی ہے جس کو ریورنیڈ ملکم میکال بھی قبول کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کے "کامن لا" (مجموعۂ فقہ) کے مقابلے مین، ترحم اور صداقت کا مجموعہ ہے۔

اسلامی قوانین کی جمہوریت

۵- اسلامی سلطنتون کا طرز انتظام "تھیوکراٹک" (آسمانی من جانب اللہ) نہین ہے، اور اسلامی شریعت جمہوری اُصول پر مبنی ہونے کی وجہ سے خود مختار مسلمان بادشاہون پر ایک بڑی روک ہے۔ ابتدا کی چار پانچ خلافتین، ہر ایک وضع مین خالص جمہوری تھین۔ اور قانون جب ابتدا مین بنا تھا تو اُس مین بادشاہ اور امیر بلکہ شریف آدمیون کے لیے بھی، پہلے کی طرح، کوئی تفریق قایم نہین کی گئی تھی۔ (یعنی سب مساوات کے درجہ مین تھے)۔ خلفاء راشدین کی حیثیت اور حکومت اس کے مشابہ تھی جیسے روم قدیم کی جمہوری سلطنت مین "ڈکٹیٹر" ہوتے تھے۔ سلطنت روم کو نہ تو دعویٰ ہے اور نہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ وہ "تھیوکراٹک" (آسمانی من جانب اللہ) سلطنت ہے، جیسے کہ مسٹر میکال ثابت کیا چاہتے ہین۔ سر ھنری الییٹ سفیر انگریزی متعینۂ باب عالی نے اپنے مراسلہ مورخہ بست و پنجم مئی ۱۸۷۶ء مین سُفتون[۱] کے باب مین لکھا ہے کہ "قرآن کی آیتین اس غرض سے شایع کی گئی ہین کہ وہ طرز سلطنت جو اُن آیتون مین تجویز کیا گیا ہے جمہوری ہے"۔

مختلف فقہی مذاہب

۶- جیسے جیسے مسلمانون مین معاشرت اور سیاست کے متعلق تبدیلیان ہوتی گئین، ویسے ہی تشریح احکام کے لیے مختلف اور متعدد مذہبون کی بنیاد پڑتی گئی، تاکہ مسلمانون کی ترقی پذیر حاجتون اور تبدیل ہوتی ہوئی حالتون کی مناسبت سے فقہی احکام کو اور بھی زیادہ موافق بنائین۔ مگر اُن متعدد فقہی مذاہب مین سے کوئی مذہب بھی قطعی نہ تھا سب اِن مین سے یقیناً تدریجی تھے، یعنی درجہ بدرجہ ترقی کرتے جانے والے، اور وہ سب کے سب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ بمقابلہ "کامن لا" کے ہے، اور قرآن "رِٹن ویلڈ لا" کی تقسیم مین آتا ہے۔ اور دوسرا "سٹیچوٹ لا" یعنی قانون کو کہتے ہین جس کو کوئی خاص جماعت قانون ساز پاس کرے۔

[۱] مسجدون کے مدارس کے جوشیلے طلبا۔ یہ فارسی لفظ "سوختہ" سے نکلا ہے۔

مذہب (یا مذاہب) مسلمانون کے لیجس لیشن (تفقّہ) تشریع احکام (قانون بنانے) کی رفتار یا جولان گاہ کی، بجاے خود، ایک ایک منزل تھے - بہت سے مذہب یا اجتہاد کے طریقے جو ابتدا مین قایم ہوے اِن کی تفصیل یہ ہے -

نمبر شمار	نام بانی مذہب	تاریخ وفات		نمبر شمار	نام بانی مذہب	تاریخ وفات
۱	عبد اللہ ابن مسعود	سنہ ۳۲ھ		۱۱	سفیان الثوری	سنہ ۱۶۲ھ
۲	عبد اللہ بن عمر	سنہ ۷۳ھ		۱۲	امام لیث	سنہ ۱۷۵ھ
۳	حضرت عائشہ ام المومنین	سنہ ۵۸ھ		۱۳	امام مالک	سنہ ۱۷۹ھ
۴	مجاہد	سنہ ۱۰۱ یا ۱۰۲ھ		۱۴	سفیان ابن عیینہ	سنہ ۱۹۸ھ
۵	عمر بن عبد العزیز	سنہ ۱۰۱ھ		۱۵	امام شافعی	سنہ ۲۰۴ھ
۶	الشعبی	سنہ ۱۰۳ یا ۱۰۴ھ		۱۶	اسحاق ابن یعقوب ابن راہویہ	سنہ ۲۳۸ھ
۷	عطا ابن ابی ریاح	سنہ ۱۱۵ھ		۱۷	امام احمد بن حنبل	سنہ ۲۴۱ھ
۸	الاعمش	سنہ ۱۴۷ یا ۱۴۹ھ		۱۸	امام داؤد ابو سلیمان	
۹	امام ابو حنیفہ	سنہ ۱۵۰ھ			الظاہری	سنہ ۲۷۰ھ
۱۰	اوزاعی	سنہ ۱۵۷ھ		۱۹	محمد بن جریر طبری	سنہ ۳۱۰ھ

نئے حالات کے لئے نئے فقہ کی ضرورت

۷ - یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ جیسا کہ مسلمانون کی بادشاہت مین ضرورتین بڑھتی جانے سے کئی ایک مذاہب فقہیہ کے قایم کرنے، اور قرآن سے استنباط احکام یا استدلال بالکتاب کے مختلف طریقے نکالنے، اور حدیثون کی تنقیح اور اِن کی [illegible] کے قاعدے بنانے، کی ضرورت پڑتی گئی، ایسے اب بھی حال کے لبسر و معاشرت اور سیاست (سوشیل اور پولٹیکل) کے مقتضا سے، اور دیگر حالات زمانہ کی تبدیل سے، جیسا کہ روم اور ہند مین پاے جاتے ہین، ایک نیا طریقہ تفقہی دلیلون سے قایم کیا جاسکے، اور اس مین صرف اصول مندرجہ قرآن ہی کو (جو کہ اب تک ہادی مجرد اور حاوی جمیع ضروریات نہین سمجھا جاتا) بہت مضبوطی

سے پکڑے رہین۔ قانون بنانے کا علم (یا فقہ) ایک ایسا علم ہے جو تجربے اور استقراء سے متعلق ہے، نہ کہ منطقی قیاس اور تمثیل یا قیاس فقہی سے۔ ملکون کی طبیعتون کے اختلاف، اور ہر ملک کی خصوصیات، اور اُن کے گزشتہ حالات کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے، اور اون کی حاجتون اور خواہشون اور اون کی معاشرت اور سیاست کے قرائن حالات پر بھی نظر رکھنی چاہیئے، اور انہین سب باتون کی رعایت مسلمانون کے اوایل زمانہ کی ترقی پذیر سلطنت کی فقاہت کی بہت سی منزلون یا مقامون مین رکھی گئی تھی۔

مختلف فقہی مذاہب اصول مذکورہ بالا پر مبنی ہین۔ اقتباس از سٹر سیل۔

۸۔ چارون مجتہدون یا صاحبان مذہب نے جن کا اب رواج ہے، اور اُن مذاہب کے امام یا مجتہدون نے، جو اب معدوم ہوگئے ہین، انہین اُصول کو جو اوپر بیان ہوئے ہین مدنظر رکھا تھا اور مزید برآن یہ بھی کہ ان کے مذاہب تعمیل کے لئے محض مختص المقام تھے، اور اس وجہ سے مسلمانانِ ہند یا مسلمانانِ ٹرکی (روم) پر واجب العمل نہین ہین۔

ریورنیڈ مسٹر اڈورڈ سیل نے لکھا ہے کہ:۔

"پکّے مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے کہ چارون امامون کے بعد کوئی ایسا مجتہد نہین ہوا ہے جو اون کا
"سا اجتہاد کرے۔ اگر کوئی ایسی صورت پیش آوے جس مین فتویٰ دینے کی ضرورت ہو تو لازم
"ہے کہ فتویٰ دینے والا اُس مذہب کے موافق فتوے دے جس کا وہ مقلد ہے۔ اِس سے
"بالکل تبدیل یا اصلاح کی ممانعت پائی جاتی ہے، اور نئی بات نکالنے کی ممانعت، خواہ وہ بات
"بُری ہو یا بھلی، اسلام کو ایک حال پر ٹھیرا ہوا چھوڑ دیتی ہے"[۱]

تغیر و تبدل کی ممانعت نہین۔

۹۔ مگر پکّے مسلمانون کے ایسے عقیدہ کے لئے کوئی شرعی یا ذہنی حجت نہین ہے، اور نہ تمام مسلمانون پر ایسی تقلید فرض ہے۔

اوّل، تو چارون مذہب کے بانیون نے اپنے مذہب یا فتوون کے لئے ایسی قطعیت

---

[۱] "فیتھ آف اسلام" (عقیدۂ اسلام) مصنفہ ریورنڈ ای۔ سیل، فیلو مدراس یونیورسٹی، صفحہ ۲۳ سنہ ۱۸۸۰ع اس کتاب کا اُردو مین ترجمہ ہوگیا ہے۔

کا دعویٰ نہین کیا - وہ اس سے بہت دور تھے، کہ اپنے تمثیلی استنباط یا قیاسات کو اپنے ہمعصرون پر واجب العمل ٹھیراتے، چہ جاے کہ اپنے مذہب کو اس کثیر الوسعت اسلامی بادشاہت کی آیندہ پشتون پر بھی واجب العمل ٹھیرا جاتے -

مقلد

۱۰ - دوسرے، یہ کہ ایک بھی مجتہد یا مجتہد شاذ ان چارون امامون کے مذہب کو ایسی بڑی وقعت کی نظر سے نہین دیکھتا - صرف مقلدین، یعنی تقلید کرنے والے جو چارون مذہب مین سے کسی ایک کی تقلید آنکھ بند کر کے کرتے ہین، اور اپنی راے بصیرت اور بھلے برے کی تمیز یا علم کو دخل نہین دیتے، ایسا خیال رکھتے ہین کہ چارون امامون کے بعد پھر کوئی ایسا مجتہد نہین ہوا ہے جو نیا مذہب قایم کرے، اور تقلید کے بارے مین انہین کا وہ قول ہے جو مسٹر سیل نے "نہایت المراد" اور "تفسیر احمدی" سے نقل کیا ہے - ان کتابون کے مصنف سخت ترین مقلد تھے، اور مسٹر سیل شاید مقلدون اور غیر مقلدون مین کچھ فرق نہ سمجھ کے مقلدون کی تحریرون سے آئمہ اربعہ کی تقلید پر سند لاتے ہین، اور اسی کے ساتھ ان کے مذاہب کی قطعیت تمام جہان کے مسلمانون پر، بشمول غیر مقلد اور اہل حدیث اور دیگر مجتہدین بھی داخل ہین، لازم کرتے ہین - مگر ان مقلدون کی رایون اور مسائل کا کچھ لحاظ نہین کرنا چاہیے -

اجتہاد معدوم نہین ہوا

۱۱ - حنبلی مذہب مین، کہ وہ بھی ان چارون مذاہب مین سے ایک مذہب ہے، اس بات پر بہت اصرار ہے کہ ہر زمانے مین ایک مجتہد ہونا چاہیے - پس وہ مقلد جو اب اجتہاد کو معدوم سمجھتے ہین، اور کسی اور مجتہد کے قایم ہونے کو امکان سے خارج سمجھتے ہین، اور ان مقلدون کے حامی مسٹر سیل بھی اپنی غلطی پر تعجب کرینگے -

بحر العلوم کا قول

۱۲ - مین یہان مسٹر سیل کو مولوی عبد العلی بحر العلوم کی کتاب کا حوالہ دیتا ہون - یہ صاحب اکثر اور آخر عمر مین مدراس مین رہے، جہان سیل صاحب بھی ہین "مسلم الثبوت" کی شرح "فواتح الرحموت" ہین، جو مسلمانون کے اصول فقہ مین ہے، مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامة	" یہ جو بعض ایسا کہتے ہین کہ فقہ مین اجتہاد

النسفی، واختتم الاجتہادبہ، وعنوا الاجتہاد فی المذہب، واما الاجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ، حتّٰی اوجبوا تقلید واحد من ہولاء علی الامۃ، وہٰذا کلہ ہوس من ہوساتہم، لم یاتوا بدلیل، ولا یعباء بکلامہم، وانما ہم من الذین حکم الحدیث انہم افتوا بغیر علم، فضلّوا، واضلّوا، ولم یفہموا ان ہٰذا الاخبار بالغیب فی خمس لا یعلمہن الا اللہ تعالیٰ "فواتح الرحموت"، مطبوعۂ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۶۲۴)

فی المذہب علامہ نسفی کے بند ہو گیا ہے اور اجتہاد مطلق تو چارون اماموں پر ختم ہو چکا ہے، اب صرف ان مین سے ایک کی تقلید ہی اُمت پر واجب ہے یہ سب محض واہیات ہے، نہ اس کی کوئی دلیل ہے اور نہ اِن کے کہنے کا کچھ لحاظ کرنا چاہیے۔ یہ لوگ اُن لوگون مین سے ہین جن کی نسبت حدیث مین یہ حکم ہے کہ وہ بے جانے بوجھے فتویٰ دیتے ہین، خود بھی گمراہ ہوے ہین، اور اورون کو بھی گمراہ کرتے ہین، اور یہ لوگ یہ نہین سمجھتے کہ ایسا دعویٰ کرنا گویا آیندہ کی خبر دینا ہے، جو سوا‌ئے خدا کے کوئی نہین جانتا، جیسا کہ قرآن مین ہے لا تدری نفس ماذا تکسب غدا، (سورہ ۴۳۔ آیت ۳۱) یعنی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہین کہ کل وہ کیا کرے گا،،

مذہب اربعہ کی کیفیت

۱۳۔ ان چارون قسم کے طریق ترتیب اولّہ واستنباط مسائل باطرز اجتہاد مروجۂ حال کی (جس کو عموماً مذہب بولتے ہین، اور انگریزی مین اس کو "اسکول آف جورس پروڈینس" کہتے ہین) خصوصیات پر نظر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک بھی ان مین سے صاحب مذہب کے نزدیک "آلہی الاصل"، یا قطعی نہ تھا۔

فقہ حنفی

۱۴۔ حضرت امام ہمام ابو حنیفہ نے اپنے استخراج احکام فروعی کو کمتر احادیث پر مبنی کیا ہے،

ملا۔ کرنل آس برن نے غلط کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا طریقہ فقاہت انفراداً اور انحصاراً قرآن ہی پر مبنی تھا، اور بذریعۂ استنباط بالقیاس منطقی طور سے قرآن پر متفرع ہوا تھا (دیکھو کتاب "اسلام بزمانۂ خلفائے بغداد" صفحہ ۲۴ و ۵۲ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء) ۔حنیفون کا طرز اجتہاد یا ترتیب دلائل وطریق استنباط وفقاہت کو مین نہین سمجھتا کہ وہ قیاسات حسب المنطق مستخرج از قرآن ہین، بلکہ ان کا

اور اپنے طرز اجتہاد میں اٹھارہ حدیثوں کو قطعی قبول کیا ہے - اون کا طرز فقاہت رائے اور قیاس پر مبنی تہا - اِن دونوں اصول کو مدنظر رکہہ کے اُنہوں نے اور اُن کے شاگردون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷ - نظام فقہ وطرز ترتیب دلائل و استنباط مسائل رائے اور قیاس پر مبنی ہے، جس سے قرآن وسنت اور قدیم اماموں کے اقوال ایک طرف رہ جاتے ہین، اور قیاس شرعی جو دیگر مذاہب فقہیہ مین ہے وہ قیاس منطقی نہین ہے - بلکہ استدلال بالتمثیل ہے -

امام ابوحنیفہ کی فقاہت اور اجتہاد ملک عراق یا اہل عراق کے لئے تہا، اور شک نہین ہے کہ ان کا مذہب یعنی ان کا طریق ترتیب دلائل واستنباط مسائل اور رائے وقیاس بہت مناسب تر اور بلحاظ مکان وزمان وحالات وعُرف موافق تر تہا - قانون کے واسطے ایسا ہی ہونا چاہیئے - اور اور یہ جو اُنہون نے حدیثون اور روایتون اور اقوال صحابہ اور تابعین پر اپنے فقہ کی بنیاد نہین رکہی بہت ہی درست کیا، کیون کہ یہ تو ظاہر ہے کہ جناب پیغمبر کے زمانہ مین تو یہ فقہ نہین تھا، اور نہ جناب پیغمبر نے فقہ مین، کہ جیسا اب ہے، کوئی کتاب لکھنی یا لکھوانی ضرور سمجھی تہی، ورنہ مثل قرآن حجم مین اس سے بیشتر، ایک کتاب فقہ مین ہی لکھواتے - بعد مین جب ملک کے لئے، بلکہ مختلف ملکون اور قومون کے لئے، ایک قانون کی ضرورت ہوئی، تو امام ابوحنیفہ نے اپنے طرز اجتہاد کو اپنی رائے اور قیاس پر رکہا جس مین ضرور ہے کہ عامۂ ناس کے عمل درآمد اور عُرف اور اُن کی حاجتون اور ضرورتون کے لحاظ اور تغیرات زمانہ کا پاس مدنظر رکہہ کے مسائل فروع مین فتویٰ دیا، اور بجائے خود کچھہ اصول بہی بنائے اور پیش نظر رکہے - کاش بعد مین علماء حنیفہ اسی طریق کو قایم رکہتے، مگر جب سے کہ لوگون کو احادیث جمع کرنے کا شوق ہوا (حالانکہ وہ بہی واجبات سے نہ تھا، ورنہ جناب پیغمبر خود ہی اپنی احادیث جمع کرا دیتے) اور حدیثون مین بہت اختلاف نکلا، اور مختلف غرضون سے لوگون نے جہوٹی حدیثین بنائین، اور غلط تو بہت ہی ہوگئی تہین، تب اِن کے پرکہنے کے قاعدے مقرر ہوئے، اور انکو چہانا گیا - اس وقت بہت سے مسائل حنیفہ صحیح حدیثون کے خلاف پائے گئے، اور باوجودے کہ حدیثون کی صحت بہی اصطلاحی تہی

نے ایک پورا نظام فقہی بنایا، مگر حضرت امام ابوحنیفہ کی تعلیم زبانی ہوتی تھی، اُنھون نے
کوئی کتاب نہین لکھی - جملہ اصول مسائل، و قیاسات، و استدلالات، و تخریجات، و تفریعات،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ - اور کوئی بھی ان مین سے قطعی نہ تھی، کیونکہ وہ اخبار احاد تھین
جو مفید علم نہین ہوتین، مگر بناچاری یا زبردستی موجب عمل سمجھی جانے لگی تھین - اس وجہ سے حنفیون
کو بہت دقت پیش آئی، کیونکہ حدیثون کی عظمت اور اون کے موافق عمل کرنے کا رجحان اور میلان
عامۂ ناس مین بھی بہت ہو چلا تھا - اور گو کہ فی الحقیقت حدیثون کے موافق عمل کرنے کے لیے اور
ان کو ہر ملک اور ہر قوم کے آدمیون پر واجب العمل ماننے کے لئے کوئی دینی حکم نہ تھا، اور نہ ایسا کبھی جناب پیغمبر
نے ٹھیرایا تھا، ورنہ اس کا اہتمام اور بندوبست اسی وقت ہوتا، اور یہ تو صرف اہل شوق نے دُور دُور
ملکون مین پھر کے زبانی اور تحریری روایتون کو کئی ایک واسطون سے جمع کیا، اور جمع کرنے کے بعد پھر
اس کی تنقید اور صحیح و ضعیف کی تمیز کے قاعدے اٹکل پچو بنائے، مگر ان مین پوری کامیابی نہین
ہوئی، کیونکہ ان احادیث کا درجہ ظن اور گمان سے صحت قطعی تک نہین پہنچا، مگر حدیثون کی قبولیت
عمومی اور شوقِ عامۂ ناس کی وجہ سے، حنفیون نے بھی عُرفِ عام کی موافقت کی وجہ سے، صحاح
کی حدیثون کو بظاہر قبول کرنا شروع کیا، مگر اس کے لئے اُصول فقہ مقرر کئے، جس مین ہر ایک
صحیح حدیث کو گو وہ کیسی ہی اصح الصحیح ہو (یہ صحت اصطلاحی ہے نہ یہ کہ اس معنی سے سچی حدیث
یا یقینی فرمودہ جناب پیغمبر ہے) کئی طور سے ناقابل عمل ٹھیرایا - مثلاً یہ کہ وہ حدیث عمل مکرر الوقوع عام
بہ البلوی کے خلاف نہ ہو، اور یہ کہ راویِ اصل حدیث فقیہ اور مجتہد ہو، تب تو قیاس کو چھوڑ
حدیث قبول کرین گے، ورنہ اگر کسی کی حدیث خلاف قیاس ہو تو قبول نہین کرین گے، اور ایسے
[illegible] باطنی ہے جس سے احادیث کو رد کرتے ہین - پھر تقلید مذہب مخصوص کا
[illegible] سے نکالا گیا، اور یون سمجھا گیا کہ جو حدیثین اکثر [illegible] ہین تو امام صاحب نے
[illegible] چھوڑ دی [illegible] نہین کہ ان کے خلاف ہین اور بھی حدیثین ہین یا نہین، اور یہ منسوخ ہین
یا نہین [illegible] سے [illegible] کا حکم نکلتا ہے یا استحباب کا، یا خاص ہین یا عام ہین، لہذا وہی رد یا [illegible]

جو اُن کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں نے نکالے ہیں، اور جو حضرت امام صاحب کے خواب و خیال میں بھی نہ گذرے تھے، وہ اب سب کے سب امام ابوحنیفہ کے سر تھوپے جاتے ہیں، اور اُن کا مذہب کہلاتے ہیں - امام ابویوسف اپنے فتاوے و قضایا میں روایتوں کو طرح دے جاتے تھے، اور مسائل فقہی کو قیاس و استنباط سے فیصل کرتے تھے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹ - جو قول امام ہے، یا امام کے مذہب پر نکالی گئی ہے ماننی چاہیئے اور صرف ایک ہی امام کی تقلید کرنی چاہیئے - اور پھر اس تقلید میں، جو کہ محض ناواجب تھی، یہ بھی سختی کی کہ اگر کوئی ایک مذہب کی تقلید چھوڑ کر دوسرے مذہب میں جاوے، حالانکہ وہ مذہب بھی انہیں چاروں سے ہو، اس کے لیئے سزا بھی تجویز کرتے تھے - اور اسی تقلید کے وجوب کے ساتھ یہ بھی اعتقاد کیا گیا کہ اجتہاد تو آئمہ اربعہ پر ختم ہو چکا ہے، اب کوئی مجتہد ہونے ہی کا نہیں، حالانکہ مجتہد بہت ہوتے آئے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے، مگر یہ سب مشکلات حضرت حنفیوں کو اسوجہ سے پیش آئیں، اور آتی رہیں گی، کہ اُنہوں نے خاص اس طرز کو جو امام ابوحنیفہ نے فقاہت اور اجتہاد میں اختیار کیا تھا چھوڑ دیا، اور ایسا ہر مذہب اور ہر فن اور ہر صناعت یا ہر علم میں ہوتا ہے کہ بانی اور بادی کی اصل بات جاتی رہتی ہے، اور اس کی تخریجات اور تفریعات ہو کر صورت بدل جاتی ہے -

امام صاحب کی طرف سے یہ عذر بیان کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے وقت میں حدیثوں کی تدوین اور تالیف ہو کر یکجا جمع نہیں ہوئی تھیں، اس لیئے ان کو حدیث کم ملی، اور مسائل میں خلاف حدیث رائے اور قیاس سے کام لیا، اس میں یہ تو صحیح ہے کہ امام صاحب کے وقت میں احادیث کی تدوین و تالیف نہیں ہوئی تھی، لیکن اگر حدیثوں پر قانون بنانا ضرور تھا تو حدیثوں کو تلاش کرنا اور جمع کرنا بھی امام صاحب پر فرض تھا، پس نہ اُنہوں نے ایسا سمجھا اور نہ ایسا کیا، اور نہ ایسا کرنا ضرور تھا، کیونکہ جناب پیغمبر کے فتاوے یا احکام، جو خارج از قرآن ہیں، وہ بھی تو رائے اور اجتہاد سے ہیں (انی انما اقضی بینکم برائے فیما لم ینزل علی الوحی - رواہ ابو داؤد) اس کو عامہ امت کے لیئے

فقہ مالکی

۱۵- امام مالک کا اندازِ فقاہت وطرزِ اجتہاد اکثر رواج اہل مدینہ پر مبنی تہا- اون کے مذہب کو ہٹہیک ٹہیک طور سے کہہ سکتے ہین کہ وہ "کامن لا" تہا جس مین رسم ورواجِ اہل ملک، جس مین وہ خود رہتے تہے، اور جن کے لئے اُنہون نے اب تک غیر قلمبند شدہ شریعت کو قلمبند کیا تہا شریک ... تہے- اُنہون نے اپنی کتاب "موطا" مین تین سو حدیثون سے استفادہ کیا ہے- اون کا مذہب عربون کے سادہ طرز بسر بردِ زندگی کے مناسب تر تہا، بہ نسبت حنفیون کے استنباطی غامض اور صناعتی فقہ کے- امام مالک کا مذہب، جو کہ رواج اہل مدینہ پر مبنی تہا، خالصًا مختص المقام تہا- جو احکام عربون کے ابتدائی تمدن اسلامی کے لئے کافی تہے، وہ دور دراز ملکون کی جمع کثیر خلائق کی حاجات کے مقابلے مین عہدہ برا نہین ہو سکتے تہے، مگر محض اتفاقات سے امام مالک کا مذہب بیشتر اسپین اور شمالی افریقہ مین بہت پہیل گیا-

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ - قانون نہین بنایا-

اور یہ بہی معذرت مین کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حدیثون کی روایت قصدًا نہین ترک کی، بلکہ اُن کے نزدیک روائتون کی جانچ اور پرتال کے اصول بہت سخت وشدید تہے، اس لئے کم روائتین اُنہون نے قبول کین- کاش بعد کے علماء حنیفہ اِس قاعدے ہی پر چلتے، اور ویسے ہی احادیث کی تنقید مین سخت نکتہ چینی کے اصول قرار دیتے، حالان کہ وہ تو صحابہ کی مرسل حدیثون کو، بلکہ دوسرے اور تیسرے قرن کے تابعین اور تبع تابعین کی مرسل روائتون کو بہی لیتے ہین (دیکہو توضیح، منار، منہاج، اور دائرہ)، بلکہ ان کو مسند پر تفوق دیتے ہین اور اس مین مبالغہ کرتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ مختلف قومون اور ملکون کے معاملات ومقدمات اور روزانہ حادثات کے باب مین یہ دقت گوارا کرنا کہ اِن سب کے احکام قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ وروایات آئمہ اور اجماعِ اُمّت اور قیاس تمثیلی سے نکالنا چاہئین، ایک غیر ضروری تکلیف ہے، بلکہ ایک زمانہ مابعد کا طریقہ ہے، جس کو بعض اہل شوق نے نکالا، اور دوسرون پر واجب العمل اور ضروری التقلید بہی نہین ٹہیرایا- اِس کو من جانب اللہ [۱۴] اور حکم خدا نہین کہہ سکتے-

فقہ شافعی

۱۶ - امام شافعی کا طرز انتخاب المذاہب تھا، انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے مذہبوں پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی، مگر سب سے پہلے انہون نے ہی اصول مین کتاب لکھی -

فقہ حنبلی

۱۷ - امام احمد بن حنبل تو بالکل، فقہ مین، قیاس سے مسائل و احکام نکالنے کے خلاف تھے، ان کی کتاب "مسند" مین تیس ہزار حدیثین جمع ہوئی ہین - ان کا مذہب الٰہیات اور فقہ مین، اُس زمانہ کے تعاون و مشبہات کی کثرت کی نظر سے اوس کی [illegible] اور خلاف مین بہت شدید تھا - فقہائے حنفیہ حاضر باش دربار خلیفہ تھے ان کو اُس [illegible] کی وجہ سے جو اون کو رائے اور قیاس[۱] پر عمل کرنے کی وجہ سے حاصل تھین، کچھ مشکل نہین

۱ - مین نے اس کتاب کے صفحہ ۱۷ و ۲۳ (ان صفحات سے اصل انگریزی کتاب کے صفحے سمجھے [illegible]) مین بعض ایسی سحر یہ آمیز رائے اور قیاس کی مثال لکھی ہے، اور ایک اور مثال کرنل آس برن نے اپنی کتاب "اسلام بزمانہ خلفای بغداد" کے صفحہ ۲۸ پر نقل کی ہے، وہ لکھتے ہین کہ:-

"قرآن کی دوسری سورت مین ایک آیت ہے "ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا" - جس کا مطلب
"یہ ہے کہ "زمین مین ہے خدا نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے" حنفی فقیہون کو جا بجا ایک دستاویز
"مل گئی ہے، جس سے اور سب کے حقوق ملکیت باطل ہو گئے - تم سے مراد صرف مسلمان ہین [illegible]
"اور تمام زمین انہین کے استعمال اور تمتع کے لئے پیدا ہوئی ہے، اور کل زمین کے انہون نے
"تین حصے کئے ہین -
"(۱) وہ زمین جس کا کوئی مالک نہین ہوا -
"(۲) جس کا کوئی مالک تھا مگر اُس نے چھوڑ دیا -
"(۳) کافرون کی ذات اور مال -
"اور اسی تیسری تعبیر سے ان فقیہون نے [illegible]
"جنگ و قتال [illegible] کیا ہے"

معلوم ہوتی تھی کہ قرآن کی اخلاقی تعلیم کو خودمختار حاکم کے متجاوز الحد فجور کے تابع کر دین۔ اور خلفا، اور امراء کی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے کی تجویزین نکالین۔ اس بڑی برائی کے روکنے کے لئے امام احمد بن حنبل نے جناب پیغمبر کی احادیث کو، جو مسلمانون مین زبان زد تھین، اپنا متمسک بنایا۔ گو بیشتر یہ حدیثین ضعیف اور غیر معتبر تھین، مگر ان مین جمہوری طرز حکومت کے اصول پائے جاتے تھے، اور اس وجہ سے "خلفائے جور" کی خلیع العذاری کی تادیب اور توبیخ کے لئے بہت مناسب حال تھین۔

نقہ ظاہری

۱۸- یہان مین ایک اور بھی مذہب حق یا طرز اجتہاد کا بیان کرتا ہون جس کی بنا ابو سلیمان داؤد الظاہری اصفہانی نے ڈالی تھی، جو عموماً ظاہریہ کے نام سے مشہور ہے، اور یہ نام اس وجہ سے پڑا کہ داؤد ظاہری نے اپنی فقاہت کی بنا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے صرف ظاہری معنی یا دلالت پر رکھی تھی، اور اجماع، یعنی مسلمانون کے عام اتفاق، اور قیاس فقہی کو، جو اصول فقہ کی تیسری اور چوتھی اصل ہے، رد کر دیا تھا۔ امام داؤد کی ولادت سنہ ۲۰۲ھ یا سنہ ۲۰۰ھ مین ہوئی تھی، اور وفات سنہ ۲۷۰ھ مین ان کا طرز اجتہاد حنفیون کے بالکل خلاف تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۔ مگر مین نے ایسے کسی خیالی استنتاج کو نہین دیکھا، اور مین ایسا خیال نہین کرتا کہ غیر مسلمین کے اشخاص اور اموال "مافی الارض" کی تقسیم مین آسکتے ہین۔ غالباً کرنل آسیرن کو کوئی غلط اطلاع ملی ہوگی۔ علینی اور شامی نے اس آیت (سورہ بقرہ آیت ۲۷) کو باب "استیلاء الکفار" مین نقل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ "بعض صورتون مین مسلمان فتح یاب کا غیر مسلمون کے مال پر ازروئے حق فتح ملکی قابض شرعی ہو سکتے ہین" اور وہ اس آیت سے یہ نکالتے ہین کہ سب چیزین مباح یا بلا شرکت جملہ بنی آدم کے انتفاع کے واسطے مخلوق ہوئی ہین، اور صرف مسلمانون ہی کے لیے مخصوص نہین ہین، الا یہ کہ کسی خاص شخص نے بطور جائز کسی چیز پر قبضہ کیا ہو۔

کیون کہ یہ اجماع اور قیاس دونون کو رد کرتے تھے، اور ایک دوسرا استرجاع احمد بن حنبل کا تھا کہ ان کے مذہب مین بھی قیاس مردود تھا، اور اجماعِ مجتہدین بھی ایک وقت خاص مین ناممکن متصور تھا۔ ابن حزم اور ابن عربی، کہ یہہ دونون اسپین کے علماء مین سے تھے، اور نیز نظام (المتوفی ۲۳۱ھ) اور ابن حبان (المتوفی ۳۵۴ھ) بھی اجماع کی حجیّت کو، باستثناءِ اجماعِ صحابہ، باطل کرتے تھے۔

یہ مذاہب قطعی نہین

۱۹- اِن بعض بڑے بڑے اور اہم مذاہب فقہی کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی ان مذاہب یا طریقہائے اجتہاد وفقاہت مین سے قطعی یا الٰہی الاصل نہین بنایا گیا تھا، اور نہ اِن مذاہب کے بانیون مین سے کسی نے ان کی نسبت ایسا کہا، اور نہ اپنے مذہب کو دوسرے پر ترجیح دی۔ ہر ایک مذہب تدریجی، ناتمام اور قابل ترمیم تھا، اور اِن مین تبدیلیان اور اصلاحین جاری تھین اور نظام فقہ مین وہ قیاساتِ منطقی، اور قیاساتِ فقہی، اور استحسان، اور افکارِ عقلی، جو ابتدا مین بوجہ قلت معلومات برتے جاتے تھے، آخر مین متروک ہو گئے تھے، اور تخریج مسائل مین سب کا رجحان و میلان اسی طرف ہو چلا تھا، کہ عامۂ ناس کی ضرورتون اور خواہشون کا، اور نئی سلطنت مین معاشرت اور سیاست کی تبدیلیون کا لحاظ رکھا جائے۔ ہر ایک نیا مذہب یا فقاہت، علم تشریع احکام کو تجربی اور استقرائی بنانے لگا تھا، اور سابق کے استنباطی اور استنتاجی یا عقلی اور قیاسی طریقون کو چھوڑتا جاتا تھا۔ احمد بن حنبل، جو چارون امامون مین آخری امام تھے، استنباط اور قیاس کو، جو اصول فقہ کی چوتھی اصل تھی، بالکل غیر معتبر سمجھتے تھے۔ اور ایک صدی بعد ظاہریّہ مذہب نے تیسری اصل اجماع کو بھی ایک زمانۂ خاص مین رد کر دیا تھا، کیون کہ کئی ایک مسائل فقہی پر جو اجماع پہلے ہوا تھا وہ زمانۂ مابعد کے حالات متبدلہ کے مناسب نہین تھا۔ ان وجوہ سے مسلمانون کے "کامن لا" کو، عدیم التغیر نہین کہہ سکتے، بلکہ برخلاف اس کے تبدیل پذیر اور وقتاً فوقتاً ترقی کرنے والا ہے[۵۱]

[۵۱] یہان تک خود مصنّف کا کیا ہوا ترجمہ ختم ہوا۔

فقہ کے ماخذون پر ایک نظر

۲۰ - مین نے اِن اوراق مین اسلامی فقہ کے مشہور اور بڑے بڑے مذاہب کا نہایت مختصر حال بیان کیا ہے - اب مختصر طور پر اسلام کے سیاسی و مذہبی قانون کے ماخذ پر ایک نظر ڈالتا ہون - اسلامی شرع کے تین بڑے عنصر ہین :-

(۱) قرآن،

(۲) احادیث پیغمبر اسلام اور آثار صحابہ،

(۳) اجماع، اُن مسائل پر جن کا پتہ قرآن وحدیث مین نہ لگتا ہو۔

سب کے اخیر مین ایک اضافی جز قیاس بھی ہے، جس کی مدد سے قرآن وحدیث اور اجماع مین سے کوئی قاعدہ مقرر کر سکتے ہین -

(۱) قرآن۔

۲۱ - قرآن ہمین تمدنی اور سیاسی (پولٹیکل) قانون نہین سکھاتا - بلکہ اس کی غرض وغایت یہ تھی کہ قوم عرب کو از سر نو زندہ کرے، اور عروج پر پہنچائے، یعنی بالکل کایا پلٹ کردے - قرآن یا احادیث کا مقصد یہ نہین ہے کہ وہ سول لا (سول لا سے دیوانی، فوجداری اور مالی قانون مراد ہے) اور ملٹری لا کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کرے، یا فقہ کے عام اصول کی تشریح کرے - اس مین شک نہین کہ بعض امور سول اور پولٹیکل لا کے متعلق بیان کئے گئے ہین لیکن یہ وہ مسائل ہین جن کا اِس زمانے مین نہایت خراب استعمال کیا گیا تھا، مثلاً کثرت ازدواج، طلاق، غلامی اور لونڈیون کے رکھنے کا رواج، قرآن نے ان خرابیون اور نیز دیگر مذموم عادتون کی سخت ممانعت کی، اور اوس زمانے کی ذلیل شرمناک بداخلاقیون کو مٹایا - قرآن نے غیر مسلم اور بدوی عربون سے ان کے ضعف اور خامی کی بناء پر بعض سول اور سوشیل (تمدنی) امور مین چند مناسب ومعقول اور بے ضرر رعائتین بھی کی ہین لیکن جب اُن کی حالت سدہری اور وحشیانہ حالت سے نکل کر اعلیٰ اور ترقی یافتہ مدارج پر پہنچے تو یہ رعائتین بھی ممنوع ہوگئین -

قرآن سے استخراج نتائج -

۲۲ - اسلامی شریعت کے نہایت ضروری سول اور پولٹیکل مسائل، جو قرآن پر مبنی

ہین، وہ محض ایک لفظ واحد یا ایک ہی جملہ سے مستخرج و مستنبط ہین - بیجا لفظی تقلید کی پابندی، اور قرآن کے صحیح مطالب کی طرف سے بے توجہی، تفاسیر قرآن اور ہمارے فقہا کے استدلال کا ایک خاصہ ہوگیا ہے[۵] - بیان کیا جاتا ہے کہ چھہ ہزار آیات قرآنی مین سے صرف دوسو آیتین دیوانی - فوجداری، مال، سیاست، عبادت، اور رسوم مذہبی کے متعلق ہین - اِن معدودے چند آیات احکام سے بہی قانون کے ماخذ اولین (قرآن) کا تیسوان حصہ ایسا ہے جس کا قطعی النص ہونا یقینی نہین ہے - یہ کوئی باقاعدہ اور مکمل قواعد نہین ہین - میرے خیال مین ان مین سے تین چوتہائی سے زیادہ صرف حروف واحد، الفاظ، اور ادہورے فقرے ہین، جن سے خلاف قیاس خیالی نتائج پیدا کیے گئے ہین، اور جس کو کوئی صحیح تعبیر قانونی جائز نہین رکھہ سکتی[۶]

قرآن کی تفسیر

۲۴ - احکام اخلاق، تاریخی امور وقصص، اور پیشین گوئیون کے علاوہ قرآن کے قانونی اور

---

[۵] اسلامی الہام کچہہ زیادہ قدیم نہین ہے، جو شخص پہلی بار قرآن کو پڑہے گا وہ مشکل سے یہ خیال کر سکتا ہے
" کہ اس کا یہ منشا، جو مسلمان اقوام نے قرار دے رکہا ہے، یعنی اُنہون نے اپنے تمدن اور سیاسی
" معاملات کی بنیاد اس پر قایم کی ہے - لیکن سب سے زیادہ اہم وہ نتائج ہین جو اس کے معانی سے پیدا
" کیے گئے ہین، حال آن کہ کوئی قطعی قاعدہ اس مین ایسا نہین پایا جاتا کہ جس کا صحیح اطلاق کیا جا سکے
" جہان کہین قطعی قواعد پائے جاتے ہین (اور وہ چہوٹے چہوٹے معاملات کی نسبت صرف چند ہی
" ہین) قرآن کی پابندی بڑی سختی کے ساتھہ کی جاتی ہے" (دی سنس آف لا مصنفہ ولیم مارکبی ایم-اے
" سکنڈ اڈیشن صفحہ ۴۳)

[۶] " بعض مسلمان فقہا نے قانونی آیات کی تلاش کرنے مین [illegible] اور کتابین لکہی ہین جن مین ان آیات قرآنی کو [illegible] درج کیا ہے - اور ان کو قانون کے
" مختلف اقسام پر عائد کیا ہے - [illegible] خیالی [illegible] کو خوب کام مین
" لائے ہین"

عدالتی اصول کی تشریح کے لئے الفاظ اور جملے، اور اون کے طرقِ استعمال مفصلۂ ذیل چار حصوں مین تقسیم کئے گئے ہین۔

(۱) الفاظ

خاص عام مشترک ماوّل

(۲) جملے

ظاہر خفی

ظاہر نص مفسر محکم خفی مشکل مجمل متشابہ

(۳) لفظون اور جملون کا استعمال۔

حقیقت مجاز صریح کنایہ

(۴) طرق استدلال۔

عبارت اشارت دلالت اقتضا
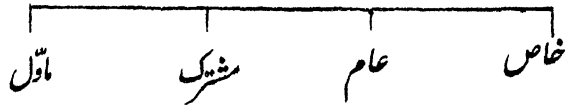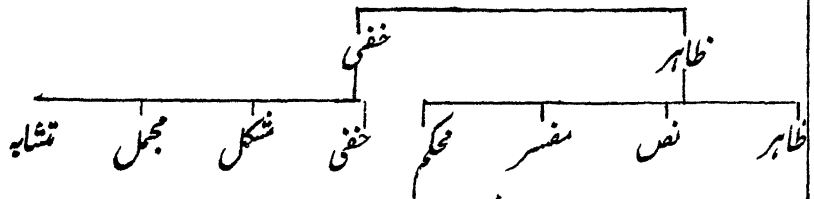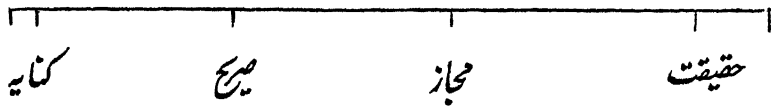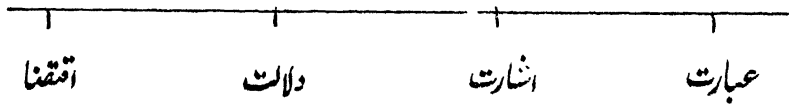
اس سے ظاہر ہوگا کہ یہ دوسو آیات قرآنی سول لا کے متعلق کوئی خاص تعلیم یا محکم قواعد نہین ہین، اِن مین سے بہت سے نتائج الٹکل پچو معلوم ہوتے ہین۔

قرآن کوئی سول اور پولیٹیکل قانون کا ضابطہ نہین ہے

۴ - مختصر یہ ہے کہ قرآن سیاسی قوانین مین مداخلت نہین کرتا، اور نہ اس نے سول لا کے متعلق کوئی خاص قواعد وضع کئے ہین - قرآن ہمین بذریعۂ وحی کے مذہبی اصول اور اخلاق کے عام قواعد سکھاتا ہے، اور اخلاق کے ضمن مین قدیم عرب سوسائٹی کے تمام معاملات آجاتے ہین - مثلاً اولادکشی، کثرتِ ازدواج، مطلق العنان طلاق، لونڈیون کا

رکھنا، شراب خواری، عورتون کی تذلیل، پرلے درجہ کی قمار بازی، سخت اور جابرانہ سود خوری، شگون اور استخارے کے توہمات، اور علاوہ اس کے اور بہت سے رسوم وعادات جو مذہبی توہمات اور ناپاک بت پرستی سے ملے جلے تھے۔ قرآن نے یا تو ان کے خلاف مین سختی کے ساتھ تلقین کی، یا ان کی اصلاح کی اور ترقی کے طرف توجہ دلائی، لیکن ان امور کو نہ سوسائٹی کا دستور العمل بتایا ہے اور نہ ان کے لئے کوئی خاص قواعد قرار دئے ہین۔ اگر مسلمانون نے قرآن کی تعلیم کا اطلاق، جہان تک حالات نے اجازت دی، اپنی روزانہ معاشرت پر کیا۔ بعینہ اسی طرح جیسے عیسائی بائبل کی تعلیم کو کام مین لائے۔ کچھ عرصے سے ان کا رجحان اس طرف ہوا ہے کہ اس زمانے کی سوسائٹی کی ضروریات پر یہودی قانون کا اطلاق، بجائے کم کرنے کے، وسیع کرنا چاہیئے۔ عیسائیون مین تھوڑے زمانے سے اخلاق اور ملکی معاملات دینیات سے جدا کر لئے گئے ہین۔

"سترہوین صدی کے آخر مین اخلاق کا دینیات سے قطع تعلق ہو گیا، اور پالیٹکس (یعنی ملکی معاملات) کا اٹھارہوین صدی کے وسط مین[۵۱]"

ہندوستان اور ترکی کے مسلمانون نے بھی انیسوین صدی مین اس امر کی کوشش کی ہے، اور اس سے ان کے مذہب مین کچھ فرق نہ آئے گا۔ سر ولیم میور کا یہ خیال کسقدر لغو ہے کہ:۔

"قرآن نے مذہب کو سوسائٹی کے قواعد اور رسوم کے ایسے سخت اور مضبوط شکنجے مین کس دیا ہے کہ اگر اوپر کا خول ٹوٹ گیا تو اوس کے ساتھ ہی اوس کی اصل حیات بھی جاتی رہے گی[۵۲]"

(۲) حدیث یا سنت

۲۵۔ پیغمبر اسلام اور ان کے اصحاب و اخلاف کی احادیث و روایات کا ایک بحر ذخار ہے،

---

[۵۱] "تاریخ تہذیب انگلستان" مصنفہ بکل، جلد ۱، صفحہ ۴۲۵، مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ء۔

[۵۲] "خلافت راشدہ اور اسلام کی ترقی" مصنفہ سر ولیم میور، صفحہ ۲۶۔

جو تمدنی، سیاسی، ملکی، اور فوجداری کے مختلف مضامین کے متعلق ہین، اور مسلمانون کی کتب فقہ مین مندرج ہین - دراصل آپ کے اصحاب اور جانشین اُن احادیث کے قلم بند کرنے کے خلاف تھے، جو آپ کی حیات منزلی اور تعلیم عمومی کے متعلق تہین، لیکن جیساکہ طبیعت انسانی کا اقتضا ہے پیغمبر اسلام کے تابعین کی گفتگو زیادہ تر آپ ہی کے متعلق ہوتی تھی - آپ کے اصحاب وتابعین نے اون کے افعال واقوال پر نہایت جوش کے ساتھ حاشیے چڑہانا شروع کئے، خصوصاً بعد کی نسلون نے اُن کو مافوق الفطرت صفات سے موصوف کیا - بعینہ یہی سلوک اناجیل کے ساتھ کیا گیا تہا، نتیجہ یہ ہوا کہ احادیث کا سلسلہ نہایت تیزی سے بڑہنا شروع ہوا، اور یہہ سیلاب بہت جلد دریائے ناپیدا کنار بن گیا جہوٹ اور سچ، واقعات اور قصّے، سب گڈمڈ ہو گئے - ضرورت کے وقت خلیفہ یا امیر کو خوش کرنے، یا اون کی مرضی کے موافق مذہبی وتمدنی اور سیاسی امور کے ثابت کرنے کے لئے زبانی احادیث کے حوالے پیش کئے جاتے تھے - مطلق العنان فرمانرواؤن کی نفسانی خواہشات اور جذبات اور اُن کی خوشی کو پورا کرنے کے لیے، یا ہر قسم کی لغویات اور کذب کی حمایت مین آپکا نام مطعون کیا جاتا تھا، مگر یہہ نہوا کہ احادیث کی تنقید اور چہان بین کے لئے کوئی معیار قایم کرتے -

احادیث کی تحقیق تنقیدی اصول پر مبنی نہین

۲۶ - یہ بہت بعد کا زمانہ تہا جب ضعیف اور موضوع احادیث صحیح احادیث کے ساتھ بالکل گڈمڈ ہو گئین، اور فرداً فرداً چند بزرگون کو احادیث کے اِس بڑے انبار کی چہان بین کا خیال پیدا ہوا - صحاح ستہ[۵۱]، اسلام کی تیسری صدی مین مدون کی گئین، لیکن اُن کی تحقیق کا معیار ایسے تاریخی اور عقلی اصول پر نہین تہا جن کی بنا تحقیق و تدقیق پر قایم ہوتی ہے - احادیث

۵۱ ۱ - محمد بن اسمٰعیل بخاری - متوفی ۲۵۶ھ - ۴ - ابو عیسیٰ محمد ترمذی - متوفی ۲۷۹ھ
۲ - مسلم بن الحجاج نیشاپوری - متوفی ۲۶۱ھ - ۵ - ابو عبد الرحمان نسائی - متوفی ۳۰۳ھ
۳ - ابو داؤد سجستانی - متوفی ۲۷۵ھ - ۶ - ابن ماجہ القزوینی - متوفی ۲۷۳ھ

کی تحقیق کا معیار یہ نہین تہا کہ اون کے مضمون پر غور کرتے، یا اون کی اندرونی یا تاریخی شہادتون پر نظر کرکے اوس کی صحت اور غیر صحت کا اندازہ کرتے، بلکہ اوس کے جانچنے کا طریقہ یہ رکہا کہ راویون کا سلسلہ پیغمبر اسلام یا آپ کے اصحاب تک پہنچتا ہے یا نہین - اور دوسرے یہ کہ راویون مین سے کسی کا چال چلن قابل اعتراض تو نہین - علاوہ اس کے دو ایک اور چہوٹی چہوٹی باتون کا لحاظ کیا جاتا تہا مضمون کی تحقیق اور عقلی وصحیح کا اطلاق دوسرون پر چہوڑ دیا گیا اسی لئے محققین کے نزدیک اخبار احاد کی پیروی لازم نہین -

عقیدۃً احادیث کی پیروی لازمی نہین

۲۷ - یورپین مصنّف مثلاً : میور، آس برن، ہیو، اور سیل اسلامی احادیث کا ذکر کرتے وقت اس امر کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہین کہ اُصولاً اور عقیدۃً تمام احادیث کا تسلیم کرنا مسلمانون پر لازم نہین - یہ اُصول درحقیقت فقہ کی بیخ کنی کر دیتا ہے - فقہا یہ کہتے ہین کہ گو احادیث مثل اخبار احاد کے مستند نہون، لیکن عملی طور پر ان کی پیروی کرنا مسلمانون پر لازم ہے - اس کے یہ معنی ہوئے کہ بہرحال ہمین احادیث کی پیروی کرنا چاہیئے، خواہ ہماری عقل اور کانشنس (ایمان) ہم کو اس پر مجبور کرے یا نہ کرے - جن محققین نے احادیث کو جمع کیا اور اُن کی چہان بین کی ہے، اُن کا یہ قول ہے کہ عموماً کیسی ہی مضبوط اور محکم اسناد کیون نہون، احادیث پر اعتبار نہین ہوسکتا، اور نہ جو شئے اس مین بیان کی گئی ہے اوس کا یقینی علم اس سے حاصل ہوسکتا ہے - اِس قول پر اگر خیال کیا جائے تو احادیث کے لیئے معیار صداقت اور اصول عقلی کے قایم کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہین رہتی، کیونکہ وہ بذات خود بالکل ناقابل اعتبار ہین -

پیغمبر اسلام نے احادیث جمع کرنے کا کبہی حکم نہین دیا

۲۸ - اگرچہ مسلمانون کے اکثر سول اور پولٹیکل قوانین احادیث سے اخذ کئے گئے ہین، لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ ناممکن التبدیل نہین ہین - صرف اِس وجہ سے کہ وہ یقینی اور محکم بنیادون پر مبنی نہین ہین - پیغمبر اسلام نے کبہی اپنے پیرون کو اپنے زبانی اقوال اور اپنے ذاتی وعمومی معاشرت کی روایات جمع کرنے کا حکم نہین دیا، اور نہ آپ کے اصحاب نے

خود کبھی اس کام کے کرنے کا خیال کیا - یہ امر مسلم ہے، اور کسی کو اس مین کلام نہین، کہ آپ حتی الامکان کبھی ملک کے سول (ملکی) اور پولیٹیکل (سیاسی) امور مین دخل نہین دیتے تھے سوا ئے اُن اُمور کے جو روحانی تعلیم اور اخلاقی اصلاح کے ضمن مین آجاتے تھے یہ ایک نہایت صریح اور پرزور ثبوت ہے اِس بات کا کہ وہ سول اور پولیٹیکل مسائل، جو ضعیف احادیث اور غیر معتبر روایات پر مبنی ہین، قطعی ہونے کا حکم نہین رکھتے، بلکہ ان مین تغیر و تبدل کی پوری گنجایش ہے -

(۳) اجماع

۲۹ - اجماع تمام اسلامی دنیا کے کل علماء کی متفقہ رائے کا نام ہے، جو کسی خاص زمانہ مین کسی ایسے معاملے یا مذہبی مسئلے کی نسبت لی جائے جس کے لئے قرآن و احادیث مین کوئی حکم نہو - اگر اُن مین سے کوئی ایک عالم بھی دوسرون سے اختلاف کرے تو وہ اجماع قطعی یا مستند نہین خیال کیا جاتا -

اجماع مستند نہین

۳۰ - ہسپانیہ کے واجب التعظیم اور مسلّم مصنّف شیخ محی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ)، اصفہان کے مشہور فاضل اور فقہ کے مذہب ظاہری کے بانی ابو سلیمان داؤد الظاہری، ابو حاتم محمد بن حبّان التمیمی الباسطی معروف بہ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ)، ہسپانیہ کے مشہور عالم ابو محمد علی بن حزم (متوفی ۴۵۶ھ)، اور ایک قول کے بموجب امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) نے اصحاب رسول کے اجماع کے علاوہ دوسرے تمام اجماعون کے مستند ہونے سے انکار کیا ہے - اور ابن اسحاق ابراہیم ابن سیّا النظام البلخی معروف بہ نظام (متوفی ۲۳۱ھ)، اور ایک دوسرے قول کے بموجب امام احمد بن حنبل نے ہر ایک اجماع سے انکار کیا ہے، خواہ وہ آنحضرت کے اصحاب کا ہو یا دوسرے مسلمانون کا - امام مالک جو نہایت نامور فقیہ اور فقہ کے دوسرے مذہب کے بانی ہین، وہ صرف اہل مدینہ کے اجماع کو تو مستند خیال کرتے ہین، مگر دوسرے اجماعون کو مستند خیال نہین کرتے در حقیقت ان کے اصول فقہ اہل مدینہ کے رسوم و عادات پر مبنی ہین - امام شافعی جو تیسرے امام اور

ایک فقہی مذہب کے بانی ہین، جو اُن کے نام سے مشہور ہے، اُن کا قول ہے کہ اجماع کا اتباع اُس وقت سب پر لازم ہے جب کہ وہ زمانہ گذر گیا ہو، جس مین اجماع کرنے والے زندہ تھے، اور بشرطے کہ اون مین سے کوئی شخص بھی اپنی اوس راے سے جس پر وہ اجماع کے وقت قایم تہا، نہ ڈگمگایا ہو، کیونکہ اگر اِن مین سے کسی ایک شخص نے بہی اپنی زندگی مین کبہی اختلاف کیا تو وہ اجماع ساقط ہوجائے گا، اور مستند خیال نہین کیا جائے گا۔

اجماع کے اقسام

۱۱ - جب تمام علماء کسی شرعی مسئلے یا اصول کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرین، یا اگر قابل عملدرآمد ہو اور اُس پر عمل کرنا شروع کر دین، تو اس اجماع کو "عزیمت" کہتے ہین۔ اور اگر علماء کسی مسئلے سے صراحۃً اپنا اتفاق ظاہر نہ کرین، بلکہ سکوت سے اِن کا منشائے عدم اختلاف معلوم ہوتا ہو، تو اس کو "رخصت"، یا "سکوتی"، کہتے ہین، لیکن امام شافعی ایسے اجماع کو معتبر نہین سمجہتے۔

امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ اجماع صرف اوسی حالت مین مستند ہوسکتا ہے جب کہ قبل اجماع اِس مسئلے کی نسبت اختلاف نہو۔ کرخی نے بہی یہی بیان کیا ہے۔ امام محمد اس مسئلے مین اپنے اُستاد سے اتفاق نہین کرتے۔ امام ابویوسف کے اس کے متعلق دو فتوے ہین۔ ایک مین تو اُنہون نے اپنے اُستاد سے اتفاق کیا ہے، اور دوسرے مین اپنے اُستاد بہائی امام محمد سے۔ جب کسی زمانے مین دو فریق ہون، اور اُن مین آپس مین کسی مسئلے کے متعلق اختلاف ہو، تو یہ جائز نہین رکہا گیا کہ بعد کے زمانہ مین اُن دونون رایون سے اختلاف کرکے کسی تیسری راے کے لئے اجماع کیا جائے۔ ایسے اجماع کو "مرکب"، کہتے ہین۔

اجماع کے مشتہر کرنے کا طریقہ

۱۲ - آیندہ نسلون تک اجماع کی پوری کیفیت پہنچانے کے لئے یہ ضرور ہے کہ ہر زمانے مین اُس کے لکہنے اور مشتہر کرنے والے کثرت سے ہون، تاکہ اُس کی نسبت غلطی کا

احتمال نہو - اس طور پر اجماع کی جو کیفیت ہم تک پہنچتی ہے اُس کو "اجماع متواتر" کہتے ہین، لیکن اگر اس طور پر ہم تک نہ پہنچے تو اوس کو "اجماعِ احاد" کہتے ہین - پہلی قسم کے اجماع کی نسبت چون کہ خبر صحیح اور سچی ملتی ہے لہذا اوس کی پیروی سب پر لازمی ہے، لیکن دوسری قسم کے اجماع کا اتباع لازمی نہین، کیون کہ اوس کے سچ ہونے کا پورا یقین نہین، لیکن اوس کے ساتھ ہی اتفاق کرنا ضروری ہے -

اجماع کی نسبت مختلف رایون کا خلاصہ -

۳۳ - یہ ہے اجماع کی کیفیت، جو اسلامی فقہ کا تیسرا اُصول ہے، لیکن خود فقہا ہی نے اِس کی بنیاد کو متزلزل کر دیا ہے، کیون کہ :

اوّل، تو وہ ایسے اجماع کو سرے سے مانتے ہی نہین، اس لئے کہ وہ عملی طور پر ناممکن ہے

دوم، وہ اوس کی پیروی لازم نہین سمجھتے، سوائے اوس حالت کے جب کہ اصحاب رسول اوس مین شریک ہون -

سوم، بعض فقہا کسی اجماع کو نہین مانتے، خواہ وہ اصحاب رسول کا ہو یا دوسرے علماء کا -

چہارم، اگر یہہ فرض ہی کر لیا جائے کہ اجماع ہوئے، اور اُن کی پیروی تمام اسلامی دنیا پر فرض ہے، تو بھی یہہ ناممکن ہے کہ اون کی صحیح نقلین ہم تک پہنچین، اور ان کا اتباع ہم پر لازم ہو - اسکے فیصلہ پر پورا بھروسہ کرنا غلطی ہے، اگرچہ ہم یہ یقینی طور پر نہین جانتے کہ کوئی ایسا اجماع کبھی ہوا یا نہین -

اجماع کے متعلق مسٹر سیل کی رائے

۳۴ - مسٹر سیل نے اپنی کتاب "عقیدۂ اسلام" مین جو اس مضمون پر بحث کی ہے، اوس مین غالبًا ان کو مغالطہ ہوا ہے - اس مضمون کے متعلق اون کے ماخذ اس قسم کے ہین - جو کسی طرح قابل اعتبار نہین ہو سکتے - وہ ذیل کی عبارت ایک کتاب سے نقل کرتے ہین جس کی نسبت وہ کہتے ہین کہ "وہ ہندوستان مین نہایت مستند اور معتبر خیال کی جاتی ہے" وہ عبارت یہ ہے :-

"اجماع کا مطلب یہ ہے کہ سوائے آئمہ اربعہ کے کسی دوسرے کی تقلید نہ کی جائے"
(صفحہ ۱۹)

پھر اس کے بعد وہ بلا کسی مستند مذہبی کتاب کے حوالے[۵۱] کے لکھتے ہین کہ:-

"آئمہ اربعہ کے اجماع کی تقلید سب اہل سنت والجماعت مسلمانون پر فرض ہی" (صفحہ ۲۳)
لیکن یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا کبھی کوئی اجماع ایسا ہوا تھا جس نے یہ تصفیہ کیا ہو کہ آنکھ بند کر کے آئمہ اربعہ کی تقلید کی جائے، یا کبھی خود آئمہ اربعہ کا کوئی اجماع ہوا ہے - پہلے امر کی نسبت کوئی ثبوت نہین، دوسرا امر صریحًا لغو ہے، کیون کہ آئمہ اربعہ ہم عصر نہین تھے، پھر اُن کا اجماع کیون کر ہو سکتا ہے -

(۴) قیاس

۳۵ مسٹر سیل نے غلطی سے قیاس کو اسلام کا چوتھا رکن قرار دیا[۵۲] ہے، اور دوسری بڑی غلطی اُن سے یہ سرزد ہوئی ہے کہ اُنہون نے قیاس کو عقیدے کی بنیاد بتلایا ہے - اصطلاح مین قیاس نام ہے اُن عقلی دلائل کا جو قرآن، حدیث یا اجماع پر مبنی ہون - لہذا قیاس قانون کا کوئی مستقل بالذات ماخذ نہین ہے، بلکہ استدلال بالقیاس مین جو "علت" مشترک ہو اُس کی بنیاد مذکورہ بالا تین ماخذون مین سے کسی ایک ماخذ پر ہونا چاہیئے - یہ تمام قیاسی دلائل غیر یقینی ہوتی ہین، اور اس لئے مستند خیال نہین کی جاسکتین - لیکن باوجود اس کے قیاس اسلامی شریعت ملکی (محمدن سول لا) کا ایک بہت بڑا ماخذ ہے، تو پھر ایک ایسا قانون (شریعت) کس طرح قطعی یا ناممکن التبدیل کہا جاسکتا ہے -

قیاس قابل استناد نہین

۳۶ - ابن مسعود صحابی (متوفی سنہ۳۲ھ)، امیر الشعبی کوفہ کے ایک تابعی (متوفی سنہ۱۰۹ھ) محمد بن سیرین (متوفی سنہ۱۱۰ھ)، حسن البصری (متوفی سنہ۱۱۰ھ)، ابراہیم النظام (متوفی سنہ۲۳۱ھ)

---

[۵۱] اس مضمون کو مسلمانون کی عقائد کی کتابون سے کچھ تعلق نہین، اس کا تعلق فقہ یا اصول سے ہے۔ اور الٰہیات یا عقائد سے بالکل جدا ہے، آئمہ اربعہ صرف فقیہ کہلائے جاتے ہین نہ کہ عالم الٰہیات -

[۵۲] "عقیدہ اسلام" مصنفہ ریورنڈ سیل صفحہ ۲۷ -

داود بن علی اصفہانی بانی فرقہ ظاہری (متوفی سنہ ۲۷۰ھ)، اور اس کا بیٹا ابو بکر محمد علی ایک بہت بڑا عالم فقہ (متوفی سنہ ۲۹۷ھ)، اور ابو بکر ابن ابی آسن چوتھی صدی کا ایک مشہور فقیہہ، ان سب نے قیاس کے مستند ہونے سے انکار کیا ہے، اور قیاسی طرز کو غیر معتبر ٹھیرایا ہے۔ حافظ ابو محمد علی بن حزم[1] (متوفی سنہ ۴۵۶ھ) نے جو عام طور پر ابن حزم مشہور ہے

[1] مسلمانان اسپین میں سب سے بڑا عالم اور سب سے زیادہ قابل نامور ابن حزم ہے۔ ابن حزم قرطبہ میں ۹۹۴ء میں پیدا ہوا۔ وہ دراصل عیسائی نژاد تھا۔ لیکن اس نے اپنے سلسلہ نسب کو یزید بن ابی سفیان کے ایک ایرانی آزاد شدہ غلام سے ظاہر کیا ہے۔ یزید بن ابی سفیان اسپین کے خاندان امیہ کے پہلے خلیفہ کا بھائی تھا ابن حزم کو جتنی اسلام سے دلچسپی تھی اُسی قدر عیسائیت سے متنفر تھا اس کا باپ خلیفہ منصور بن ابی عامر کا وزیر تھا اور ابن حزم خود بھی سیاسی امور میں نہایت شغف رکھتا تھا اور اس خاندان کا بڑا طرفدار تھا اس کی عمر بیس سال کی بھی نہ تھی کہ عبدالرحمان خامس (۱۰۲۳-۱۰۲۴) کا وزیر اعظم ہو گیا۔ لیکن خاندان امیہ کے زوال کے بعد اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علمی مشاغل میں بالکلیہ منہمک ہو گیا۔ ابن بشکوال اپنی کتاب الصلۃ فی اخبار ائمۃ الاندلس میں ابن حزم کا حال اس طرح لکھا ہے:-

"اہل اندلس میں بہ لحاظ عام معلومات اور اسلامی علوم کے ماہر ہونے کے ابن حزم سب سے بڑا شخص گزرا ہے وہ زبان عربی کا ایک جید عالم تھا وہ ایک بہت بڑا مصنف، شاعر، تذکرہ نویس، اور مورخ تھا۔"

اس کے بیٹے کے پاس اس کی تصنیف کی ہوئی (۴۰۰) جلدیں تھیں جنکی تعداد اوراق اسی ہزار تھی۔ (دیکھو ابن خلکان تذکرہ ابن حزم) تاریخوں میں لکھا ہے کہ ابن حزم یہ کہا کرتا تھا کہ [illegible] کو اس نے حاصل کر تا ہوں کہ دونوں جہان میں میرا درجہ بڑے عالموں میں شمار کیا جائے۔ ابن حزم کو اپنے ہمعصروں سے کچھ ہمدردی نہ تھی۔ اس کا فرقہ ظاہریہ سے ہونا کوئی ایسی بات نہ تھی جس کا خمیازہ [illegible]

اور جو ہسپانیہ مین مذہب اسلام اور فقہ کا ایک جزء مصنف گذرا ہے، ایک رسالہ لکھا ہے جس مین اس نے راے، قیاس، استحسان (قیاس کی ایک ضمنی تقسیم)، تعلیل (علت غائی کا دریافت کرنا اور اس سے نتائج نکالنا) اور تقلید (ائمہ اربعہ مین سے کسی ایک کی آنکھہ بند کر کے تقلید کرنا) کی تردید ہے۔

سول لا کے بعض حصے از سر نو لکھے جانے چاہئین

۳۷ - اس مین کچھہ شک نہین کہ اسلامی فقہ کے بعض حصے ہر زمانے کی معاشرت اور ترقی کے بہت مناسب تھے، اور اب بھی باوجود اس قدر تغیر و تبدل کے وہ سوسائٹی کے نظام اور عمدہ گورنمنٹ کے مقاصد کے لئے بالکل کافی ہین۔ لیکن اسلامی فقہ مین بعض امور ایسے بھی پاے جاتے ہیں جو اسلام کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے، خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا روم مین، مناسب نہین ہین۔ اسلامی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵ - اس نے دوسرے فرقون کا رد کیا ہے وہی اس کے حق مین مضر ہوا اور اس کے لئے کفر کے فتوے جاری ہوئے - لوگون کو تنبیہ کیا گیا کہ اس سے کچھہ سروکار نہ رکھین اور شہر سیوائل (اشبیلیہ) میں اس کی تصنیفات جلا دی گئے - بیان کیا جاتا ہے - کہ جب اس کی تصنیفات جلا دی گئی تو اس نے کہا:-

" اگرچہ کاغذ جلا دے گئے ہین لیکن ان کے مضامین نہین جلائے جاسکتے وہ میرے سینہ مین محفوظ ہین جہان مین جاتا ہون وہ میرے ساتھہ ہین اور اسی طرح میری قبر مین جائینگے " اس کے بہت سے صحبہ حیات کے نکالے جانے کے بعد اس نے اپنے ایک مقبوضہ دیہات مین رہنا اختیار کیا - اور آخری وقت تک وہین رہا - اس کی تصنیفات سے بہت ہی کم کتابین باقی ہین - لیکن خوش قسمتی سے اس کی سب سے زیادہ قیمتی تصنیف کتاب الملل والنحل موجود ہے جو مصر مین چھپ گئی ہے - اس مین غیر اسلامی مذاہب یعنی یہودیون، عیسائیون اور زردشتیون کا اصول کلام کے موافق رد لکھا گیا ہے - اور فرقہ ظاہریہ کے مخالف عقیدون کا بھی رد لکھا گیا ہے - و نیز فرقہ معتزلہ، مرجیہ، شیعہ

شرع کے بعض حصے مثلاً پولٹیکل انسٹیٹیوٹ (اصول سیاست)، غلامی، لونڈیان رکھنا، نکاح، طلاق، غیر مسلم رعایا کی لاچاری، یہ سب ابواب ٹھیک ٹھیک تعلیم قرآن کے مطابق از سر نو تحریر کرنے اور ترتیب دینے چاہئین۔ جس طرح کہ مین نے آیندہ اس کتاب کے آیندہ اوراق مین کوشش کی ہے۔

مختلف اقوام رعایا مین مساوات

۳۸۔ جس قدر ملکی، قانونی، اور تمدنی مساوات بعض سلاطین عثمانی کے فرامین سے عطا کی گئی ہے، اُس سے زیادہ آزادی عملی طور پر "شرعی" یعنی عدالت مذہبی مین دینا چاہیے۔[۱]

اور اسی طور پر اُن مسلمانون کے ساتھ بھی بعض قانونی امور مین رعایت کرنا چاہیے جو عیسائی سلطنت کی رعایا ہین، خواہ وہ روس میں یا ہندوستان میں یا الجزائر مین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۔ اندر خوارج کا رد لکھا گیا ہے۔ ماخوذ از لٹریری ہسٹری آف اریبیا مصنفہ نکلسن مطبوعہ لندن ۱۹۰۷ء۔

اڈیٹر۔

[۱]۔ از روے قیاس کے سواے شرعی، یعنی مذہبی عدالت کے اور عدالتون مین ایک عیسائی کی شہادت جائز ہے، لیکن عملاً کسی عدالت مین بھی جائز نہین۔" دملکم میکال کنٹم پوریری ریویو صفحہ ۸۷۹ "جہان کہین غیر مسلم کسی ترکی عدالت مین شہادت دیتی ہے وہان انصاف معرض خطر مین آجاتا ہے۔ ایک بلگیرین کی جھوٹی شہادت پر اوسطاً پانچ پیاسٹر خرچ کرنا پڑتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ قاضی خالص مسلمانون کے مقدمات مین، جو از روے شرع اسلامی فیصل ہوتے ہین، اوس کو جائز نہین رکھتا۔ ناظرین کو یاد رہے کہ خالص عیسائی مقدمات مین مسلمانون کی بھی شہادت نہین لی جاتی۔"

"(ایسٹرن کویسچین ان بلگیریا" مصنفہ سن کلیر اور برو فی صفحہ ۲۷۲، مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء)

مجوزہ اصلاحون کو کون عمل مین لا سکتا ہے

۲۹ - اب خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مجوزہ اصلاحون کو، جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، کون عمل مین لا سکتا ہے؟ مین بلا تامل اس کا یہ جواب دیتا ہون کہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم وہ اس امر کے مجاز ہین کہ قرآن کی سند سے سیاسی، قانونی، یا تمدنی اصلاحین عمل مین لائین - جیسے گذشتہ سلاطین نے، مذہب حنفی کے خلاف بعض مفید تجاویز کو قانونی اور سیاسی امور مین رواج دیا تھا۔ جدید احکام جاری کرنے کا شرعی حق صرف سلطان کو حاصل ہے، کیونکہ وہ "خلیفہ خلفاے رسول اللہ،" "امیر المومنین" اور "صوت الحی" (اسلام کی زندہ آواز) ہین - بلاشبہ خلفاے راشدین کو قانون بنانے کا کامل اختیار تھا، اور وہ اپنے اجتہاد سے جب چاہتے اسلام کے اس قانون مین تغیر و تبدل کر لیتے تھے، جو اس وقت تک ناقص اور غیر مدون تھا - مسٹر ڈبلیو ایس[۵۱] بلنٹ کی راے کے مطابق قریش کا ایک ایسا خیالی خلیفہ غیر ضروری ہے، جس کو خود مسلمان انتخاب کرین، اُس کا مستقر خلافت مکہ ہو، اور وہ روے زمین کے تمام علما کو ایام حج مین جمع ہونے کی دعوت دے، اور ایک مجلس مین اس غرض سے ایک نئے مجتہد کا انتخاب کرے، کہ وہ شریعت مین بعض ایسی تبدیلیان عمل مین

---

۵۱ - فیوچر آف اسلام، مصنفہ ولفرڈ ایس بلنٹ صفحات ۱۲۵ یا ۱۲۶ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء -

لاسے، جو اسلام کی فلاح کے لئے ضروری اور احادیث سے مستنبط ہون۔

یہ امر معتبر اسناد کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ ٹرکی کی اصلاح کے لئے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ بجاے فقۂ حنفی کے قوانین سلطانی پر عمل کیا جاے۔ سلطان کو بحیثیت سلطان، یا بحیثیت خلیفہ اس امر کا حق حاصل ہے۔ یہ خیال، کہ ایسا کرنے سے اسلام گورنمنٹ کا مذہب نہین رہے گا محض بے بنیاد ہے، کیون کہ اسلام بحیثیت مذہب سلطنت ٹرکی کے عمدہ انتظام کا مانع نہین ہے۔ سلطان بحیثیت خلیفہ، اور فقۂ حنفی کے اتباع پر مجبور نہین ہین، جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ زمانۂ موجودہ کی ضروریات کے مناسب نہین ہے۔ تمام خلفاے راشدین فقۂ حنفی سے پہلے گزرے ہین، اور اون کے بعد بھی اس کا رواج کامل طور پر ہر جگہہ نہین ہوا، کیون کہ مختلف اسلامی ممالک مین مختلف قانون رائج تھے۔

مجوزہ اصلاحون کو شروع کیون کر کیا جاے؟ اور کس سند سے

۱۴۔ مجھے کرنل آسن برن کی اِس راے سے اتفاق نہین کہ کسی اسلامی مملکت مین پولٹیکل اصلاح شروع کرنے سے پہلے مذہبی انقلاب کی ضرورت ہے۔ مین یہان اپنے وجوہ کا اعادہ نہین کرنا چاہتا، کیون کہ مین پہلے بہ تفصیل بیان کر چکا ہون، کہ تمدنی قانونی اور سیاسی اصلاحین کیونکر دول اسلامی مین ہو سکتی ہین۔ یہان صرف مختصر طور پر یہ بحث کرون گا کہ ابتدا کیون کر کی جاے، اور ہم اس کے لئے سند کہان سے حاصل کرین؟ مسٹر آسن برن کہتے ہین کہ

"اسلام کی تاریخ مین کوئی نقص یا جرم ایسا نہین ہے جس کا جواب عیسوی تاریخ مین نہ پایا جاتا

"ہو۔ عیسائیون نے غلطی سے مردہ بے علم کو زندہ مذہب سمجھہ رکھا ہے۔ عیسائیون نے انجیل

"سے سخت سے سخت مذہبی ایذا رسانی کی اجازت ثابت کی ہے۔ عیسائیون نے انسانی

"سندون اور رایون کی رو سے اخلاقی اور عقلی قوت کے دبانے اور محدود کرنے مین بے انتہا

"کوشش کی ہے۔ لیکن سب سے قوی شہادت جو ان غلطیون کے خلاف پیش کی جا سکتی ہے

"وہ خود حضرت عیسٰی ہین۔ ہر ایک مصلح جس نے اِن بیجا کارروائیون کی مخالفت کی، وہ اپنے

"دعوے کی صداقت اور ثبوت مین، حضرت عیسٰی اور ان کی تعلیم کی سند پیش کر سکتا تھا لیکن کوئی

"مسلمان کثرت ازدواج، غلامی، قتل، مذہبی جنگ و جدل اور مذہبی ایذا رسانی کے خلاف اپنی آواز بلند نہیں کرسکتا، جب تک کہ وہ خود پیغمبر کی ذات پر حملہ نہ کرے، اور ایسا کرنے سے وہ مسلمانوں کے زمرے سے خارج ہوجائے گا" [۵۱]

میں نے کثرت ازدواج، غلامی اور عدم مساوات حقوق کی مخالفت اس کتاب میں کی ہے، اور اپنے دعوی کے ثبوت میں قرآن اور پیغمبر اسلام کی تعلیم کو پیش کیا ہے۔ قتل، مذہبی جنگ، اور مذہبی ایذا رسانی کے متعلق میں نے اپنی ایک اور کتاب میں مفصل بحث کی ہے، اس کتاب کا نام ہے "محمد کی تمام لڑائیاں خود حفاظتی تھیں"

کتاب ہذا کے حصۂ اول کے تیرھویں فقرے سے سولھویں فقرے تک بھی ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

تمام سیاسی، تمدنی اور قانونی اصلاحیں جن کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے، ان کی بنیاد قرآن پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کی تفسیر اس طور سے کی ہے کہ جس سے کثرت ازدواج، من مانی طلاق، غلامی، لونڈیوں کے رکھنے اور مذہبی جنگ و جدل کی اجازت نکلتی ہے لیکن ان تمام غلطیوں کے خلاف سب سے قوی شہادت خود قرآن ہے، کیونکہ قرآن کی تعلیم کثرت ازدواج، من مانی طلاق، غلامی، مذہبی جنگ و ایذا رسانی، اور لونڈیاں رکھنے کے خلاف ہے۔ مباحث مذکورہ بالا کے لئے قرآن کی حسب ذیل آیات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

کثرت ازدواج کے خلاف :- النساء ۴ - آیت ۳، ۱۲۸۔

من مانی طلاق کے خلاف :- البقرہ ۲ - آیت ۲۲۶ - ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۷، ۲۳۸ - النساء ۴ - آیت ۳۴، ۳۵، ۱۲۸، ۱۲۹ - الاحزاب ۳۳ - آیت ۴۸ - الکہف ۱۸ - آیت ۲۸، ۲۹ - الطلاق ۶۵ - آیت ۱، ۲، ۶، ۷

---

[۵۱] اسلام بزمانہ خلفائے بغداد، مصنفہ آس برن صفحہ ۸۰۔

غیر مساوات کے خلاف :- الکافرون ۱۰۹/۱ الغاشیہ ۸۸- آیت ۲۱ تا ۲۴ ق ۵۰ - آیت ۴۵/۴۴ - الجن ۷۲ - آیت ۲۱ تا ۲۴ - النحل ۱۶ - آیت ۳۷/۸۲ - العنکبوت ۲۹ - آیت ۱۷ - الکہف ۱۸ - آیت ۲۹ - الشوریٰ ۴۲ - آیت ۴۷ - البقرہ ۲ - آیت ۲۵۷ - التغابن ۶۴ - آیت ۱۲ - آل عمران ۳ - آیت ۱۹ - النور ۲۴ - آیت ۵۴ - التوبہ ۹ - آیت ۶ - المائدۃ ۵ - آیت ۹۲/۹۹ - الکہف ۱۸ - آیت ۲۹ - العنکبوت ۲۹ - آیت ۱۸/۱۷ - الانعام ۶ - آیت ۱۰۷ - یونس ۱۰ - آیت ۹۹ -

غلامی کے خلاف :- البلد ۹۰ - آیت ۸ تا ۱۵ - البقرہ ۲ - آیت ۱۷۷ - النور ۲۴ - آیت ۳۳ - المائدہ ۵ - آیت ۹۱ - محمد ۴۷ - آیت ۴ - التوبہ ۹ - آیت ۶۰ -

لونڈیاں رکھنے کے خلاف :- النساء ۴ - آیت ۳/ ۲۵ تا ۲۷ - النور ۲۴ - آیت ۳۲ - المائدۃ ۵ - آیت ۷ -

چون کہ آخری آیت اس کتاب کے صفحہ ۱۴۷ (اصل انگریزی) میں نہیں لکھی گئی ہے، لہذا یہاں نقل کی جاتی ہے :-

”وحلال کر دی گئیں تمہارے لئے ۔۔ مسلمان بیاہتا بیبیاں، اور جن لوگوں کو تم سے پہلے

احل لکم ۔۔ المحصنت من المؤمنت،	کتاب دی جا چکی ہے، ان میں سے بیاہتا
والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم،	بیبیاں بشرطیکہ ان کے مہر ان کے حوالے کرو،
اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا	اور تمہارا ارادہ ان کو قید نکاح میں لانے کا
متخذی اخدان (المائدۃ ۵ - آیت ۷)	ہو، نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا، اور نہ چوری

چھپے آشنا بنانے کا “

انتخاب از مسٹر لین پول -

۱۴۔ مسٹر اسٹینلی لین پول اپنے ”انتخاب قرآن“ کے دیباچے میں تحریر کرتے ہیں کہ :-

”اگر اسلام زمانہ آئندہ میں طاقتور ہونا چاہتا ہے تو معاملات تمدن کو مذہب سے بالکل

"الگ کر دینا نہایت ضروری امر ہے - شروع شروع مین جب کہ لوگون نے تمدن کی منزل بہت کم
" طے کی تھی تو سوشیل (تمدنی) نقص اس قدر نمایان نہ تھے، لیکن اب کہ اہل مشرق اہل یورپ سے
" برابری کے دعوی سے ملنے کی کوشش کر رہے ہین، اور مغربی رسوم و آداب اختیار کرنے مین
" ساعی ہین - تو یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ یورپین روش سے کچھ فائدہ اوٹھانا چاہتے ہین، تو اپنی عورتون کی
" حالت سرے سے بالکل بدل دین مشکل یہ آپڑی ہے کہ قرآن کے مذہبی اور تمدنی احکام مین
" بڑا گہرا تعلق ہے، دونون آپس مین اس طور پر جکڑے ہوئے ہین کہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنیکی
" کوئی تدبیر سوا اس کے نہین کہ دونون کو معدوم کر دیا جائے وحی والہام کے خیال مین کسی
" قدر تبدیلی کرنا پڑے گی، قرآن کے حرف بہ حرف وحی ہونے کے عقیدے کو چھوڑنا پڑے گا،
" اور اون کو عام و خاص اور عارضی و مستقل مین امتیاز کرنے کے لئے اخلاقی قوت سے کام لینا ہوگا
" اون کو اس امر پر بہی غور کرنا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا بہت سا حصہ، جو اگرچہ اُس وقت
" کے لئے مفید تھا، مگر موجودہ حالات کے نامناسب ہے، نیز یہ کہ اون کا علم اکثر جزئی ہوتا
" تہا، اور اون کی رائے لبعض اوقات خطا پر ہوتی تہی، اور نیز یہ کہ اخلاقی قوت بہی ایسی ہی قابل تعلیم
" ہے جیسی دماغی قوت - اور اس لئے جو بات ساتوین صدی مین مطابق اخلاق اور بہتر سمجھی جاتی
" تہی ممکن ہے کہ وہ انیسوین صدی مین خلاف اخلاق اور سوسائٹی کے حق مین مہلک سمجھی جائے
" خود پیغمبر اسلام نے کہا ہے کہ مین محض لبشر ہون، جب مین تمہین کسی مذہبی مسئلہ کے متعلق حکم دون تو
" تم اوسے قبول کرو، اور جب دنیاوی معاملات مین حکم دون تو اس وقت مین محض لبشر ہون[۵۱] - وہ
" خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب کہ اون کے چھوٹے چھوٹے احکام پر
" نظر ثانی کی ضرورت پڑے گی - اور نیز فرمایا کہ تم اب ایسے زمانے مین ہو کہ اگر احکام کے دسوین
" حصے کو بہی ترک کروگے تو تم ہلاک ہو جاوگے، لیکن اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا
" کہ اگر لوگ دسوین حصے پر بہی عمل کرینگے تو اون کی مغفرت ہو جائے گی" [۵۲]

---

[۵۱] "مشکوٰۃ المصابیح"، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ -

[۵۲] "انتخاب قرآن"، از ریورنڈ ترکی مشرقی سے ریز نمبر ۷، صفحہ ۹۵، لندن، ۱۸۷۹ء

مین نے یہان، اور نیز اس کتاب کے دوسرے حصے مین، اس امر کو ثابت کیا ہے کہ اسلام، بہ حیثیت مذہب، تمدنی حصے سے بالکل جدا ہے۔ مسلمانون کی سیاست ملکی اور تمدن مذہب سے کچھ تعلق نہین رکھتا۔ اگرچہ بعد کے زمانے مین مسلمانون نے تمدنی حصے کو بھی قرآن کے ساتھ اوسی طرح ملا جلا دیا تھا۔ جیسے یہودیون اور عیسائیون نے اناجیل کے احکام کو روزمرہ کے معاملات مین گڈمڈ کر دیا تہا۔ تاہم وہ ایسے پیچ در پیچ نہین ہین کہ "اون کا سلجھانا اوس وقت تک مشکل ہو جب تک کہ دونون کو معدوم نہ کر دیا جائے" اور نہ ان مجوزہ اصلاحون کو عمل مین لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وحی والہام کے خیال مین کسی قدر تبدیلی پیدا کی جائے۔

پولیٹکل اور سوشیل اصلاحین، جن کو مین نے اس کتاب کے حصۂ اوّل و دوم مین بیان کیا ہے، وہ نہ تو منطقی استدلال ہین، اور نہ اٹکل پچو رائین، نہ قرآن کے متشابہات، بلکہ قرآن کی صاف اور سچی تعلیم اور ظاہر نص مفصل اور محکم احکام ہین۔

قرآن روحانی ترقی اور سیاسی و تمدنی اصلاحات کا مانع نہین

۴۷۔ مختصر یہ ہے کہ قرآن یا پیغمبر اسلام کی تعلیم ہرگز مسلمانون کی روحانی ترقی اور آزادی خیالات کی مانع نہین، اور نہ وہ دائرہ حیات مین کسی سیاسی، تمدنی، دماغی یا اخلاقی جدت کو روکنے والی ہے۔ قرآن نے تمام روحانی اور تمدنی ترقی کی کوششون کو مستحسن بتا کر اون کی طرف رغبت دلائی ہے، اور متعدد آیتون مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

(۱۹)۔ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اولئک الذین ہداہم اللہ، واولئک ہم اولوا الالباب۔

(الزمر ۳۹ - آیت ۱۹)

(۱۹) اے پیغمبر) ہمارے اون بندون کو خوش خبری سنا دو جو بات کو کان لگا کر سنتے اور اوس مین سے اچھی بات پر چلتے ہین، یہی تو وہ لوگ ہین جن کو خدا نے ہدایت دی ہے، اور یہی تو صاحب عقل ہین۔

(۱۲۷)۔ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم۔ (آل عمران ۳ - آیت ۱۲۷)

(۱۲۷) اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف لپکو۔

اس کی نسبت مسٹر ریورنڈ سیل یہ لکھتے ہین کہ:-

" یہ سچ ہے کہ "اجتہاد" کے لفظی معنی "سعی" کے ہین، اور یہ بھی سچ ہے کہ صحابہ اور اعلی رتبے کے
" مجتہدین مشتبہ معاملات مین اپنی راے قایم کرنے اور اوس کے مطابق مناسب طور پر معاملات کے
" فیصل کرنے کے مجاز تھے، لیکن یہ شرط ضرور تھی کہ اون کا فیصلہ قرآن یا سنت کے خلاف نہ ہو۔
" لیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اسلام مین ترقی کی صلاحیت ہے، یا یہ کہ علمی اصول کی ابتدا پیغمبر اسلام
" سے ہوئی، یا یہ کہ آپ کے الفاظ نے بنی نوع انسان بجھے ہوے دلون مین ایک نئی روح پھونک دی،
" اور اون مین تقویت اور زور پیدا ہو گیا۔ کیونکہ اگرچہ ہم "اجتہاد" کے لفظ کو جب اون بزرگون کے
" لیے استعمال کرین گے، جن کا مین نے ذکر کیا ہے، تو اس کے معنی کسی قدر وسیع ہون گے، یعنی
" ذاتی راے، لیکن اب اس لفظ کے یہ معنی نہین ہو سکتے، کیونکہ اب یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے،
اور اس کا صرف ایک ہی استعمال ہے، جس کے یہ معنی ہین کہ کسی مشکل امر مین قرآن اور سنت کی رو سے
حل کرنے کی کوشش کرنا،" [۵۱]

مسٹر سیل نے یہ کہنے مین فاش غلطی کی ہے کہ اب "اجتہاد" کے معنی "ذاتی راے" کے نہین ہو سکتے۔ خود اون ہی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ پہلے، یعنی پیغمبر اسلام کے زمانے مین، اور آپ کے بعد (اوس وقت تک جب کہ اس کے معنی ایک قانونی اصطلاح مین محدود کر دیے گئے) اوس کے لغوی اور لفظی معنی "ذاتی راے" کے تھے ہم جانتے ہین کہ اسلامی اصول فقہ مین (جو بعد مین ایجاد ہوا) "اجتہاد" صرف ایک اصطلاح ہے جس کے اس فن مین یہ معنی ہین کہ "کسی مشکل مسئلے کے متعلق قرآن و سنت سے استدلال کیا جائے" لیکن زمانۂ رسالت مین یہ حالت نہ تھی۔ مستند عربی زبان مین اس کے معنی "سعی کرنے" کے ہین، اور جب لفظ "راے" اس کے ساتھ بڑھا دیا جاتا ہے تو اس کے معنی "فیصلہ یا راے قایم کرنے کے لیے سعی کرنے کے" ہوتے ہین۔ چنانچہ معاذ نے یہی کہا تھا۔

---

[۵۱] "عقیدۂ اسلام"، مصنفہ سیل، صفحہ ۲۶،

کہ "اجتہد برائی" یعنی مین اپنی راے قایم کرنے کی سعی کرون گا۔ لیکن مسٹر سیل کا خیال ہے کہ معاذ نے صرف لفظ "اجتہاد" کو استعمال کیا، جو فقہا کی ایک اصطلاح ہے، لیکن یہ بالکل لغو قیاس ہے۔ اول تو معاذ نے صرف لفظ "اجتہاد" ہی نہین کہا، جو ایک خاص اصطلاحی معنون مین محدود ہے، بلکہ اس کے ساتھ لفظ "راے" بھی ایزاد کیا۔ دوسرے معاذ کیون کر اس لفظ کو ان اصطلاحی معنون مین استعمال کر سکتا تھا، جب کہ فقہا نے اس لفظ کا یہ مفہوم معاذ سے صدیون بعد قرار دیا۔

یہ حدیث عقلی ترقی کی ترغیب دیتی ہے، اور گزشتہ زمانے کی بندشون کو اوٹھا دیتی ہے۔

۲۴ - ہم لفظ "اجتہاد" پر زور نہین دیتے، اس کے معنی صرف سعی کرنے کے ہین، بلکہ ہم زیادہ زور لفظ "راے" پر دیتے ہین۔ یہ حدیث ہم کو روحانی نمو، اخلاقی نشو و نما، دماغی شائستگی، ترقی اور اصلاح شدہ قانون کی وسیع شاہراہ کی طرف رہنمائی کرتی، اور فقہ کے مذاہب اربعہ کی قید سے آزادی دلاتی ہے، اور جرأت دلاتی ہے کہ ہم تمام قوانین کی بنیاد پرانے زمانے کے دقیانوسی خیالات کے بجاے موجودہ زمانے کی زندہ ضروریات پر رکھین۔

حیدر آباد دکن
۲۷ ستمبر ۱۸۸۲ع

چراغ علی

(مقدمہ ختم ہوا)

دول اسلام مین سیاسی قانونی اور تمدنی اصلاحون کا امکان

حصۂ اوّل

سیاسی وقانونی اصلاحین

مسٹر میکال کی راے اسلام کی فرضی الٰہی سلطنت سے متعلق۔

۱۔ ریورنڈ ملکم میکال لکھتے ہین کہ:۔

"جس کو ہم دول اسلامی کہتے ہین، وہ ایک عالمگیر الٰہی سلطنت کی شاخین ہین، اور ان سب پر ایک ہی
"ملکی ومذہبی قانون اور عقائد کا اتباع لازم ہے، جن مین قیامت تک کوئی تغیر وتبدل نہین ہوسکتا، اور جو
"کچھ پیغمبر اسلام کو بارہ سو برس پہلے جاہل اور وحشی عربون کی ہدایت کے لئے مناسب معلوم ہوا، اوس
"کا اتباع اب بھی تمام اسلامی دنیا پر واجب ہے۔ اون کے (پیغمبر کے) احکام کے تقدس کا محافظ ایک
"ایسا زبردست اور دولتمند فرقہ ہے، جس کا فرض اور غرض وغایت یہ ہے کہ اون اصلاحون کے
"رواج کو روکے جو یورپین کے بی نٹین وقتاً فوقتاً لحاظ مناسب کے لئے سلطان کی خدمت مین پیش
"کرتی رہتی ہین" [۵۱]

اسلامی خلافتین بجاے آلہی سلطنت کے دول جمہوری تھین۔

۲۔ دول اسلامی بہ لحاظ اپنی طرز حکومت کے عموماً آلہی سلطنتین نہین خیال کی جاتین۔

[۵۱] کنٹمپریری ریویو، اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۶۷۔

پہلی چار یا پانچ خلافتین جمہوری الاصل تہین - اون کے بعد خاندان بنو اُمیّہ نے اس طرز حکومت کو خود مختار شخصی سلطنت کی صورت مین بدل دیا - پہلے خلفا از روے انتخاب مقرر کیے گئے تہے سپ چہٹے خلیفہ امیر معاویہ نے خلافت کو اپنے ہی خاندان مین موروثی بنا لیا - جمہوری خلافت کے بعد تمام خلفا، سلاطین، اور ملوک خود مختار یا جابر بادشاہ سمجہے جاتے ہین - پہلے چار یا پانچ خلفا کو "خلفاے راشدین" کہتے ہین، اور اون کے بعد کے "ملکاً عضوضاً" یا "خلفاے جور" کہلاتے ہین -

ممکن ہے کہ دو مسلمان بادشاہ ایک ہی مذہب رکہتے ہون، لیکن اس سے یہ لازم نہین اتا کہ اون مین ملکی اختلاف نہ ہو، یا وہ ایک دوسرے کے مخالف نہ ہون - ہندوستان کی تاریخ مین اس قسم کی مثالین بہ کثرت پائی جاتی ہین -

قانون سازی کی ابتدائی ضرورت

۳ - نہ جمہوری سلطنت کے زمانے مین کوئی قانون یا قانونی کتاب تہی، نہ زمانۂ بنو امیّہ مین، یہان تک کہ اوس زمانے مین سواے قرآن کے الہامی قانون کے کوئی دینی قانون ہی نہ تہا -

بنو امیّہ کے زوال کے بعد ۱۳۶ ہجری مین خلافت عباسیہ کا زمانہ آیا، اور قانون کی ضرورت محسوس ہوئی - کچھ تو سلطنت کا کاروبار چلانے، اور جان و مال کی حفاظت کے لیے، اور کچھ مطلق العنان بادشاہون کی خواہشات پورا کرنے اور اون کی جابرانہ اور متلون حرکات کو مسلمانان صدر اسلام کے افعال سے تطبیق دے کر جائز رکہنے کے لیے (کیون کہ وہ لوگ عموماً نیک اور پاکباز سمجہے جاتے تہے) قانون کی ضرورت داعی ہوئی، اور اس امر مین سعی بلیغ کی گئی کہ تمام واقعاتِ روزمرہ کے لیے قرآن سے احکام مستنبط کیے جائین، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹکل پچو تاویلین اور تعبیرین کی گئین، خواہ وہ عقل و حیا کے کیسی ہی مخالف کیون نہ ہون، غلط احادیث محض اس غرض سے داخل کی گئین کہ لوگ اپنے جابر بادشاہون کے افعال کو حدیث کے موافق خیال کرین، جو واقعات کبہی واقع نہین ہوئے وہ اس لیے ایجاد کیے گئے کہ اون سے سلاطین عباسیہ

کی مخالفانہ پالیسی (مصلحت یا جابرانہ تجویزون کی تائید ہو۔

صدر اسلام مین قانون کی غیر مستقل حالت

۴۔ تاہم کوئی مجموعہ قانون ملکی و مذہبی کا نہ تہا۔ بعض لوگون نے اپنے طور پر مختلف احادیث کو، جو اوس وقت موجود تہین، جمع کرکے۔ اس ضرورت کو ایک حد تک رفع کیا، اور اس طرح اپنی ذاتی ضرورتون کے لئے فقہی مسائل کا فیصلہ کیا۔ قرآن کے ادہورے جملون اور ایک ایک لفظ سے نازک موشگافیان، منطقی حجتین، لفظی امتیازات، اور محض فضول و بے حقیقت مسائل کے استنباط کرنے مین بے انتہا محنت اور جدت صرف کی گئی، اور اون کے لغوی و اصطلاحی معنون، اور آیات کے سیاق و سباق پر کچہہ خیال نہ کیا گیا۔

یہ خود دار مقنن خلفاء عباسیہ کے درباروں مین بہت کم حاضر ہوتے تہے، اوہنون نے کبھی اپنے مجموعہ احادیث یا اون کی شرحین شایع کرنے کے لئے نہین دین تاکہ عام لوگ بہی اون کو اپنے مطالب کے لئے استعمال کرسکین، اون کو تامل تہا، بلکہ وہ ڈرتے تہے، کہ لوگون کو اپنے کانشنس (ایمان) کے خلاف عمل کرنے پر مجبور کیا جائے، یا اس قسم کے واقعات یا حالات گہڑے جائین جو کبھی واقع نہین ہوئے تہے۔

۵۔ امام ابو حنیفہ کو، جو ایک نامور فقیہہ اور مذہب اہل الرائے کے بانی اور امام ہین، ہبیرہ حاکم کوفہ نے عہدہ قضا پیش کیا، لیکن امام صاحب نے ہمیشہ اس کے قبول کرنے سے انکار کیا، جس کی پاداش مین اون پر کوڑے پڑے۔ خلیفہ منصور نے بہی، جو خاندان عباسیہ کا دوسرا تاجدار تہا، اون سے اس عہدے کے قبول کرنے کے لئے بہت کچہہ اصرار کیا اور ترغیب دی لیکن اوہنون نے پہر بہی انکار ہی کیا۔ اس پر وہ قید کردئے گئے۔ اور مرتے دم تک (۱۵۰ ہجری) مقید رہے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف کو خاندان عباسیہ کے پانچوین خلیفہ ہارون رشید نے عہدہ قاضی القضات پر سرفراز کیا، یہ پہلے شخص تہے جو ایک ایسے معزز عہدے پر مقرر ہوئے۔ اوہنون نے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کرنے کے لئے محکمہائے عدالت قائم کئے، اون سے پہلے کوئی باقاعدہ محکمہ عدالت یا قانون موجود نہ تہا۔ اہل عرب اپنے تمام

جھگڑے فیصلے کے لئے شیخ قبیلہ یا شہر و ضلع کے امام کے سامنے پیش کرتے تھے، جو عدم موجودگی قانون کی وجہ سے ملک کے رسم و رواج کے مطابق فیصل کئے جاتے تھے۔ امام ابو یوسف اگرچہ بہت سے مسائل مین اپنے اُستاد سے مختلف الراے تھے، لیکن علی العموم وہ بھی اون ہی کی راے پر چلتے تھے، اور اوس وقت ملک مین جو قاضی مقرر کئے جاتے تھے اون سے بھی یہ اقرار لیتے تھے کہ وہ فقہ حنفی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرین گے۔ اس طرح اونھون نے بزورِ حکومت امام ابوحنیفہ کی ذاتی رایون کی تائید اور اشاعت کی، جو بالکل امام ابوحنیفہ کی مرضی کے خلاف تھا۔ امام ابوحنیفہ کے دوسرے شاگرد امام محمد کو ہارون الرشید نے خراسان کی عدالتون کا افسر مقرر کیا، اگرچہ ان کو بھی بہت سی باتون مین اپنے اوستاد اور اپنے ہم جماعت سے اختلاف تھا، لیکن باوجود اس اختلاف کے ان دونون ججون (قاضیون) کے اصولِ فقہ اصول حنفیہ کہلاتے ہین اسی طرح ابوحنیفہ کی فقہی رائین ایشیا مین یا صرف اون صوبون مین جو امام ابو یوسف کے حدودِ دارالقضا مین تھے نہایت استحکام کے ساتھ رائج ہوگئین۔

افریقہ اور اسپین مین امام ابوحنیفہ کی رایون کا رواج نہ ہوا، اور ایشیا کے صوبون مین بھی مسلمانون نے پرائیوٹ معاملات، قانون دیوانی، اور علمی دینیات مین اون کو دفعۃً بخوشی قبول نہین کرلیا، البتہ قانونی عدالتون مین امام ابوحنیفہ یا امام ابو یوسف کی راے کے مطابق مقدمات فیصل ہوتے تھے۔

تیسری اور چوتھی صدی مین فقہ کی غیر مطمئن حالت۔

۲۶ — تاہم کوئی تحریری مجموعۂ قانون باضابطہ نہ تھا۔ اور نہ اون اصولون کی ذاتی راے کی نسبت کچھ ذکر تھا جو اپنی خوشی سے مسائل فقہ کی تحقیق کرتے تھے کہ آیا اون کی رائین عام طور پر گورنمنٹ یا افراد پر ماننا فرض ہین یا نہین۔ دوسری صدی [illegible] کے آخر تک یہی حالت رہی، تیسری اور چوتھی صدی ہجری بھی یون ہی گزر گئی اور اس وقت تک فقہ کے متعلق کوئی ضابطہ یا قانون جاری نہ ہوا۔[۵۱]

---

[۵۱] "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ شاہ ولی اللہ، باب ۴، صفحہ ۱۵۸، مطبوعہ [illegible]

فقہ اور احکام قرآنی مین امتیاز

۷ - مذکورۂ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ ریورنڈ مسٹر میکال کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ "دیوانی اور مذہبی قوانین مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوسکتا" مسلمانون کا فقہ مسلمانون کی سوسائٹی کا ایک غیر تحریری قانون ہے، جو بہت آخری زمانے مین مرتب کیا گیا، اس لیے یہ نہین کہا جاسکتا کہ اس مین کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہین، اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اہل عرب کے سوا اورون پر اس کی پیروی لازم ہے، کیونکہ وہ صرف اون ہی کے (عربون کے) رسم و رواج اور روایات پر حاوی اور مبنی ہے - اسلامی فقہ کو اسلام کے ملہم قانون (احکام قرآن) سے مخلوط نہین کرنا چاہیے - اسلامی فقہ ایک غیر تحریری قانون ہے، جو قرآن کی چند آیات اور ملک کے رسم و رواج سے جمع کیا گیا ہے، اور اوس کی تائید متضاد احادیث سے کی گئی ہے، اور اُس کی بنیاد اجماع یا متحد الراے لوگون کی رضامندی پر رکھی گئی ہے - ابتدائی قوانین کی اصلیت کا سراغ لگانا ناممکن ہے، کیونکہ وہ خاص کر چند مفروضہ اور مسلّمہ اجتہادات کے استدلال پر مبنی ہین، اور اس لیے یہ کہنا واقعیّت کے خلاف ہے کہ "ان فیصلون اور قواعد مین مطلق تغیر و تبدل کی گنجائش نہین"

کیمبل، ہنٹر اور ہیملٹن کی راے اسلامی قانون کے متعلق

۸ - وہ مصنفین بڑی غلطی پر ہین جو قرآن اور فقہ یا شریعت کو خلط ملط کر دیتے ہین، یا جو یہ خیال کرتے ہین کہ قرآن مین اسلام کا پورا قانون درج ہے، یا یہ کہ اسلامی قانون جس سے ہمیشہ اسلامی فقہ مراد ہے، اس قدر بے عیب اور کامل ہے کہ اوس مین مطلق چون و چرا اور تغیر و تبدل کی گنجایش نہین - مسلمانون کی قانونی کتابین، جو اسلام کا اصلی ضابطۂ قانون ہین، قرآن سے بہت کم ماخوذ ہین، اور تمام مسلمان فقیہ، امام، مفتی اور مجتہد، ایک خاموش اتفاق کے ساتھ، قانونی مسائل کو قرآن سے نکال کر فقہ اور قانونِ ملکی کے احاطے مین لے آئے ہین - مسلمان بجائے قرآن کے زیادہ تر انہی مذہبی الاصل قانونی کتابون کے پابند ہین -

سر جارج کیمبل ممبر پارلیمنٹ سابق لفٹننٹ گورنر بنگال نے، جن کو مدت تک ہندوستان کے مسلمانون سے سابقہ رہا، اور جنھون نے بعد مین یورپین ٹرکی کا بھی سفر کیا، اس بحث کے متعلق عمدہ تحقیقات

کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ:۔

"قرآن ہماری انجیل کی طرح صاف اور سادہ نہین، بلکہ اوس سے بہت مختلف ہے۔اس کو سمجھنا
" کسی قدر دشوار ہے، اور مسلمان زیادہ تر کتب فقہ کے پابند ہین، گویا یون سمجھنا چاہیئے کہ جیسے ہمارے
" پاس بائبل نہو اور ہم اپنے مذہب کو اپنے مجتہدون کی تصانیف سے اخذ کرین، تو یہ ایک ایسی حالت
" ہوگی جس مین تکرار و تخالف اور جھگڑے کی بہت کچھ گنجایش ہے، اور یہ تقریبًا ناممکن ہوگا کہ ہر ایک امر کے
" لئے کلام الٰہی کی نص پیش کی جاسکے"۔ ۵۱

ریورنڈ مسٹر سیل کا بھی یہی خیال ہے، وہ لکھتے ہین کہ:۔

" صرف قرآن سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اکیلا احکام اعتقادی و عملی کا ماخذ بن سکے۔مسلمانون کا ایک
" فرقہ بھی ایسا نہین جس کے عقیدے اور عمل کی بنیاد صرف قرآن پر ہو"۔ ۵۲

آنریبل ڈاکٹر ہنٹر بھی کسی قدر یہ کہتے ہین کہ:۔

" قرآن ایک زمانۂ دراز سے ضروریات انتظام ملکی کے لئے ناکافی ثابت ہوا ہے، اور اوس مین سے
" مسلمانون کی ضروریات کے مطابق ایک قانون مستنبط کیا گیا ہے"۔ ۵۳

علاوہ اون مصنفین کے جن کی رائین اوپر اقتباس کی گئی ہین، مین یہان ایک ایسے شخص کی راے نقل کرنا چاہتا ہون جو ایک زمانہ دراز تک اسلامی دنیا مین مقیم رہا ہے، اور جو مسلمانون کے حالات سے پورا واقف ہے، اور اس لئے اوس کی راے زیادہ صحیح اور قابل وقعت ہے۔وہ قرآن کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ:۔

" تمام دنیا، سوا اون لوگون کے جو ٹرکی مین رہ چکے ہین، اور جنہون نے وہان رہ کر اس کی تحقیق بھی کی ہے
" یقینی طور پر بلا کسی شک و شبہ کے یہ سمجھتی ہے کہ قرآن مسلمانون کا قانون ہے، اور علما اس قانون کے

---

۵۱ "مشرقی مسئلہ پر ایک رسالہ" مصنفہ سر جارج کیمبل، صفحہ ۴۶، لندن ۱۸۷۶ء۔

۵۲ "عقیدہ اسلام" مصنفہ سیل، صفحہ ۱، لندن ۱۸۸۰ء۔

۵۳ "آور انڈین مسلمانز" مصنفہ ہنٹر، صفحہ ۱۳۹، لندن ۱۸۷۱ء۔

" نافذ کرنے والے ہین۔ بہت سے ذی وقعت ریویوز (رسالے) بہی تقریباً ہر مہینے یہی خیال ظاہر
" کرتے ہین۔ مسلمانون کا پرجوش دوست باسورتھ اسمتھ اور اون کا بڑا دشمن مسٹر فریمین دونون اس کو
" سچ سمجھتے ہین، لیکن وہ دونون اپنی لاعلمی کی وجہ سے ایک بڑی غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ تمام
" مسلمان ابراہیم حلبی کے مجموعہ قانونِ اسلام کو، جو سلطان سلیمان اعظم کے حکم سے ترتیب دیا گیا تہا،
" اپنا مسلمہ قانون سمجھتے ہین۔ اوس کی متعدد جلدون مین ہے، اور ایک ایک جلد قرآن سے کہین
" ضخیم ہے، جس مین بہت سے ایسے مضامین پر بحث کی گئی ہے، جن کا قرآن مین اشارہ تک
" نہین۔ قرآن مین بہت کم ایسی باتین ہین جو قانون بن سکتی ہین، اور جہان کہین کوئی اصول اس قسم
" کا بیان کیا گیا۔ تو وہ سب سے بڑی سند خیال کیا جاتا ہے، اور قانون بہی اوسی کے مطابق بنایا جاتا
" ہے، لیکن وہ اون امور کے لئے کیون کر سند ہوسکتا ہے۔ جن کا اس مین اشارہ تک نہین، حتی کہ
" عبادت یا نماز کے تمام ارکان بہی اسی مجموعہ قانون (شریعت) کے مطابق ہین، نہ کہ قرآن کے، اور
" یہی حال اور بہت سے دوسرے مذہبی رسوم اور شعائر اسلامی کا ہے، جن کی پابندی بڑے جوش و
" خروش کے ساتہہ کی جاتی ہے۔" [۵۱]

آگے چل کے یہی مصنف لکہتا ہے کہ:-

" مسلمانون کا فقہ اور مذہب زیادہ تر قرآن پر نہین بلکہ حدیث پر مبنی ہے۔ باسورتھ اسمتھ کی اس بے
" احتیاطی، بلکہ لاعلمی، پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ وہ تمام اسلام کو صرف قرآن مین منحصر سمجھتا ہے۔
" یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ رومن کیتہولک اور جیسوائٹ فرقون کے طریقے اناجیل اربعہ
" مین موجود ہین۔" [۵۲]

اسلام مین ترقی کی گنجایش ہے

۹- اسلام مین ترقی کی صلاحیت اور اس قسم کی لچک موجود ہے جس کی وجہ سے وہ اون تمام تمدنی و سیاسی تغیرات کے مطابق ہوسکتا ہے جو ہمارے اردگرد ہو رہے ہین۔ وہ

---

[۵۱] "امنگ دی ٹرکس"، مصنفہ کبرس ہملن، لندن ۱۸۷۸ع صفحہ ۸۲ تا ۸۳-

[۵۲] مصنف موصوف کی کتاب مذکورہ بالا، صفحہ ۲۳۵-

اسلام جس سے میری مراد وہ ٹھیٹ اسلام ہے جو پیغمبر اسلام نے سکھایا، نہ وہ اسلام جس کی تعلیم اسلامی فقہ نے دی، وہ بجاے خود ایک ترقی اور عمدہ تغیر تھا - اوس مین سرعت کے نشو و نما پانے، ترقی کرنے، عقل کے مطابق کے اور نئے حالات کے موافق بن جانے کے زندہ اصول موجود ہین -

مسٹر میکال کا یہ کہنا کہ "اسلامی قانون مین کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہین" اور نتیجۃً یہ ثابت کرنا کہ اس وجہ سے علماے اسلام یورپین اصلاحون کے رواج کی مخالفت پر مجبور ہین، تو یہ صرف اسلامی فقہ پر صادق آتا ہے جو کسی طرح مبرا عن الخطا نہین خیال کیا جاتا - اسلامی فقہ الہامی نہین ہے، بلکہ وہ چند عام و خاص رسوم اور چند مذہبی اور مخصوص قوانین کا مجموعہ ہے اور صرف قرآن ہی ایک ایسا قانون ہے جو مبرا عن الخطا ہے -

۱۰ - مسٹر میکال لکھتے ہین کہ :-

پیغمبر اسلام نے کسی قانون کی بنا نہین ڈالی

"چون کہ لازمی طور پر ہر ایک اسلامی سلطنت کے اصول سیاست قرآن پر مبنی ہین، اور ہر ایک مسلمان قرآن کو خاص منشاء الٰہی سمجھتا ہے، لہذا اصلاح صرف فضول ہی نہین بلکہ ایک قسم کی گستاخی بھی ہے" [۵۱]

فقہ اسلام جس کو شریعت کہتے ہین، قرآن پر مبنی نہین، فقہ کے صرف چند ہی ملکی و مذہبی مسائل کی بنیاد قرآن پر رکھی گئی ہے، اون کے علاوہ باقی تمام مسائلِ ملکی و مذہبی عرب کی عام و خاص رسوم پر مبنی ہین - بعض رسوم کی ترمیم و اصلاح کر دی گئی، لیکن بعض جیسی کہ بس قبت پائی گئین ویسی ہی چھوڑ دی گئین، جو عرب کے قانون کا ایک جزو لاینفک قرار پا گئین - اگر پیغمبر اسلام احکام آلٰہی کے علاوہ کسی اور ملکی و مذہبی قانون کا بنانا ضروری سمجھتے تو وہ ضرور بناتے، لیکن درحقیقت اونہون نے ایسا نہین کیا - بوبی سنی نے سچ کہا ہے کہ "اسلام کی روحانی قوت پیغمبر اسلام سے شروع ہوئی اور اون ہی پر ختم ہو گئی" مجھے مسٹر میکال کے ان الفاظ سے اتفاق ہے کہ "قرآن مین روحانی جانشینی کا کوئی اشارہ نہین ہے - اور

---

[۵۱] "کنٹم پوریری ریویو" اگست ۱۸۸۱ع صفحہ ۲۶۸ -

جب خود پیغمبر اسلام سے جانشین مقرر کرنے کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے اس قسم کے خیال کو روک دیا" یہ امر اور نیز یہ واقعیت کہ آپ نے کوئی سول یا مذہبی قانون مسلمانون کی رہبری کے لئے نہین بنایا، اور نہ اون کو کسی قانون بنانے کا حکم دیا" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپنے قانون اور ضابطے کا بنانا عام طور پر خود مسلمانون کی راے پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اس قسم کے آئین و قوانین وضع کرین جو اون کے زمانے کے مناسب اور اون ملکی و تمدنی تغیرات کے مطابق ہون جن مین وہ گھرے ہوئے ہون -

فقہ کی تعریف

۱۱- اسلامی فقہ ایک غیر تحریری قانون ہے، جس کو نہ خود پیغمبر اسلام نے لکھا، اور نہ آپ نے لکھایا، اور نہ آپ کے وقت مین اور نہ پہلی صدی ہجری مین مدون کیا گیا - اس مین وہ اصول، وہ رسم و رواج، اور وہ قواعد درج ہین جن کا نفاذ آئین سلطنت اور جان و مال کی حفاظت پر ہو سکتا ہے، جو اپنی سند کے محتاج نہین، اور جو قرآن کی نصوص صریح و محکم پر مبنی نہین - اس مین خصوصاً عرب کے دستور و آئین اور پیغمبر و صحابہ کے اقوال و روایات درج ہین، جن مین سے اکثر غیر مستند ہین - اس کے علاوہ، رحم، عقل، سمجھ، اور اخلاقی شائستگی کے اصول بھی پائے جاتے ہین - نیز خلائق کی بہبودی اور آرام کے لئے اجماع اور قیاس بھی موجود ہے - اس مین اکثر عہد عباسیہ کے مشہور فقہا اور مفتیین کی رائین بھی شامل ہین، یہ اوس وقت مدون کیا گیا جب کہ اسلامی جمہوری الاصل سلطنت، یعنی ناقابل تقسیم خلافت کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور جب کہ ایشیا و افریقہ مین خلافت بنو امیہ کو زوال ہو چکا تھا، لیکن خلفاء بنی عباس کے عہد مین اس پر کبھی پورے طور پر عمل درآمد نہین ہوا - مسلمانون کا فقہ اپنے اصول اور خصوصیات مین یہودیون کے زبانی قانون یعنی "مشنا" اور رومیون کے سول اور کامن لا سے ملتا جلتا ہے۔

قرآن کی مفروضہ غیر مساوات متعلق بہ اقوام غیر

۱۲- مسٹر میکال اسی ریویو مین لکھتے ہین کہ:-

"سلطان کی حکومت سے بلا واسطہ ایسی اصلاحون کا ہونا، جن سے عیسائی رعایا کی حالت مین معتدبہ
"ترقی اور تبدیلی ہو - نہ صرف ازحد زیادہ گوئی ہے - اس قسم کی اصلاحین بالکل غیر ممکن ہین، کیون کہ سلطان کی

" کی سلطنت ایک حصہ ہے اوس عالمگیر سلطنت کا جس کا خدائی حکم یہ ہے کہ یا تو اسلام قبول کرو، یا
" غلامی، یا موت، - غلامی یہودیون اور عیسائیون کے لئے اور موت اون تمام غیر مسلم اور اون عیسائیون
" کے لئے جو اپنے ارادے کی حمایت مین ہتیار اوٹھائین "۔ ۵۷

یہ امر پہلے تفصیل کے ساتھہ بیان اور ثابت کیا جاچکا ہے کہ اسلامی سلطنتون کا طرز حکومت الٰہی الاصل نہین - قرآن مین کسی جگہہ یہ حکم نہین دیا گیا کہ نبی نوع انسان کے سامنے یہ دو شرطین پیش کرو کہ یا تو اسلام قبول کرو، یا غلامی - اگر کوئی ایسا حکم ہوتا تو اوس کے یہ معنی ہوتے کہ دوسرے مذاہب اور اقوام کی آزادی اور حقوق چہین لو۔ بلکہ برخلاف اس کے قرآن کی اکثر مکی اور مدنی سورتون مین بار بار عام طور پر سب کے حقوق اور آزادی قایم رکہنے کی تاکید کی گئی ہے، اور کسی صحیح اور مستند حدیث سے بہی یہ ثابت نہین ہوتا کہ تمام دنیا یا تو اسلام قبول کرے ورنہ غلامی یا موت کے حوالے کردی جاے۔

آیات قرآنی دربارہ مساوات حقوق اقوام غیر-

۱۳۳ - قرآن کی مندرجہ ذیل آیات سے مسئلہ مساوات حقوق پر روشنی پڑتی ہے:-

(۱) قل یا ایہا الکٰفرون (۲) لا اعبد ما تعبدون (۳) ولا انتم عٰبدون ما اعبد (۴) ولا انا عابد ما عبدتم (۵) ولا انتم عٰبدون ما اعبد (۶) لکم دینکم ولی دین -

(الکافرون ۱۰۹ - آیت ۱ تا ۶)

(۱) (اے پیغمبر ان سے) کہو کہ اے کافرو!
(۲) مین اون (معبودون) کی پرستش نہین کرتا جن کی تم پرستش کرتے ہو-
(۳) اور جس کی مین پرستش کرتا ہون اوس کی پرستش تم نہین کرتے (۴) نہ مین تمہارے معبودون کی پرستش کرون گا جن کی تم پرستش کرتے ہو- (۵) اور نہ تم اوس کی پرستش کروگے جس کی مین پرستش کرتا ہون (۶) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین-

۵۷ رسالہ موڈرن تہم پرسے ری ریویو، صفحہ ۲۷۰-

(۲۱) فذکر انما انت مذکر (۲۲) لست علیہم بمصیطر
(۲۳) الا من تولّی وکفر (۲۴) فیعذبہ اللہ
العذاب الاکبر۔

(الغاشیہ ۸۸۔ آیت ۲۱ تا ۲۴)

(۲۱) (اے پیغمبر تم لوگون کو) سمجھاؤ، اور تم صرف
سمجھا دینے والے ہو (۲۲) تم ان پر داروغہ (کی طرح
تو مسلط ہو) نہین (۲۳) ہان جو روگردانی اور انکار کرے
(۲۴) تو خدا اوس کو بڑا عذاب دے گا۔

(۴۵) نحن اعلم بما یقولون وما انت علیہم بجبار
(۴۶) فذکر بالقرآن من یخاف وعید۔

(ق ۵۰۔ آیت ۴۵، ۴۶)

(۴۵) یہ (منکر) جو کچھ کہتے ہین ہم جانتے ہین،
تم ان پر (حاکم) جابر نہین ہو (۴۶) جو شخص ہمارے
عذاب سے ڈرتا ہے اوس کو قرآن سنا کر سمجھاتے
رہو۔

(۲۰) قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا
(۲۱) قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا (۲۲) قل
انی لن یجیرنی من اللہ احد (۲۳) ولن اجد من دونہ
ملتحدا (۲۴) الا بلاغا من اللہ ورسلتہ، ومن یعص
اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابدا۔

(الجن ۷۲۔ آیت ۲۰ تا ۲۴)

۲۰۔ (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین تو صرف اپنے
پروردگار کی عبادت کرتا ہون، اور کسی کو اوس کا شریک
نہین کرتا (۲۱) (ان سے) کہو کہ تمہارا نقصان یا
فائدہ میرے اختیار مین نہین (۲۲) (ان سے) کہہ
کہ خدا (کے غضب) سے کوئی بھی پناہ نہین دے
سکتا (۲۳) اور نہ اوس کے سوا کہین مجھکو ٹھکانا ملسکتا
ہے (۲۴) میرا بچاؤ تو اس مین ہے کہ خدا کے حکم
اور اوس کے پیغام پہنچاؤون، جو شخص خدا اور اوس کے
رسول کی نافرمانی کرے گا تو بیشک اوس کے لئے
دوزخ کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ ہمیشہ رہین گے

(۳۵) وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا
من دونہ من شیء نحن ولا اباؤنا ولا حرمنا من
دونہ من شیء، کذلک فعل الذین من قبلہم، فہل

(۳۵) مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم
اوس کے سوا کسی اور چیز کی پرستش کرتے اور نہ
ہمارے بڑے ہی، اور نہ ہم اوس کے (حکم کے)

علی الرسل الا البلٰغ المبین ؟ -

(۸۴) فان تولوا فانما علیک البلٰغ المبین -

(النحل ۱۶ - آیت ۳۵، ۸۴)

بدون کسی چیز کو حرام ٹھیراتے ، ایسا ہی ان سے پہلون نے نبی (حیلہ حوالہ) کیا ، تو (پھر) پیغمبرون پر سوائے اس کے اور کیا ذمہ داری ہے کہ (احکام خدا کو) صاف طور پر پہنچا دین -

(۸۴) اگر یہ لوگ (سمجھانے پر بھی) موننہ موڑ لین - تو اے پیغمبر! تمہارے ذمے صرف کھلے طور پر پہنچا دینا ہے -

(۱۷) و ما علی الرسول الا البلٰغ المبین -

(العنکبوت ۲۹ - آیت ۱۷)

(۱۷) رسول کے ذمے تو (خدا کا حکم) صاف طور پر پہنچا دینا ہے اور بس -

(۴۰) و ان ما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک فانما علیک البلٰغ و علینا الحساب -

(الرعد ۱۳ - آیت ۴۰)

(۴۰) (اے پیغمبر! جب تک) جو جو وعدے ہم ان سے کرتے ہین ، یا - ان میں سے بعض وعدے ہم تم کو دکھا دین ، یا (اس) سے پہلے ہم تم کو دنیا سے اوٹھا لین ، بہرحال پہنچا دینا تمہارا کام ہے ، اور حساب لینا ہمارا کام -

(۴۸) فان اعرضوا فما ارسلنک علیهم حفیظا ، ان علیک الا البلٰغ -

(الشوری ۴۲ - آیت ۴۸)

(۴۸) اگر (سمجھانے پر بھی) یہ لوگ روگردانی کرین تو ہم نے تم کو ان پر کچھ داروغہ بنا کر تو بھیجا نہین ، تمہارے ذمے تو صرف (حکم الہی) کا پہنچا دینا ہے -

(۲۵۶) لا اکراه فی الدین ، قد تبین الرشد من الغی - (البقرہ - ۲ ، مدنی - آیت - ۲۵)

(۲۵۶) دین مین زبردستی (کا کچھ کام) نہین ، گمراہی سے ہدایت الگ ظاہر ہو چکی ہے -

(۱۲) اطیعوا الله و اطیعوا الرسول ، فان تولیتم فانما علی رسولنا البلٰغ المبین (التغابن ۶۴ ، مدنی - آیت ۱۲)

(۱۲) خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو ، اگر تم روگردانی کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ صاف طور پر

(۱۹) قل للذین اوتوا الکتاب والامیین ءاسلمتم، فان اسلموا فقد اهتدوا، وان تولوا فانما علیک البلغ

(آل عمران ۳ مدنی - آیت ۱۹)

(ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور بس -

(۱۹) اہل کتاب اور جاہلون سے کہو کہ تم بہی اسلام لاتے ہو (یا نہین؟)، پس اگر اسلام لے آئین تو بیشک راہ راست پر آ گئے، اور اگر موہنہ موڑلین تو تم پر صرف (حکم الٰہی کا) پہنچا دینا ہے -

(۵۴) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم، وان تطیعوہ تہتدوا، وما علی الرسول الا البلغ المبین -

(النور ۲۴، مدنی - آیت ۵۴)

(۵۴) (ان سے) کہو کہ خدا اور رسول کا حکم مانو، لیکن اگر تم روگردانی کروگے تو جو ذمّے داری رسول پر ہے اوس کے جواب دہ وہ ہین، اور جو ذمّے داری تم پر ہے اوس کے جواب دہ تم ہو، اور اگر رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤگے، اور رسول کے ذمّے تو صرف (حکم خدا کا) پہنچا دینا ہے -

(۶) - ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ، حتی یسمع کلام اللہ، ثم ابلغہ مامنہ، ذلک بانہم قوم لا یعلمون -

(التوبہ ۹، مدنی - آیت ۶)

(۶) اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اوس کو پناہ دو، یہان تک کہ وہ (اطمینان سے) کلام خدا کو سن لے، پہر اوس کو اوس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو، یہ (سلوک) اس لئے (کرنا ضرور) ہے کہ وہ ناواقف ہین -

(۹۳) - انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ، فہل انتم منتہون، واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین -

(۹۳) شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے آپس مین عداوت اور بغض ڈلوا دے، اور یادِ خدا اور نماز سے تم کو باز رکہے، تو اب بہی تم باز آؤگے (یا نہین؟) خدا اور رسول کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو،

اس پر بھی اگر تم (حکم خدا سے) روگردانی کر بیٹھوگے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمے صرف (ہمارے حکموں کا) پہنچا دینا ہے۔

(۹۹) ما علی الرسول الا البلغ، واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔

(المائدہ ۵، مدنی - آیت ۹۳، ۹۹)

(۹۹) پیغمبر صرف (ہمارے حکم) پہنچا دینے کا ذمہ دار ہے، اور اللہ تمہاری کھلی چھپی (سب باتوں) کو جانتا ہے۔

(۲۸) قل الحق من ربکم، فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

(الکہف ۱۸ - آیت ۲۸)

(۲۸) (ان سے) کہو کہ حق (بات) خدا کی طرف سے ہے، جس کا جی چاہے مانے، اور جس کا جی چاہے نہ مانے۔

(۱۶) قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی

(۱۶) (ان سے) کہو کہ میں تو خدا ہی کی فرمانبرداری مد نظر رکھ کر اوس کی عبادت کرتا ہوں۔

(۱۷) فاعبدوا ما شئتم من دونہ -

(الزمر ۳۹ - آیت ۱۶، ۱۷)

(۱۷) تم اوس کے سوا جس کو چاہو پوجو۔

(۱۰۴) قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم بحفیظ -

(۱۰۴) (لوگو!) تمہارے خدا کی طرف سے دل کی آنکھیں تو تمہارے پاس آ ہی چکی ہیں، پھر (اب) جو دیکھتا ہے تو (اوس کا نفع) اوسی کی ذات کے لئے ہے، اور جو اندھا ہو جاتا ہے تو (اوس کا وبال) اوسی کی جان پر ہے، (ان سے کہو) کہ میں تم لوگوں کا کچھ محافظ تو ہوں نہیں۔

(۱۰۷) ولو شاء اللہ ما اشرکوا، وما جعلناک علیھم حفیظا، وما انت علیھم بوکیل -

۱۰۷ - اگر خدا چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے، ہم نے تم کو ان پر کوئی محافظ (مقرر) نہیں کیا، اور نہ تم

(الانعام ۶ - آیت ۱۰۴، ۱۰۷)

(۱۹) ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا، افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین

(یونس ۱۰ - آیت ۱۹)

اون پر تعینات ہو (کہ ان کو بہکنے نہ دو۔

(۱۹) اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو دنیا کے تمام آدمی سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا تم لوگون کو مجبور کر سکتے ہو کہ وہ (سب کے سب) ایمان لے آئین۔

آیات مذکورۂ بالا، اور خصوصاً اون آیات سے جو مدنی سورتون مین ہین، صاف صاف ظاہر ہے کہ قرآن نے ہمیشہ (خواہ مکہ ہو یا مدینہ) دیگر ادیان اور مخالف مذاہب کے ماننے والون کو کامل مذہبی آزادی دی ہے۔ اور وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہین جن کا یہ خیال ہے کہ قرآن جبر و اکراہ کی تلقین کرتا ہے۔

فقہ کی مصالحت

۱۴- قطع نظر قرآن کے، اسلامی فقہ بھی اس خدائی فرمان کا مدعی نہین کہ تمام بنی نوع انسان یا تو اسلام قبول کرین، ورنہ غلامی یا موت کے حوالے کردے جائین۔ یہ فرمان غارت گری سخت سے سخت متعصب فقہا کی تصانیف مین بھی نہین پایا جاتا۔ ان فقہا کی کتابون مین البتہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ غیر مسلم رعایا پر، جو بزور شمشیر فتح کی گئی ہو، ٹیکس اور لگان وغیرہ لگائے جائین، لیکن اون کے مذہبی اور ملکی حقوق مین اون کو اوسی قدر آزادی دی جائے جس قدر خود اون کو اپنی سلطنت مین حاصل ہو، یا جس قدر مسلمانون کو اپنی حکومت مین حاصل ہو۔

"ہدایہ" مین لکھا ہے کہ:-

"اگر وہ لوگ جن سے جزیہ لینا چاہئے، جزیہ ادا کرنا منظور کرین، تو اون کی حفاظت اوسی طور پر کرنا چاہئے
" جیسے مسلمانون کی، اور اون کے لئے وہی قواعد ہون گے جو مسلمانون کے لئے ہین، کیون کہ
" حضرت علی نے کہا ہے کہ جو کفار (غیر مسلم) جزیہ اس لئے ادا کرتے ہین کہ اون کے خون کو مسلمانون کے
" خون کی اور اون کے مال کو مسلمانون کے مال کی حیثیت حاصل ہو جائے"[۵۱]

[۵۱] "ہدایہ"، صفحہ ۲۱۴، مطبوعہ کلکتہ - یا ترجمہ چارلس ہملٹن، جلد ۲، صفحہ ۲۱۴۔

قرآن کا مقصد

۱۵- قرآن کی بعض مدنی سورتون مین چند آیات ایسی ہین جن مین اون مسلمانون کو حکم دیا گیا ہے، جن پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے گئے تہے، جو اپنے عزیز وطن سے نکال دئے گئے تہے، اور جن کے مال واسباب اور گہر مکے مین غیر محفوظ تہے، اور جب وہ مدینے گئے تو جنگ جو قریش اور آس پاس کے دوسرے قبائل (بنو قریظہ اور غطفان) نے اون کو محصور کرکے اون پر حملے کئے تہے، کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے ہتیار اوٹہائین، اور قوت کو قوت سے دفع کرین، لیکن اس امر کی سخت ممانعت کی گئی تہی کہ حملہ کرنے مین وہ خود کبہی پیش قدمی نہ کرین - اور صرف اون ہی لوگون سے مقابلہ کرین جو خود اون سے لڑنے کو آئین اور زیادتیان کرین، اور جنہون نے ایک بڑے جتہے کے ساتہ اون پر حملہ کرنے کی سازش کرکہی تہی[۵۱]، اور اون معاہدون کو توڑ دیا تہا جو اون مین اور مسلمانون مین قرار پائے تہے، اور ساتہ ہی اون پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے تہے -

پیغمبر اسلام کی تمام لڑائیان خالص خود حفاظتی، اور لواطینس فطرت اور قوانین اقوام کے بالکل مطابق تہین - علاوہ ازین آپ کی تمام خود حفاظتی لڑائیان اور قرآن کے تمام احکام جنگ صرف عارضی حادثات کی وجہ سے تہے؛ اون کو عالمگیر، ناقابلِ شکست، اور ناممکن التبدیل سیاسی یا فوجی قانون نہ خیال کرنا چاہیے - اس قسم کا قیاس فطرت ومنشاے قرآن کے بالکل مخالف ہوگا - قرآن اپنے پیرؤن کو یہ تعلیم دینے کا دعوی دار نہین کہ جنگ کا انتظام کیون کر کرنا چاہیے - فتوحات کس طرح حاصل کرنا چاہئین، اور تمام دنیا کو کیسے مطیع بنانا چاہیے، بلکہ برخلاف اس کے اوس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو

یتلوعلیہم ایاتہ، ویزکیہم، ویعلمہم الکتاب والحکمۃ -

[آل عمران ۳ - آیت ۱۵۸
الجمعہ ۶۲ - آیت ۲ -]

"خدا کی نشانیان دکہائے، اون کو پاک وصاف کرے، اور کتاب وحکمت سکہائے"۔

[۵۱] جنگ حدیبیہ، حنین اور تبوک -

قرآن سے جنگ وجدل کا جواز مستنبط نہین ہوسکتا۔

۱۹ "ہدایہ" کے مصنف نے، جو اعلیٰ درجے کا فقیہ نہین ہے بلکہ بوجہ مقلد ہونے کے ایک کم درجے کا فقیہ ہے، مگر متعصب بے انتہا ہے، اپنی حتی الوسع قرآن سے جنگ وجدل کے جواز کا استدلال کیا ہے، لیکن اوس کو اس مین کامیابی حاصل نہین ہوئی۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

"خدا کے کلام سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے، کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ تمام کفار کو قتل کرو جیسا کہ وہ تم سب کو قتل کرتے ہین" اور نیز حدیث مین آیا ہے کہ جنگ قیامت کے دن تک ٹھن گئی ہے"۔[۵۱]

یہان اس فقیہہ کی موشگافی سرسبز نہ ہوئی، اور اپنے اجتہاد کی تائید مین اوس کا یہ استدلال قرآنی کامیاب نہ ہوا۔ "ہدایہ" کے مصنف نے قرآن کی جس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اوس کے پورے لفظ یہ ہین:-

(۳۶) ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض، منھا اربعۃ حرم، ذلک الدین القیم، فلا تظلموا فیھن انفسکم، وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ -

(التوبہ ۹ - آیت ۳۶)

(۳۶) "جس دن سے خدا نے آسمان و زمین پیدا کئے ہین (تب ہی سے) خدا کے ہان مہینون کی گنتی کتاب اللہ (لوح محفوظ) مین بارہ مہینے ہے جن مین سے چار (مہینے) ادب (و امن عام) کے ہین، دین (کا) سیدھا (اصول) تو یہ ہے، تو مسلمانو! ان مہینون مین (کشت وخون کرکے) اپنی جانون پر ظلم نہ کرو، اور تم سب مسلمان مشرکون سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہین"

اس آیت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم اون لڑائیون کے بارے مین ہے جو اپنی حفاظت کے لئے کی جائین، آیت کے شانِ نزول سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے - ان الفاظ سے کہ "تم اون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم مدافعت اور روک کے لئے دیا گیا تھا - کئی دفعہ ہزارہا اہل مکہ نے اپنے صحرائی خلیفون

[۵۱] "ہدایہ"، صفحہ ۴۱۱، مطبوعہ کلکتہ -

کی فوجی امداد کے ساتھ بدر، اُحد اور احزاب مین قدیم مسلمانون پر حملے کئے۔ چونکہ اونہون نے بھی "کافۃ" مسلمانون پر حملے کئے تھے، اس لئے اون کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی، اپنی حفاظت کے لئے، اپنے مخالفین کی طرح "کافۃ" اون پر حملے کرین - اس آیت سے نہ تو فتوحات کے لئے جنگ کرنے کا جواز نکلتا ہے، اور نہ ایسی لڑائیون کا جو اپنی حفاظت کے لئے کی جائین، اور نہ اس سے آیندہ زمانے مین جنگ و جدل کرنے کا کوئی حکم پایا جاتا ہے، کیونکہ اس کا موقع صرف چند روز کے لئے ایک خاص ضرورت سے تھا - اور جو حدیث "ہدایہ" کے مصنف نے نقل کی ہے وہ غیر معتبر ہے - وہ ابوہریرہ کا قول ہے، اور اس لئے بالکل سند نہین ہوسکتا بعض نے اس حدیث کو بروایت ابوہریرہ پیغمبر اسلام تک پہنچایا ہے، لیکن مکحول نے، جس نے یہ قول ابوہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے، کوئی حدیث اون سے نہین سنی، لہذا اس حدیث کی صحت مشتبہ ہے - ہدایہ کا مصنف غلط اور موضوع حدیثون کے نقل کرنے اور حوالہ دینے مین اکثر اس قسم کی غلطیان کرجاتا ہے -

پیغمبر اسلام کا مساوی سلوک مسلم اور غیر مسلم سے

۱۷- عیسائی رعایا کے حقوق پر نظر کرکے مسٹر میکال نے ایک نہایت غیر منصفانہ جملہ لکھا ہے - وہ یہ ہے کہ "اسلام کے مقدس قانون کی رو سے غیر مسلم رعایا کے لئے حقوق کی مساوات بالکل ممنوع ہے" [۵۱]

اس کے متعلق مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ شاید کسی مصنف نے قرآن کی شان مین ایسا تحقیر آمیز خیال ظاہر نہ کیا ہوگا، جیسا کہ مسٹر میکال نے مسلمانون کی مفروضہ عدم قابلیت اصلاح سے متاثر ہوکر نہایت مایوسی سے اپنا خیال ظاہر کیا ہے - اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا کی حالت کسی طرح حکمران قوم سے کم نہین ہے - غیر مسلم رعایا کی بعض قانونی محرومیان جو اسلامی فقہ مین پائی جاتی ہین، اور جن کا پتہ مسٹر میکال نے اپنے ایک مضمون مندرجہ "نائن ٹینتھ سنچری" (دسمبر ۱۸۸۱ء، صفحہ ۹۴۳) مین ایک فقہی کتاب "ملتقی" کے حوالے سے دیا ہے جسکو شیخ ابراہیم حلبی نے سولھوین صدی کے اوائل مین تصنیف کیا تھا،

---

[۵۱] رسالہ "کنٹمپریری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۶۹

وہ بالکل خیالی اور قیاسی ہین، نہ اون پر کبھی عمل درآمد ہوا، اور نہ کبھی اون کا یہ منشا تہا۔ وہ فقہ کی کتابون مین اپنی جگہہ پر درج رہین، جیسا کہ بعض بُرے قانون قانونی کتابون مین لکھے رہتے ہین، اگرچہ ایک مدت سے اون پر عمل درآمد موقوف ہوجاتا ہے۔ یہ کہنا کوئی تاویل نہین ہے کہ اِن قوانین پر یورپ، ایشیا اور افریقہ کے کسی ملک مین کبھی عمل نہین ہوا، حتیٰ کہ اوس زمانے مین بھی نہین جب کہ اسلام کا ستارۂ اقبال عین عروج پر تہا۔ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اسلامی فقہ کے قابل جرح اور ناممکن مسائل، بجائے خود، قابل تضحیک اور غیر معقول ہین، نہ قرآن وسنت سے اون کی سند ملتی ہے، اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام کے عمل سے اون کا رواج ہوا، کیون کہ آپ کی پالیسی قابل مثال تھی۔ آپ کی تمام سیرت اون اصول سے بالکل مختلف تھی جو عام طور پر آپ سے منسوب کئے جاتے ہین، آپ مساوات حقوق کی تلقین کرتے تہے، اور صلح پسند و مہربان تھے، یہودیون، عیسائیون اور مسلمانون کے ساتھہ بلا طرفداری کے یکسان برتاؤ کرتے تہے۔

پیغمبر اسلام نے اپنے قیام مدینہ کے زمانے مین کئی سندین عیسائیون اور یہودیون کو عطا کین، جن سے کامل طور پر مذہبی آزادی اور مساواۃ حقوق ظاہر ہوتی ہے۔

(الف) یہودیون کے ساتھہ عہد نامہ۔

جو سند مدینے کے یہودیون کو عطا کی گئی اوس مین مفصلۂ ذیل شرائط درج تہین۔

"یہودیون کی مدد اور اعانت کی جائے گی، اون کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے گا، نہ اون کے خلاف
"کسی دشمن کو مدد دی جائے گی۔ یہودی اپنے مذہب پر قایم رہین گے اور مسلمان اپنے مذہب پر، اور
"اگر کوئی اون پر حملہ کرے گا تو ایک دوسرے کی مدد کرین گے۔"[۱]

خیبر کے یہودی اپنے مقبوضات پر پورے تصرف کے مجاز تہے، اور اپنے مذہبی عقائد بلا کسی مزاحمت کے ادا کرتے تہے، یہان اوس عدم مساوات حقوق کا کہین نام بھی نہ تہا۔

---

[۱] لائف آوف محمد، مصنفہ میور، نئی اڈیشن، صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۳۔

جس کا ذکر حلبی نے کیا ہے۔

(ب) عیسائیون کے ساتھ عہد نامہ۔

مندرجہ ذیل عہد نامہ ۹ سنہ ہجری مین، مسلمانون اور نجران کے عیسائیون کے درمیان مرتب ہوا:۔

"پیغمبر نے بشپون، پادریون اور راہبون کو یہ تحریر دی کہ اون کے گرجاؤن، عبادات اور خانقاہون
" مین ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے۔ خدا اور اوس کے رسول نے یہ عہد کیا کہ نہ
" کوئی بشپ اپنے عہدے سے، اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے، اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے
" خارج کیا جائے، اور نہ اون کے اختیارات، حقوق اور معمول مین کسی قسم کا تغیر ہونے پائے، اور
" جب تک وہ امن و صلح اور سچائی کے ساتھ رہین، نہ اون پر جبر و تعدی کی جائے، اور نہ وہ کسی پر جبر
" یا زیادتی کرین۔" ۵۱

"دوسنہ ہجری کے چوتھے سال (۶۲۶ع) پیغمبر اسلام نے خانقاہ سنٹ کیتھرائن متصل کوہ
" سینا کے راہبون اور تمام عیسائیون کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے، اور ساتھ ہی اس کے
" اس امر کا بھی اظہار کر دیا کہ اگر کوئی مسلمان ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ خدا کے عہد کو توڑنے
" والا، اوس کے احکام کے خلاف کرنے والا، اور اپنے دین کا ذلیل کرنے والا خیال کیا جائے گا۔
" اس حکم کی رو سے خود پیغمبر اون کے ذمے دار ہوئے، اور نیز اپنے پیروون کو تاکید کی کہ وہ عیسائیون کے
" گرجاؤن، راہبون کے مکانون، اور نیز زیارت گاہون کو اون کے دشمنون سے بچائین، اور تمام مضر اور
" تکلیف رسان چیزون سے پورے طور پر اون کی حفاظت کرین، نہ اون پر بیجا ٹکس لگایا جائے، نہ
" کوئی اپنے حدود سے خارج کیا جائے، نہ کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جائے، نہ کوئی
" راہب اپنی خانقاہ سے نکالا جائے، اور نہ کوئی زائر زیارت سے روکا جائے، اور نہ مسلمانون کے
" مکان اور مساجد بنانے کی غرض سے عیسائیون کے گرجا مسمار کئے جائین (برخلاف اس کے)

۵۱ "لائف اوف محمد" مصنفہ میور، نئی اڈیشن، صفحہ ۱۵۸۔

" عیسائیون سے اس امر کی توقع نہین رکھی جاتی تھی کہ وہ مسلمانون کے ساتھ مل کر اون کے دشمنون سے
" مقابلہ کرین، اس لئے کہ خراج گزارون کو جنگ وجدل سے کچھ تعلق نہین۔ مسلمانون کی عیسائی بیبیان
" اپنے مذہب پر قایم رہتین، اور اس بناپر اون کو کسی قسم کی تکلیف وایذا نہین دی جاتی تھی پیغمبر اسلام
" نے اس مشہور معاہدے مین یہ بھی لکھا کہ اگر عیسائیون کو گرجاون یا صومعون کی تعمیر مین، یا اپنے
" کسی مذہبی امر مین مدد کی ضرورت ہو تو مسلمانون کو ہر طرح اون کی اعانت کرنا چاہیے، تم یہ خیال نہ کرو کہ اس سے
" اُن کے مذہب مین شرکت ہوتی ہے، بلکہ یہ صرف اون کی احتیاج کو رفع کرنا اور رسول خدا کے
" اُن احکام کی پیروی کرنا ہے، جو خدا کے حکم سے اون کے حق مین تحریر کئے گئے ہین۔ جنگ کے
" وقت، یا اوس زمانے مین جب کہ مسلمان اپنے دشمنون سے برسرپیکار ہون، کسی عیسائی سے
" اس لئے نفرت یا عداوت نہین رکھنا چاہیے کہ وہ مسلمانون مین رہتا ہے، جو کوئی مسلمان کسی عیسائی
" سے ایسا سلوک کرے گا تو وہ نا مصنف اور رسول کا نافرمان بردار اور سرکش خیال کیا جائے گا۔
" یہ شرائط تھین اوس سند کی جو پیغمبر اسلام نے عیسائیون کو عطا کی۔ یہ ایک نہایت وسیع اور عظیم الشان
" پروانۂ آزادی، اور دنیا کی تاریخ مین اعلیٰ درجہ کی مساوات حقوق کی ایک شریفانہ اور قابل وقعت یادگار
" ہے گے [۵۱]

غرض کہ، یہ مسائل، عدم استحقاق تقویم پارینہ کی طرح صرف کتابون مین درج ہین، بعینہ اوسی طرح جیسے بعض انگریزی قوانین فوجداری صرف کتابون کے طاق نسیان و تعطل مین پڑے رہتے ہین۔ تا ازدی عمل درآمد مین کبھی اون کی ضرورت نہین پڑی، اور نہ کبھی کسی سلطان نے اون کے نفاذ کی منظوری دی، بلکہ کبھی دفعۃً فضول سمجھ کر بالائے طاق رکھدئے گئے، اور بسا اوقات باقاعدہ طور پر مذمت کے ساتھ منسوخ کردئے گئے۔ مثلاً ازروے "حت شریف گلھانہ" (خط شریف گلخانہ) ۱۸۳۹ء، "حت ہمایون" ۱۸۵۶ء، اور ازروے قوانین مدحت پاشا زمانہ سلطان عبدالحمید خان۔

[۵۱] "جنگ روس وروم" (کاسل)، مصنفہ اڈمنڈ اولی ور، جلد اول، صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷۔

ایک زمانہ ہوا کہ ان "حتون" اور ضابطون کے ذریعے سے فقہ کا یہ بیکار سیاسی حصہ پہلے ہی منسوخ کردیا گیا ہے، اور یہودیون اور عیسائیون سے اون کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا پورا وعدہ کیا گیا ہے، اور تمام "عثمانی رعایا" (آٹومن[۵۱]) قانون کی نظرون مین برابر ٹھیرائی گئی ہے، اور بلا امتیاز مذہب و ملت، اور بلا تعصب مذہبی اون کو وہی حقوق اور رعایتین دی گئی ہین جو مسلمانون کو، اور اون پر وہی فرائض ملک عائد کئے گئے ہین جو مسلمانون پر۔

دنیا کی تقسیم "دارالحرب" اور "دارالاسلام" قرآن مین کہین نہین پائی جاتی

۱۸- ریورنڈ میکال اسی ریویو مین لکھتے ہین کہ:-

"قرآن نے دنیا کو "دارالاسلام" اور "دارالحرب" مین تقسیم کیا ہے، یعنی اسلام کا ملک اور دشمن کا ملک۔ اسلامی سردار کا یہ فرض ہے کہ وہ "دارالحرب" یعنی تمام غیر مسلم دنیا کو بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے۔"[۵۲]

یہ بیان نہ صرف غلط بلکہ محض بے بنیاد ہے۔ قرآن نے دنیا کو ایسے دو حصون مین تقسیم نہین کیا، نہ اوس مین اس قسم کا کوئی اشارہ کنایہ پایا جاتا ہے، جیسا کہ ریورنڈ جنٹلمین نے لکھا ہے۔ انگریزی اور نیز یورپ کی اکثر دوسری زبانون مین قرآن کے بہت سے ترجمے موجود ہین، جس کسی کو اس مضمون سے دلچسپی ہو وہ جان سکتا ہے کہ قرآن مین کسی جگہ مسٹر میکال کے اس بیباکانہ اور غلط دعوے کا کہین نام و نشان بھی نہین، اونہون نے جو یہ نتیجہ نکلا ہے کہ پیشوائے مذہب اسلام (خلیفہ) کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلم دنیا کو بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے، بالکل ایک فرضی اور بلا دلیل بات ہے۔

"دارالحرب" اور "دارالاسلام" کے متعلق صاحب "ہدایہ" کی راے

۱۹- اسلامی فقہ مین جو "دارالحرب" اور "دارالاسلام" مین فرق رکھا گیا ہے وہ فصل مقدمات کے لئے صرف "حدود اراضی" کا ایک مسئلہ ہے۔ صاحب "ہدایہ" لکھتا ہے کہ:-

---

[۵۱] لفظ "اوٹمن" سرکاری طور پر ٹرکی رعایا کے معنون مین استعمال ہوتا ہے، اور از روے قانون سب کے ساتھ یکسان برتاؤ ہوتا ہے۔" دیکھو "نائنٹینتھ سنچری" جنوری ۱۸۸۱ء مضمون "ٹرکی کے موجودہ واقعات اور ریمارک وغیرہ" از رائٹ آنربل لارڈ اسٹرے فورڈ ڈ کلف، صفحہ ۹۔

[۵۲] رسالہ "کنٹم پرے ری ریویو" صفحہ ۲۷۰۔

" اگر کوئی مسلمان پناہ یا امن کا فرمان حاصل کرنے کے بعد کسی دار الحرب، مین چلا جائے، اور وہان
" کسی پردیسی کے ہاتھ اپنا مال اودھار بیچے، یا کسی پردیسی کا مال اودھار خریدے، یا کسی پردیسی کا مال
" غصب کرے، یا کوئی پردیسی اوس کا مال غصب کرے، اور بعد ازان یہ مسلمان اسلامی ملک مین
" چلا آئے، اور یہ حربی بھی "مستامن" بن جائے، تو ایسی صورتون مین قاضی ان دونون مین سے کسی ایک
" کے حق مین بھی مخالف یا موافق فتوئی نہین دے سکتا۔ پہلی صورت مین اس لئے نہین دے سکتا
" کہ قاضی کا فتوی اوس کے اختیارات کی وجہ سے قابل تسلیم ہوتا ہے، اور اس وقت جب کہ یہ
" معاملہ قرض طے پایا تو (اجنبیت ملک کی وجہ سے) قاضی کو نہ قرض لینے والے پر اختیار حاصل تھا
" اور نہ قرض دینے والے پر، اور نہ فتوے کے وقت اوس پردیسی مستامن ہی پر اوس کو کچھ اختیارات
" حاصل ہین، کیونکہ اس پردیسی نے اسلامی قوانین کی اطاعت کو اپنے گزشتہ افعال کے حق مین
" تسلیم نہین کیا، بلکہ صرف اپنے آیندہ افعال کو اون کے ماتحت کیا ہے، (یعنی اوس وقت سے
" جب کہ وہ مستامن بنا)۔ اور دوسری صورت مین اس لئے فتوی نہین دے سکتا کہ مال مغصوبہ اب غاصب
" کی ملکیت ہے، کیونکہ مال مغصوبہ پر غاصب کا قبضہ ویسا ہی ہے جیسا اوس مال پر جو کسی کی ملکیت
" نہ ہو۔ جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے" ۵۱

حنفی فقہ کی مستند کتاب "ہدایہ" کے اقتباس مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ دو ملکون کا امتیاز صرف حدود ارضی (جورس ڈکشن) کا ایک مسئلہ ہے۔ اگر کوئی معاملہ کسی مسلمان اور پردیسی مین، یا دو پردیسیون مین، کسی غیر ملک مین طے پائے، تو اوس کا فیصلہ کسی اسلامی عدالت مین نہین کیا جا سکتا۔ یہی صورت اوس معاملے کی بھی ہوگی جب کہ ایک مسلمان کسی پردیسی کا مال غصب کرے، اور وہ اوس کے بعد مسلمان ہو جائے، تو اس مسلمان کے خلاف فتوی نہین دیا جائے گا، کیونکہ یہ معاملہ اسلامی حدود ارضی کے باہر وجود پذیر ہوا۔ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی غیر ملک یعنی "دار الحرب" مین قتل کر ڈالے، اور قاتل اسلامی ملک

---

۵۱ "ہدایہ"، ترجمہ انگریزی، جلد ۲، صفحہ ۱۹۳۔ اصل عربی، جلد ۲، باب المستامن، صفحہ ۳۴۰، مطبوعہ کلکتہ۔

مین واپس چلا آئے تو قاتل سے قصاص نہین لیا جائے گا، کیون کہ غیر ملک (موقع واردات) اسلامی حدود ارضی سے باہر ہے۔

۲۰- ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب "آور انڈین مسلمانس" (ہمارے ہندوستانی مسلمان) مین "دارالحرب" اور "دارالاسلام" مین بہت کچھ فرق بتلایا ہے۔ چند سال ہوئے، ہندوستان مین، مسئلہ مذاہب کے متعلق، فرضی یا خیالی جوش کے ضمن مین، اس مسئلہ پر بڑے شد و مد کے ساتھ بحث ہوئی تھی کہ آیا ہندوستان مثل پیشتر کے اب بھی "دارالاسلام" ہے، یا "دارالحرب" ہوگیا ہے۔ شمالی ہند کے علما اور نیز مکے کے مفتیون کے مستند فتوے طلب کیے گئے۔ کلکتہ کی "محمڈن لٹریری سوسائٹی" نے بڑے جوش کے ساتھ اس مسئلے مین حصہ لیا، اور اوس کے سکرٹری مولوی (نواب) عبداللطیف خان بہادر (مرحوم) نے، جو ایک اعلیٰ درجے کے انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان ہین، اور جن مین علمی کام کرنے کا خاص ملکہ ہے، اپنے ہم وطنون، ہم مذہبون، اور برٹش گورنمنٹ کی بڑی خدمت کی، یعنی اونھون نے ایک پمفلٹ (رسالہ) لکھ کر شایع کیا، جس مین اس امر کو ثابت کیا کہ ہندوستان ایک اسلامی ملک ہے، جہان مذہبی جنگ، جدال یا جہاد بالکل ناجائز ہے۔ لیکن دراصل یہ مسئلہ کہ کوئی ملک "دارالحرب" ہے یا "دارالاسلام" اوس قبیل کا مسئلہ ہے جیسے اسلامی فوجداری یا دیوانی عدالتون مین حدود ارضی کی بحث۔ اس کو مذہبی بغاوت یا مذہبی جنگ یا جہاد سے کچھ تعلق نہین۔ لیکن چون کہ برٹش انڈیا مین کوئی مسلمان بادشاہ نہین، اور نہ اسلامی عدالتین ہین، اس لیے ہندوستان کے مسلمانون یا عیسائیون کو اس مسئلے مین بحث کرنا بالکل فضول ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی فقہ مسلمانون کے لیے بنایا گیا تھا۔ اور اوس کی بنیاد اس خیال پر رکھی گئی تھی کہ مسلمان فاتح تھے۔ نتیجتاً اس لیے ہندوستان مسلمانانِ ہند کے حق مین نہ "دارالحرب" ہے، نہ "دارالاسلام"، اور نہ کسی مسلمان فرمان روا کا محکوم ملک۔ یہ صرف برٹش انڈیا ہے، جہان مسلمان انگریزی حکومت کی رعایا ہین، اور وہی اون کی حفاظت کرتی ہے، اس لیے ایک تیز فہم مجتہد برٹش انڈیا کو

"دار الامان" یا "دار الذمہ" کہہ سکتا ہے۔[1]

۱۲ یہی مقدس شخص پھر لکھتا ہے کہ:-

حقوق رعایا

" اس طرح اسلام ایک ایسی عالمگیر سلطنت کا مدعی ہے، جس کی بنیاد قرآن کے غیر متبدل بلکہ
" ناممکن التبدیل قانون اور سنت پر ہے، اور اس وسیع دنیا کے انتظام سلطنت مین رعایا کے حقوق،
" پیدایش، یا قوم، یا زبان، یا ملک پر منحصر نہین ہین، کیونکہ اسلام سوائے "دار الاسلام" کے کسی دوسرے
" ملک کو تسلیم نہین کرتا، بلکہ اون کے حاصل کرنے کے لئے مذہب کا قبول کرنا شرط ہے۔"[2]

یہ بات نہین، بلکہ درحقیقت، تمام آزاد باشندون کے حقوق توطن، اور ملک کی حفاظت، جس کو اسلامی فقہ کی زبان مین "حریت" اور "عصمت"، کہتے ہین، فطرت یعنی پیدائش پر منحصر ہے۔ رعیتی حقوق مذہب کے قبول کرنے پر موقوف نہین۔ جس طرح غیر مسلم لوگون کو اپنے اپنے ملک مین رعیتی حقوق حاصل ہین، اور وہ اون سے مستفید ہوتے ہین۔ اوسی طرح اون کو اسلامی ممالک مین بھی وہی حقوق حاصل ہین، بہ شرطیکہ وہ سلطنت کے مخالف نہ ہون، اور بادشاہ کے امان مین ہون۔

"ہدایہ" مین، جو اسلامی فقہ کی ایک جامع کتاب ہے، لکھا ہے کہ:-

"حفاظت جسم و جان از روے انسانیت لازم قرار پائی ہے۔"[3]

پھر اسی کتاب مین لکھا ہے کہ:-

" یہ بات صحیح نہین ہے کہ کسی مالک کی جان کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ اوس نے مذہب اختیار
" کرلیا ہے، کیونکہ یہ "متقومہ" (وہ حفاظت جس کے لئے معاوضہ ادا کیا گیا ہو) نہین ہے، بلکہ اوس کے
" مال پر دست اندازی کرنا سرے سے ناجائز ہے۔"[4]

---

[1] اس مضمون پر سر سید مرحوم نے ہنٹر کی کتاب "آور انڈین مسلمانس" پر ریویو کرتے ہوئے نہایت خوبی کے ساتھ بحث کی ہے۔
[2] رسالہ "ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو" اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۷۰۔ [3] کتاب السیر، باب الجزیہ، صفحہ ۴۳۷، مطبوعہ کلکتہ عربی۔ صفحہ انگریزی ترجمہ ۲۱۷۔ [4] باب الغنائم، صفحہ ترجمہ انگریزی ۱۷۲۔

آگے چل کر اسی کتاب مین، "متامنون" یعنی اون لوگون کے بیان مین جو کسی غیر ملک مین وہان کے بادشاہ کی حفاظت مین رہتے ہون - لکھا ہے کہ :-

" عصمت موثمہ کو اسلام کی طرف منسوب کرنا جائز نہین - حفاظت مورث معصیت کا تعلق اسلام
" سے نہین بلکہ انسان سے ہے، کیون کہ انسان اس غرض سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ تکلیفات شرعیہ کا
" بوجھ برداشت کر سکے، اور اون کی بجا آوری اوسوقت تک نہین ہوسکتی جب تک کہ انسان کا تکلیف دینا
" اور قتل کرنا ناجائز نہ قرار دیا جائے، کیون کہ اگر انسان کا قتل کرنا خلاف شرع نہ ہو تو وہ اپنے فرائض
" ادا نہین کر سکتا، لہذا انسان فطرۃً ایک ایسی چیز ہے جس کی حفاظت لازم ہے"[۵۱]

"فتاواے ظاہریہ" مین بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ مخالف ملک کے لوگ "احرار" ہین، یعنی اون کو حق رعیت حاصل ہے - شامی نے بھی "ردالمحتار" مین یہی فتویٰ دیا ہے - [۵۲]

شامی، جو ملک شام کا ایک نہایت مستند فقیہ ہے، اپنی کتاب "ردالمحتار شرح درالمختار" مین، جو (درالمختار) بجاے خود "تنویر الابصار" کی شرح ہے، لکھتا ہے کہ :-

" اگر عصمت موثمہ قطع کردی جائے تو امن کا قایم رکھنا ازرو ے انسانیت لازم ہے، کیون کہ انسان
" مذہب کی اطاعت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور احکام مذہب کے سامنے اوس کا سر تسلیم خم کرنا
" اوس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ یہ حکم نہ دیا جائے کہ کوئی شخص اوس کو تکلیف دینے کا مجاز
" نہین، اور زیلعی کی راے کے مطابق وہ کبھی قتل نہین کیا جاسکتا جب تک کہ کوئی خارجی وجہ نہ ہو"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "دارالحرب" یا مخالف ملک، یا غیر سلطنت کی غیر مسلم رعایا کو لازمی طور پر ازروے استحقاق توطن کے وہی حقوق، آزادی، اور حفاظت حاصل ہین،

---

۵۱ "ہدایہ"، باب المستامن، جلد ۲ ترجمہ انگریزی صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲ - اصل عربی، جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، مطبوعہ کلکتہ -

۵۲ جلد سوم، کتاب الجہاد، صفحہ ۲۴۶، باب فتح کفار -

جن سے مسلمان خاص اپنے ملک میں مستفید ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ رعیتی حقوق کی بنیاد پیدائش یعنی نفس انسانیت کے لحاظ سے ہے، لہٰذا ہر ایک انسان کو رعیتی حقوق حاصل ہیں۔

رقیق و مملوک

۴۳۔ بعض مسلمان فقہا حنفیہ، جو سخت متعصب ہیں، یہ کہتے ہیں کہ کفار خود اپنے "دارالحرب" (یعنی مخالف کے ملک) میں بھی "احرار" یعنی آزاد یا شہری نہیں ہیں، بلکہ "رقیق" یا "ارقا" ہیں، جو رقیت اور حقوق حریت کے مابین ایک خیالی درجہ ہے۔ یہ دعویٰ سراسر ناانصافی پر مبنی ہے، لیکن فاضل اور غیر متعصب فقیہ کسی غیر ملک کے باشندوں کی یہ حالت تسلیم نہیں کرتے۔ وہ فقیہ بھی اُسی درجہ تعصب سے کام لیتے ہیں جو اس بات کے مدعی ہیں کہ مخالف ملک کی رعایا بلا مملوک ہونے "رقیق" ہے، یعنی وہ بلا کسی کے قبضے میں آئے اپنے حق حریت سے محروم ہے۔ لیکن بڑے علما اور کم متعصب فقیہ اس کو تسلیم نہیں کرتے اور ان کی یہ رائے ہے کہ کفار اپنے ملک، یعنی اسلام کے تسلیم کردہ دارالحرب میں پورے آزاد، اور اپنے تمام حقوق رعیتی کے پورے مالک ہیں، لیکن جب وہ مفتوح ہو جائیں، اور اسلامی حکومت کی رعایا بن جائیں، اور جبراً ان کے ملک سے نکال کر اسلامی ملک میں لائے جاتے ہیں تب "رقیق" ہیں، لیکن جب وہ اسیران جنگ کی حیثیت سے اسلامی حکومت میں آتے ہیں تو فوراً "رقیق" سے "مملوک" بن جاتے ہیں۔

عبید اللہ بن مسعود، فرزند تاج الشریعت، اپنی کتاب "شرح وقایہ" میں لکھتے ہیں کہ:-

"ممکن ہے کہ کوئی چیز "مملوک" تو ہو گر "مرقوق" نہ ہو، لیکن "مرقوق" کا "مملوک" ہونا لازمی ہے"[۱۵]

صاحب "ردالمختار" مصنف "جامع الرموز شرح وقایہ" ملا شمس الدین محمد قہستانی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:-

"رق بغیر ملک کی مثال دارالحرب کے کفار میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ تمام رقیق تو ہیں مگر کسی کے

---

[۱۵] "شرح وقایہ" کتاب العتاق، صفحہ ۱۳۸۔

"مملوک" نہین، پس پہلے پہل جب کوئی اسیر کیا جاتا ہے تو وہ "رقیق" ہے نہ کہ "مملوک"، لیکن "مملوک" اوس

" وقت ہوگا جب ہمارے ملک مین آجائے"۔ [۵۱]

علامہ ابن عابدین اپنی کتاب "ردالمحتار شرح درالمختار" مین لکھتے ہین کہ:۔

"مصنف نے جو یہ لکھا ہے کہ "وہ تمام رقیق ہین" تو اس سے اوس کا یہ مطلب ہے کہ مطیع ہونے کے

" بعد، ورنہ اس سے پہلے وہ احرار ہین، یہ "ظہیریہ" کے مطابق ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالحرب

" کے باشندے آزاد ہین"۔ [۵۲]

پہلی شرعی عدم مساوات: غیر مسلم کی شہادت

۲۳ - ریورنڈ مسٹر میکال کے بیان کے مطابق اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا جس قانونی عدم مساوات مین رکھی گئی ہے - من جملہ اوس کے ایک یہ ہے کہ:۔

(۱) "ان کی (غیر مسلمون کی) شہادت مسلمانون کے مقابلے مین قابل تسلیم نہین سمجھی جاتی"۔

ایک غیر مسلم رعایا کی شہادت کا ایک مسلمان کے خلاف مین نامعتبر ہونا نہ قرآن مین اسکا حکم دیا گیا ہے جو مسلمانون کا الہامی قانون ہے، اور نہ حدیث مین اس کا ذکر ہے، جو اسلامی نظام کا ایک جز ہے - چونکہ قرآن و حدیث مین اس کا پتہ نہین، اس لئے یہ کوئی مقدس اور ناقابل التبدیل قانون کی طرح تسلیم نہین کیا جا سکتا - علاوہ اس کے یہ بات عقل و انصاف کے بھی خلاف ہے کہ غیر مسلم کی شہادت ایک مسلم کے مقابلے مین تسلیم نہ کی جائے، لہذا اگر رسم و رواج اجازت دے تو خاص اس مسئلے مین اسلامی فقہ کی اصلاح ہونا چاہیئے -

"مجلہ" یا ٹرکش سول کوڈ مجریہ ۱۲۹۷ ہجری

۲۴ - مین مسرت کے ساتھ اس امر کو لکھتا ہون کہ یہ قانون ٹرکش سول کوڈ (ترکی ضابطہ دیوانی) "مجلہ" مین نہین پایا جاتا، جو سلطان کے حکم سے ۱۲۹۷ ہجری مین بمقام قسطنطنیہ نافذ ہوا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند روز سے سلطنت ٹرکی مین غیر مسلم رعایا کی یہ قانونی عدم مساوات بالکل اوٹھا دی گئی ہے -

---

[۵۱] "درالمختار علی متن تنویر الابصار"، کتاب العتاق -

[۵۲] جلد ۳، صفحہ ۱۸، مطبوعہ مصر -

ٹرکی عدالتون مین مسئلہ شہادت غیر مسلم کی بحث

۲۵ - امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور دوسرے مسلمان فقہا نے مسلمان کے
خلاف مین ایک غیر مسلم کی شہادت کے عدم جواز کو ضعیف بنیادون پر قائم کیا ہے - انہون نے
بعض اور لوگون کی شہادت کو بھی، خواہ وہ مسلمان ہی کیون نہ ہون، ناقابل تسلیم ٹھیرایا ہے
چنانچہ اندھے، غلام اور افترا پرداز لوگ اسی زمرے مین شریک ہین - ان کے علاوہ پدری
سلسلے کے رشتے دار، شوہر و زوجہ، آقا و غلام اور اجیر و مستاجر (ایک دوسرے کے حق مین)
مردود الشہادت لوگون مین شمار کئے جاتے ہین - نہ آقا کی شہادت اپنے غلام کے حق مین
تسلیم کی جا سکتی ہے، اور نہ کسی مشترکہ معاملے کے متعلق ایک شریک کی شہادت دوسرے
شریک کے حق مین، نہ پیشہ ور ماتم کرنے والیون اور گویون کی شہادت قانونی نظرون مین معتبر تسلیم
کی جاتی ہے، نہ شراب خوار، جوئے باز اور بٹیر باز لوگون کی، نہ فاسق و فاجر اور سنگین مجرمون کی، نہ سود خوارون
اور قمار بازون کی، اور نہ ایسے لوگون کی جو ناتہذیب اور ناشائستہ ہون - ایک مستامن یعنی
ایک اجنبی جو چند روز کے لئے اسلامی ملک مین پناہ گزین ہے، ایک ذمی، یعنی اسلامی گورنمنٹ
کی مستقل غیر مسلم رعایا کے متعلق شہادت نہین دے سکتا - مذکورہ بالا لوگون کی شہادت کے
عدم جواز کے مختلف وجوہ بیان کئے گئے ہین، بعض اون مین سے عقل و دانش کے
مطابق ہین، اور بعض عقل کے خلاف اور بظاہر نہ سمجھ مین آنے والے - مسلمان کے خلاف مین ایک
غیر مسلم کی شہادت کا ناقابل تسلیم ہونا ان وجوہ پر مبنی بتلایا جاتا ہے -

(۱) کہ اون کو مسلمانون پر کوئی اقتدار یعنی ولایت حاصل نہین ہے،

(۲) اور اون پر مسلمانون کے مقابلے مین افترا پردازی کا شبہ کیا جا سکتا ہے - لیکن یہ
دونون وجوہ ناکافی ہین :-

اوّل، اس لئے کہ مسلمان فقہا خود بھی غیر مسلمون کی شہادت کو ایک دوسرے
کے خلاف مین، خواہ وہ مختلف المذہب ہی کیون نہ ہون، تسلیم کرتے ہین، اور نیز
مختلف المذہب "مستامنون" کے خلاف مین بھی اون کی شہادت کو جائز رکھتے ہین -

اس سے بلاشبہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ "ذمی" یا غیر مسلم شہادت کی اہلیت "اہلیت" اور "ولایت" رکھتے ہیں۔

دوسرے، اس لئے کہ جب ایک "مستامن" کی شہادت دوسرے مستامن کے خلاف ازروئے قانون جائز خیال کی جاتی ہے، تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مستامن شہادت دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

تیسرے، اس لئے کہ خود مسلمانوں کی نسبت بھی بوجہ نفرت وتعصب جو اہل یورپ کے عیسائیوں اور دوسرے لوگوں سے کچھ کم افترا پردازی کا گمان نہیں ہوسکتا۔

چوتھے، اس لئے کہ جس طرح مسلمانوں اور ذمیوں میں عداوت ہوسکتی ہے اسی طرح یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دوسرے مذاہب کے پیروں میں بھی خصومت ممکن ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان میں سے بھی کسی ایک اہل مذہب کی شہادت دوسرے مختلف العقائد اشخاص کے متعلق قابل تسلیم نہ ہونا چاہیے جب یہ بات کافی طور پر ثابت نہ ہو لیکن تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ "ذمی" یعنی مختلف مذاہب کی غیر مسلم رعایا اختلاف مذہب کی بنا پر ایک دوسرے سے بغض وحسد نہ رکھیں، لیکن تعصب مذہبی اور سنگدلی باہمی تنفر پیدا کرنے کے لئے بدرجہ اتم کافی ہیں، اور اس لئے اس شبہ کا پورا موقع ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف افترا پردازی کرنے میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھیں گے۔ باوجود ان تمام نقصوں کے، جو ایک "ذمی" کی شہادت میں پائے جاتے ہیں، وہ اوس کے حریف کے خلاف میں جائز خیال کی جاتی ہے، لہذا ہم بطور قدرتی نتیجہ کے اوس فطری صداقت تک پہنچ جاتے ہیں کہ ایک "ذمی" کی شہادت ایک مسلمان کے برخلاف قابل تسلیم ہونا چاہیے۔

پانچویں، اس لئے کہ اگر غیر مسلم رعایا پر مسلمانوں کا تفوق اور وہ عناد جو غیر مسلم اپنے مخالفوں کے ساتھ رکھتے ہیں، ان غیر مسلموں کو جھوٹی شہادت دینے کا ملزم قرار دیتا ہے، تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن ممالک میں مسلمان دوسرے اہل مذاہب کی رعایا

ہین، جیسے ہندوستان اور روس، جہان ہندؤن اور عیسائیون کی رعایا ہین، تو وہان اون کی شہادت اپنے غیر مسلم حاکمون کے خلاف مین ناقابل تسلیم ہونا چاہیئے - لہذا یہ صاف ظاہر ہے کہ فقہ کا یہ اصول کہ "ایک ذمی کی شہادت کسی مسلمان کے خلاف جائز نہین" بالکل کمزور اور غیر معقول ہے -

چھٹے، اس لئے کہ وہی علماء جو ایک "ذمی" کی شہادت کو ایک مسلمان کے خلاف ناجائز خیال کرتے ہین، بعض مواقع پر بواسطہ یا بلاواسطہ، تسلیم بھی کرتے ہین مثلاً: ایک "ذمی" کی شہادت ایک غیر مسلم غلام کے خلاف، جو ایک مسلمان کی ملک ہے، جائز ہے، اور نیز ایک غیر مسلم کی شہادت بخلاف ایک آزاد غیر مسلم کے، جو کسی مسلمان کا ایجنٹ ہے، قابل تسلیم ہے - شہادت ان دونون آخری صورتون مین مسلمان کے خلاف عمل کرتی ہے - اور مسئلہ "ایصا" ثبوت نسب غیر مسلم کے بارے مین ایک غیر مسلم کی شہادت بلاواسطہ ایک مسلمان کے خلاف جائز سمجھی جاتی ہے -

غیر مسلم کی شہادت کے متعلق قرآن سے لغو نتائج نکالنا

۲۴ - مقننین و جامعین فقہ نے جہان قرآن سے یہ اصول استنباط کیا ہے کہ ایک غیر مسلم کی شہادت ایک مسلمان خواجہ تاش کے خلاف مین جائز نہین، وہان اونہون نے قرآن کی نہایت غیر معتبر اور ناقابل ٹھیک تاویل کی ہے - چنانچہ وہ اس استدلال مین سورہ نساء کی ایکسو چالیسوین آیت کا یہ آخری حصہ پیش کرتے ہین کہ:[1]

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا - (النساء ۴ - آیت ۱۴۰)	"خدا کافرون کو مسلمانون پر دور رہنے کا موقع نہین دے گا"

وہ آیت کے اس حصہ سے طرح طرح کے قیاسی اور ضلالت آمیز نتائج استخراج کرتے ہین، اور بعض ان مین سے، جو سخت متعصب ہین، وہ خیال کرتے ہین کہ اس آیت سے یہ نتیجہ مستدل ہو سکتا ہے کہ نہ تو غیر مسلم کی شہادت ایک مسلمان کے خلاف قابل تسلیم

[1] عنایہ شرح ہدایہ، مصنفہ محمد اکمل الدین، جلد ۳، صفحہ ۲۱۵، مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۰ع -

ہے، نہ غیر مسلم ایک مسلمان سے وراثت حاصل کر سکتا ہے، نہ وہ کسی مسلمان کی اس ملک کا جائز مالک قرار پا سکتا ہے جو اس نے زور یا فتح سے حاصل کی ہے، اور نہ ایک مسلمان کسی غیر مسلم کے خون کے قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے، یہ تمام استنباط محض غلط اور بودے ہیں۔

آیت مذکورہ بالا کے پورے الفاظ یہ ہیں:-

الذین یتربصون بکم، فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم، وان کان للکافرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین، فاللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ، ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔

(النساء ۴ - آیت ۱۴۰)

"وہ جو تمہارے (مآل کار) کے منتظر ہیں، تو اگر خدا نے تم کو فتح دی تو کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہوئی تو کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے؟ اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھوں) سے نہیں بچایا؟ تو (مسلمانو!) خدا (تم میں اور) منافقوں میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مسلمانوں پر (ہر طرح) غلبہ پانے کا موقع ہرگز نہیں دے گا۔"

سورۂ بقر میں ایک اور لفظ "منکم" ہے، جہاں بیان کیا گیا ہے کہ "واستشہدوا شہیدین من رجالکم" (البقرہ ۲ - آیت ۲۸) یعنی "اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کی شہادت لیا کرو" فقہا اس کے یہ معنی لیتے ہیں کہ گواہ تمہارے ہم مذہب ہونا چاہئیں، لیکن یہ غلط استدلال ہے، اور اس کی تردید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے، جہاں بیان کیا گیا ہے "اثنان ذوا عدل منکم او آخران من غیرکم" (المائدہ ۵ - آیت ۱۰۵) یعنی "تم (مسلمانوں) میں سے دو عادل گواہ، یا غیروں میں سے دو گواہ"

پس اگر سورۂ بقر کی آیت کے لفظ "منکم" سے مسلمان مراد ہے، تو سورۂ مائدہ کے

لفظ "من غیرکم" سے صراحۃً ایک غیر مسلم کی شہادت کا جواز ثابت ہوتا ہے، لیکن درحقیقت الفاظ "منکم" اور "من غیرکم" مذہب سے کچھ لازمی تعلق نہیں رکھتے، ان الفاظ سے صرف دو شاہد عادل مراد ہیں، جو خواہ تم سے ہوں یا کسی غیر فرقے سے۔

مسلم یا غیر مسلم کی شہادت کے مسئلے کے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، اس دعوی میں پورے طور پر بیہقی بھی ہمارا ہم زبان ہے۔[1]

سر جارج کیمبل کی رائے اسلامی قانون شہادت پر

۷۴- میرے پیش کردہ دلائل سے مسئلہ شہادت میں ہمارے فقہا کے اس خیالی اصول کی عدم صحت پورے طور سے ثابت ہو جاتی ہے کہ ایک غیر مسلم ہم رعایا کی شہادت ایک مسلمان کے خلاف ناجائز ہے۔ میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ قرآن میں، جو اسلام کا صرف وہی الہامی قانون ہے، کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا، لہذا میں اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اگر ٹرکی یا ہندوستان میں اس بیجا عمل درآمد کی اصلاح میں کوئی دشواری واقع نہیں ہو سکتی، بشرطیکہ وہاں اس قسم کا کوئی قانون باقی ہو۔ اخیر میں میں اس بحث کو سر جارج کیمبل کی اوس رائے پر ختم کرتا ہوں، جو اونھوں نے مسلمانوں کے قانون شہادت پر دی ہے:-

"اون کے (اہل اسلام) پاس ایک ایسا نظام قانون موجود ہے جو اوس زمانے کی ترقی کے لحاظ
"سے جب وہ مدون کیا گیا تھا، تو کچھ برا نہیں تھا۔ اون کے قانون شہادت کا بہت سا حصہ جابرانہ اور
"غیر معقول ہے۔ مثلاً: وہ مقدمات جن میں چشم دید گواہوں کا ہونا ضروری ہے، یا بعض واقعات اور جرائم
"کے ثابت کرنے کے لئے گواہوں کی تعداد، اور اکثر مواقع میں کفار کی شہادت کا عدم جواز، اور بہت
"سی صورتیں۔ لیکن باوجود اس کے ہم کو اون کی ان غلطیوں پر طعن و تشنیع کرنا زیبا نہیں، کیونکہ ابھی
"تھوڑا ہی زمانہ گزرا ہے کہ ہمارا قانون شہادت بھی ایسا ہی خراب تھا، اور ابھی تک اوس کی پوری اصلاح
"نہیں ہوئی۔ مسلمانوں کے قانون شہادت کے جس خاص مسئلے پر ہم بڑی شدت سے غیض و غضب
"ظاہر کرتے ہیں، یعنی غیر مذہب والوں کی شہادت کا عدم جواز، تقریباً یہی وہ مسئلہ قانونی ہے جس کو ہم نے

[1] "نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار" از قاضی شوکانی، جلد ۸، صفحہ ۵۵۵، مطبوعہ مصر

سکونت پذیر ہون، ممکن ہے کہ وہ ان کے مذہبی جلوس مین خلل انداز ہوے ہون، یا ٹرکی جج اور دوسرے افسر "کافر[۱]" کے بارے مین غیر مہذب اور ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنے کے مرتکب ہوے ہون، اور ممکن ہے کہ اونہون نے باب عالی کی کسی عیسائی رعایا کو مقامی نظم و نسق مین کسی بالائی یافت کے عہدے پر مقرر نہ کیا ہو، یا اونھون نے عیسائیون کی مدرسے اور دوسرے نظامات رفاہ عام بند کردیے ہون۔ اگر یہ تمام شکایتین، جو والس کونسل مانگ نے کی ہین، صحیح بھی مان لی جائین، تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سب کچھ "اسلام کے ناممکن التبدیل قانون" کی بدولت ہے، جس سے میری مراد اسلام کا الہامی قانون قرآن ہے۔ ممکن ہے کہ بعض تنگ دل اور تنگ خیال متعصب ترکون نے یہ کارروائیان کی ہون، لیکن اس سے اسلام کے قانونِ قرآن پر کوئی حرف نہین آسکتا، اور بنابرین اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہت آسانی سے ان برائیون کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اگر بعض متعصب ترکون نے مذہبی مزاحمتون کی نوبت یہان تک پہنچادی ہے، تو ہمارا یہ قیاس غلط نہ ہوگا کہ اس کی تہ مین روسی سازش چھپی ہوئی ہے اور ممکن ہے کہ روسی دلال سلسلہ جنبانی کر رہے ہون۔

---

[۱] اسلامی فقہ مین کسی ذمی کو "یا کافر" اور "یا عدو اللہ" کے الفاظ سے مخاطب کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور ایسے شخص کے لئے سزا مقرر کی گئی ہے، جو غیر مسلم رعایا کی تکلیف دہی یا دل آزاری کے لئے ایسے غیر مہذب الفاظ استعمال کرے۔ "در المختار" کا مصنف "قنیہ" (تصنیف نجم الدین زاہدی، متوفی ۶۵۸ھ) سے نقل کرتا ہے کہ "ایک ذمی کو "یا کافر" سے خطاب نہ کرنا چاہیے، اور جو شخص اس لفظ سے مخاطب کرکے اوس کا دل دکھاتا ہے وہ گنہگار ہوتا ہے۔"

مصنف "رد المحتار شرح در المختار" اس فقرہ کی شرح مین کہ "جو شخص اس لفظ سے مخاطب کرکے اوس کا دل دکھاتا ہے، وہ گنہگار ہوتا ہے" کہتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال کرنے والے کے لئے قانونی سزا مقرر کی گئی ہے۔ مصنف "بحر" کی بھی یہی رائے ہے۔ مصنف "در المختار" نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے، لیکن صرف "نہر" کا مصنف اس پر معترض ہے۔" ("رد المحتار" جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ مصر)

"مسٹر لانگ ورتھ، انگلش کانسل جنرل متعینہ بلگریڈ نے اپنی گورنمنٹ کو رپورٹ کی کہ عیسائی مفسدین
"سرویا مین بھیجے گئے ہین، اور ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانون کے سے نام اختیار کرین،
"اور دوسرے عیسائیون پر حملے کرین، تاکہ ایک عام شور اور غوغا برپا ہو جائے"۔ ۵۱

گرجا کے گھنٹے بجانے کی ممانعت۔

۲۹ - مسٹر میکال نے وائس کونسل مالنگ کے حوالے سے ایک اور قابل اعتراض مثال بیان کی ہے، جس سے اسلام کے ناممکن التبدیل قانون کی رو سے مذہبی آزادی کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ :-

"ایسے مقام پر چرچ کا گھنٹہ نہ بجایا جائے جہان مختلف مذاہب کے لوگ یکجا رہتے ہون، حالانکہ
"عیسائی خصوصیت کے ساتھ اس کو عزیز رکھتے ہین"۔ ۵۲

اب اس پر غور کرنا چاہیئے کہ گھنٹون کا بجانا از روے مذہب منع نہین کیا گیا، بلکہ برخلاف اس کے اسلامی فقہ مین صراحتہً اس کی اجازت دی گئی ہے۔ شمس الائمہ سرخسی نے، جو ساتوین صدی ہجری مین حنفی مذہب کے بڑے مسلم فقیہ گزرے ہین، اپنی کتاب "محیط" مین گرجاؤن مین گھنٹے بجانے کو جائز قرار دیا ہے۔ اگر کسی ایسے مقام پر گھنٹے بجانے کی اجازت نہین دی گئی، جہان باہم مختلف ملت و مذہب کے لوگ رہتے ہین تو یہ ایک انتظامی امر ہے، تاکہ امن عامہ مین خلل نہ پڑے، اس کو مذہبی مزاحمت سے کچھ تعلق نہین۔

"مسٹر جان مل لکھتے ہین کہ "ترکون کے یہان مثل انگریزون کے ایک قانون ہے جس کی رو سے کنیسہائے
"مخالف مین مروجہ (ڈی سنٹنگ چرچ) کے منارون پر گھنٹے بجانے کی ممانعت ہے۔ مسٹر فری مین کہتے
"ہین کہ بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ گرجا کے گھنٹون کا معاملہ نہایت خفیف ہے، لیکن ہمارے
"مدبرون [illegible] خیال نہین، کیونکہ [illegible] سے مسٹر [illegible] الیٹ متعینہ قسطنطنیہ کو اس کی اطلاع دی،
"[illegible] کو وزیر اعظم ترکی کے سامنے پیش کیا، وزیر اعظم نے اس کی ذرا بھی

۵۱ کیس کی جنگ [illegible] ۔ ۵۲ لن [illegible] ری ویو [illegible] اگست ۱۸۹۱ء [illegible]

" پروانہ کی، لیکن مسٹر کونسل ہوم سے دریافت کیا کہ اس معاملے مین تمہاری کیا راے ہے؟ اونہون نے
" اس کے جواب مین لکھا کہ:-

" واقعہ نفس الامری یہ ہے کہ عیسائیون کو ایک زمانہ دراز سے سواے گھنٹون کے استعمال کے ہر قسم
" مذہبی آزادی حاصل ہے، لیکن اس ایک حق کے نہ دئے جانے سے، جس کو وہ اپنی مذہبی آزادی
" اور مقبولیت کا نشان اور ثبوت سمجھتے ہین، دوسری مسلّمہ رعایتین بھی بے وقعت ہوئی جاتی ہین، اگر
" اون کو گھنٹے بجانے کی اجازت بھی مل گئی تو پھر اون کو مذہبی آزادی کے متعلق کسی قسم کی شکایت باقی
" نہ رہے گی، اور اون کو گورنمنٹ کی نیک نیتی پر اعتماد کلی ہوجائے گا، سمجھدار مسلمان اس پر بالکل راضی
" ہین اور حیدر آفندی خود اس کے سرانجام دینے کا وعدہ کرتے ہین یہ کس قدر مسرت کا موقع ہے
" کہ یہ پرزور کوششین رائگان نہ گئین، اور تین ہفتے کے بعد مسٹر فری مین نے یہ رپورٹ بھیجی:-

" مین خوشی کے ساتھ اس امر کی اطلاع دیتا ہون کہ گزشتہ اتوار سے اس شہر کے ارتھوڈکس
" چرچ مین گھنٹہ بجنا شروع ہوگیا ہے، اور مسلمانون نے اس کی کچھ پرواہ بھی نہین کی، یہ سچ ہے کہ
" گھنٹہ نہایت چھوٹا ہے، اور اوس کی آواز بہ نسبت گھنٹے کی گونج کے گھڑی کی آواز سے زیادہ مشابہ
" ہے، لیکن اب جب کہ ابتدا ہوگئی ہے تو ترک رفتہ رفتہ اس کے عادی بھی ہوجائین گے، اور غالبًا
" اوس وقت بھی مزاحمت نہ کرین گے جب کہ گھنٹہ نہایت زور شور کے ساتھ بجے گا۔" ۵۱

تعمیر گرجا کے بارے مین کانسل پال گریو کی راے۔

۵۴ - مذہبی مزاحمت کی ایک دوسری قابل اعتراض مثال یہ بیان کی گئی ہے:-

" گرجا تعمیر کرنے کی آزادی چھین لی گئی ہے، اور بعض اوقات بلا کسی معقول عذر کے بالکل ممانعت کر دی
" جاتی ہے، اس سے ایسے مقام پر بے انتہا فتنون کا سامنا ہوتا ہے، جہان مختلف مذاہب و ملل
" کے لوگ ملے جلے رہتے ہین" ۵۲

---

۵۱ "برٹش ادونٹ ٹرکی" (معاملات ٹرکی)، نمبر ۳، صفحہ ۱۸، ۵۹، ۶۹ وغیرہ - اور "آٹومانس اِن یورپ" مصنفہ جے ہل صفحہ ۱۰۲ یا ۱۰۴، مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء - ۵۲ "کنٹمپریری ریویو" اگست ۱۸۹۱ء، صفحہ ۲۷۲ -

لیکن کونسل پال گریو کی شہادت بالکل ہمارے بیان کے برعکس ہے، وہ بڑے زور کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:-

"عیسائی رعایا کو مذہبی آزادی اور مساوات کے متعلق کوئی شکایت کی وجہ نہیں ہے، اس میں
" کچھ شک نہیں کہ ایک نئے گرجا کی تعمیر کے لئے سلطان کی منظوری ضروری ہے، لیکن ایک نئی مسجد
" بنانے کے لئے بھی یہی شرط ہے، یہ اجازت دونوں صورتوں میں یقیناً نہایت آسانی کے ساتھ
" مل جاتی ہے۔ گھنٹے لٹکائے اور بجائے جاتے ہیں، صلیبیں اور تصویریں نکالی جاتی ہیں، اور مذہبی
" لباس ہر جگہ اور علانیہ پہنے جاتے ہیں۔"[1]

فقہ اسلامی اور گرجاؤں کی تعمیر

۱۴۳ - ازروئے فقہ اسلامی شہروں میں غیر مسلم رعایا کو نئی عبادت گاہیں بنانے کی ممانعت ہے، لیکن اسلامی قصبوں اور گاؤں میں ایسی عمارتیں بنانے کی اجازت ہے "ہدایہ" کا مصنف لکھتا ہے کہ:-

"احادیث میں آیا ہے کہ اسلامی ممالک میں کنیسہ اور بیعہ بنانا ناجائز ہے، لیکن اگر یہودیوں اور
" عیسائیوں کے قدیم معبد گرنے لگیں یا مسمار ہو جائیں تو ان کو ان کی مرمت کی پوری آزادی ہے،
" کیونکہ عمارتیں ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتیں، اور چونکہ امام نے ان لوگوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے
" کی اجازت دی ہے تو لازمی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس نے ان کو اپنی عبادت گاہوں کے
" از سر نو بنانے یا درست کرنے کی ممانعت نہیں کی۔"[2]

میں اس مسئلے پر دو مختلف پہلوؤں سے بحث کروں گا۔ اول اس حیثیت سے کہ فقہی کتابیں اسلامی ممالک میں عیسائی رعایا کے نئے گرجا تعمیر کرنے کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہیں اور دوسرے اس پہلو سے کہ اس قانون کا ماخذ کیا ہے۔

---

[1] "دی آٹومانس ان یوروپ" مصنفہ جان مل صفحہ ۲۶۴، لندن ۱۸۶۶ء۔

[2] "ہدایہ" مترجمہ ہملٹن جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ یا اصل جزو ۲ صفحہ ۴۴۰ کلکتہ۔ جس بنا پر قدیم گرجاؤں کے مرمت کرنے اور از سر نو بنانے کی اجازت دی گئی ہے اسی بنا پر نئے گرجاؤں کے تعمیر کی اجازت بھی ملنا چاہیے۔

اسلامی شہرون کی تقسیم

۲۴۲ ۔ مسلمان فقہانے اسلامی شہرون کو تین حصون مین تقسیم کیا ہے :۔

(۱) وہ شہر جن کی بنا صرف مسلمانون نے ڈالی ہے، مثلاً: کوفہ، بغداد، بصرہ اور واسط ۔ ایسے شہرون مین نئے گرجا بنانے کی اجازت نہین، لیکن اگر اس نئے شہر کے احاطے مین قدیم گرجا آجائین، جیسے قاہرہ مین، تو وہ بحال رکھے جائین گے، اور اون کو مسمار نہین کیا جائے گا ۔

(۲) وہ شہر جن کو مسلمانون نے بزور شمشیر فتح کیا ۔ ان شہرون مین نئے کنیسے اور بیعے تعمیر کرنے کی اجازت نہین، لیکن جو پہلے سے موجود ہون وہ بدستور قایم رکھے جاتے ہین، اور اون کی مرمت کی بھی اجازت ہے ۔

(۳) وہ شہر جو مخاصمین کی باہمی مصالحت سے فتح ہوئے ہین اگر معاہدے مین یہ شرط ہے کہ زمین تو غیر مسلمون کی رہے گی اور اوس کی مالگزاری مسلمانون کو دیجائے گی، تو وہان گرجاؤن وغیرہ کی تعمیر جائز ہوگی ۔ اور اگر معاہدے مین یہ شرط ہو کہ مکانات پر فاتحون کا قبضہ ہوگا، اور مفتوح ٹکس ادا کرین گے تو گرجاؤن وغیرہ کا بنانا کم و بیش اطاعت نامے کے شرائط پر موقوف ہوگا ۔ اگر یہ شرط کی گئی ہے کہ غیر مسلم رعایا کو نئے گرجا بنانے کی اجازت دی جائے گی تو یقیناً نئے گرجاؤن کی تعمیر سے باز نہین رکھے جاسکتے[51] ۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد جو فقہا حنفیہ مین سب سے قدیم سند مانے جاتے ہین، اپنی کتاب "سیر الکبیر" مین غیر مسلم رعایا کو ایسے شہر مین گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دیتے ہین جہان اگرچہ مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہون لیکن اون کی تعداد اپنے مسلمان ہم وطنون سے بہت زیادہ ہو[52] ۔

تنقیح احادیث بابت تعمیر گرجا

۲۴۳ ۔ فقہا نے اسلامی شہرون مین کنیسہ اور بیعہ تعمیر کرنے کی ممانعت مین صرف ایک حدیث پیش کی ہے، وہ ایک حدیث ہے جس کا حوالہ "ہدایہ" کے مصنف نے دیا ہے: ۔

[51] "فتح القدیر" شرح ہدایہ بحوالہ "قدوری" جلد ۲، صفحہ ۳۷۰ تا ۳۷۶ ۔

[52] فتح القدیر شرح ہدایہ، صفحہ ۲۶۳، مطبوعہ لکھنو ۔

جس کے لفظ یہ ہین:

"لا خصاء فی الاسلام ولا کنیسہ" [1] یعنی "اسلام خصی ہونے اور کنیسہ بنانے کو جائز نہین کرتا"

اس حدیث کو بیہقی نے بیان کیا ہے، اور ساتھہ ہی اس کو ضعیف بھی بتایا ہے - ابن عدی نے بھی اسی قسم کی ایک حدیث عمر کی روایت سے بیان کی ہے، جو پیغمبر اسلام تک پہنچتی ہے۔ لیکن اوس کا راوی نہایت مجروح و مقدوح ہے - اس حدیث کے سلسلہ رواۃ مین تین راوی کم و بیش ایسے ہین جو غیر معتبر خیال کیے جاتے ہین سعید بن سنان کو احمد نے ضعیف بتلایا ہے اور ابن معین محمد بن عطار کو ابو زرعہ نے کذب کے جرم مین مرتکب ٹھہرایا ہے۔ تیسرا راوی سعید بن عبد الجبار بھی ضعیف ہے، اور اس کی روایت بھی متروک ہے [2]

احمد اور ابو داود نے ایک اور حدیث بروایت ابن عباس بیان کی ہے کہ "ایک ملک مین دو قبلون کا ہونا جائز نہین"۔ یہ حدیث مرسل ہے، اور اس کا ایک راوی قابوس بن حسین بن جندہ سچا نہین مانا جاتا - علاوہ اس کے، اس حدیث کو نئے گرجاؤن کی تعمیر کی ممانعت سے بھی تعلق نہین - یہ کوئی انتظامی یا عدالتی امر نہین ہے، بلکہ ایک اخلاقی نصیحت ہے کہ ایک ہی مذہب مین مختلف فرقے نہونا چاہئین - قطع نظر اس کے کنیسے اور بیعے عیسائیون اور یہودیون کے "قبلے" نہین ہین - اور اگر اس حدیث کو اس سے کچھ تعلق بھی ہو - تو بھی ہم کسی عبادت گاہ کی اجازت ہی نہونا چاہیے، خواہ وہ نئی ہو یا پرانی حالانکہ قرآن پرانی عبادت گاہون کے قائم رکھنے اور مرمت کرنے کی اجازت دیتا ہے، اور ساتھہ ہی عہد نامے کے شرائط معہودہ کے مطابق نئے گرجاؤن کی تعمیر بھی جائز قرار دیتا ہے -

بیہقی نے ابن عباس سے ایک اور حدیث اسی مضمون کی بیان کی ہے کہ "ان تمام شہرون مین جو مسلمانون نے بنائے ہین نہ کنیسے اور بیعے تعمیر ہو سکتے ہین نہ ناقوس بجائے جا سکتے ہین" - یہ حدیث بھی قابل اعتبار نہین - اس کا راوی حنش مشتبہ شخص ہے اور خود

---

[1] "ہدایہ" صفحہ ۴۶۰ مطبوعہ کلکتہ [2] "بنایہ شرح ہدایہ" معروف بہ عینی جلد ۲ صفحہ ۸۰۴ مطبوعہ لکھنو -

ابن عباس علم فقہ مین مستند نہین مانے جاتے۔

قرآن مین گرجاؤن کی تعمیر کے خلاف کوئی حکم نہین۔

۳۴- اوپر جو جرح وقدح کی گئی ہے، اوس سے یہ امر واضح ہوگیا ہوگا کہ اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کو نئے معابد بنانے کی ممانعت مین کوئی کافی دلیل موجود نہین، اور یہ صراحتہً صرف مذہب کے پردے مین اندھا دھند جوش وتعصب مذہبی کا نتیجہ ہے۔ مذہب اسلام غیر مسلم رعایا کو اپنی عبادت گاہون کے بنانے سے ہرگز منع نہین کرتا، اگر ایک اسلامی سلطنت ایسی صورت مین گرجا بنانے کی اجازت نہین دیتی، جہان مختلف مذاہب کے لوگ ملے جلے رہتے ہون، تو یہ صرف ایک انتظامی امر ہے، اور اس کی مخالفت ہمیشہ دوسرے فرقون کے عیسائیون کی طرف سے ہوتی ہے۔

عیسائی بڑے عہدون سے کبھی محروم نہین رکھے گئے۔

۳۵- وائس کونسل بالنگ، جن کا ذکر ایک پہلے فقرے مین ہوچکا ہے، عیسائیون کی دوسری شکایت کو ان الفاظ مین بیان کرتے ہین:-

"باب عالی کی عیسائی رعایا کو کبھی مقامی انتظام مین بڑی آمدنی کے عہدے نہین دئے جاتے،
" سوا ایک مثال کے جس سے کسی اصول کی بنیاد نہین پڑ سکتی"۔ [۱۵]

مین اس کے جواب مین ایک ایسے شخص کی بے لاگ شہادت پیش کرتا ہون، جو "ٹرکش پالیسی" کا نہایت قابل وقعت ذاتی علم اور کامل تحقیق رکھتا ہے وہ لکھتا ہے کہ:-

"سلطنت عثمانیہ پندرہ بیس سال سے رفتہ رفتہ اپنی عیسائی رعایا کو بڑے بڑے ملکی عہدے دے رہی ہے
" اس واقعیت سے اس قدر متواتر انکار کیا گیا ہے۔ اور یہ بات کہ غیر مسلم رعایا کو اعلیٰ عہدے نہین دئے جاتے
" اس قدر اصرار سے کہی گئی ہے کہ اب اس کے متعلق کوئی سیدھا سادہ بیان کافی نہین ہوسکتا۔ اس
" لئے مین اس موقع پر جہان تک مجھ سے ممکن ہے ایک فہرست ان لوگون کی درج کرتا ہون جو
" بڑے بڑے عہدون پر ممتاز کئے گئے ہین۔ اس کی ایک کامل فہرست تو صرف قسطنطنیہ ہی مین
" تیار ہوسکتی ہے، ہر ایک شخص کا مختلف عہدہ اور درجہ بہ ترتیب لکھا جاتا ہے، اور جو لوگ مر گئے

---

[۱۵] "کنٹمپررری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷۲-

” ہین اون کا نام پہلے درج کیا گیا ہے، اور اون کے ”شروع مین“ ”م“ کا نقطہ لکہا گیا ہے، جو لوگ
” اپنی خدمتون سے علیحدہ ہو گئے ہین اون کے نام کے پہلے ”ع“ لکہا گیا ہے، جو ابہی امیدوار
” ہین اور کوئی عہدہ ملنے تک نصف تنخواہ پر کام کرتے ہین اون کے ساتھہ ”ام“ لکہا گیا ہے، اور
” اور جن نامون پر کوئی نشان نہین لگایا گیا، وہ اب تک ملازم ہین اور اون کے نام اخیر مین درج کئے
” گیے ہین -

” . . . .

” . . . .

” یہ فہرست بہت وسیع ہو سکتی ہے، لیکن سوا‌ے قسطنطنیہ کے اور کہین صحت کے ساتھہ تیار نہین
” ہو سکتی - مذکورہ افسر اپنے اختیارات اور رسوخ سے سیکڑون عیسائیون کو چہوٹے چہوٹے عہدون پر
” مامور کر دیتے ہین، اور یہ لوگ اپنی لیاقت اور محنت سے مسلمانون کو ہٹا کر اون کی جگہہ پر قابض ہو جاتے
” ہین - محکمہ جنگی، پبلک ورکس، محکمہ بحری، دار الضرب، ٹیلیگراف، ریلوے اور خاص باب عالی
” بہی ہر درجے کے عیسائیون سے پر ہے، اور اس دس سال کے عرصے مین اس سلسلے مین بہت
” کچہہ ترقی ہوئی ہے“ سلہ

ترکون کی قابل تقلید مسامحت

اسلامی سلطنتین دنیا کے مختلف حصون مین مذہبی آزادی دینے مین ہمیشہ مشہور رہی ہین، اور ترک تو خصوصیت کے ساتھہ اس معاملے مین نہایت نیک نام ہین - مین اس کے ثبوت مین ریورنڈ سائرس ہملن کی شہادت پیش کرتا ہون، جو ایک زمانۂ دراز تک، ایک امریکن مشنری کی حیثیت سے، ترکی مین رہ چکے ہین - اونھون نے اپنے ایک لکچر مین، جو اکتوبر سنہ [illegible] ء مین، بمقام بوسٹن دیا، یہ کہا کہ :-

---

سلہ ”امنگ دی ترکس“ (ترکون مین)، مصنفہ سائرس ہملن، صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۷ - عبارت مقتبس مین جہان جہان نقطے دیے گئے ہین وہان سائرس ہملن نے ایک نہایت طویل فہرست ترکی کے اعلی عیسائی عہدے دارون کو نقل کی ہے، جو اردو مین غیر ضروری سمجہہ کر چہوڑ دی گئی ہے -

" ٹرکی افسر عموماً مہربان ہوتے ہین، تمام تکالیف اور مصائب جو پراٹسٹنٹ مشن کو ٹرکی مین جھیلنا پڑتی ہین"
" اس کے بانی وہ عیسائی پیشوا اور مجالس کلیسا تھے جو پراٹسٹنٹون کے مخالف ہین - ترک فطرةً متحمل المزاج
" واقع ہوئے ہین - قرآن مین خصوصیت کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اہل کتاب کو، یعنی اون مذاہب
" کو جو الہامی کتب رکھتے ہین، آزادی دینا چاہیے، اور اس حکم کے بموجب عیسائیون کے متعدد
" فرقے اور یہودی سلطنت کی حفاظت مین آ گئے ہین - .... روس اور ترکون
" مین یہی تو فرق ہے - کہ ٹرکی مین عیسائیون کے تمام فرقے مسلمانون کی طرح آزادی کے ساتھ خاص
" اپنے مدرسے اور کنیسے قایم کر سکتے ہین، اور دوسرے لوگون کو اپنے مذہب مین بھی داخل کر سکتے
" ہین، لیکن روس مین کسی روسی کو یہ اجازت نہین کہ وہ سلطنت کے کلیسا سے منحرف ہو سکے،
" اور نہ کسی بت پرست یا مسلمان تاتاری ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سوا سے سلطنت کے کلیسا کے
" کوئی دوسرا مذہب قبول کر سکے، ورنہ سزا کا مستوجب ہوگا - ترک لڑائی کے وقت نہایت خونخوار
" اور وحشی ہین، لیکن صلح کے زمانے مین بہت متحمل المزاج ہوتے ہین - مسیحی مذہب اور نیز رعایا
" کے حق مین یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ ترک یورپ مین رہین، بہ نسبت اس کے کہ روس قسطنطنیہ پر قابض
" ہو جائے" [۵۱]

٧٣ - مین اس موقع پر ٹرکون کی بے تعصبی کی چند مثالین بیان کرتا ہون، جو اوںھون نے گزشتہ اور موجودہ زمانے مین اپنی عیسائی اور یہودی رعایا سے برتین -

ٹرکی مساحمت کی چند مثالین

وارنا کے محاصرے (۱۸۲۸ء) مین ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے ثابت ہو گیا - کہ عیسائیون کے مختلف فرقون کی بہ نسبت ترکون کی بے تعصبی بدرجہا بالاتر ہے -

کرنل جیمس بیکر لکھتے ہین کہ :-

" ایک شخص جارج برنیسکو درچرنے، جو گریک چرچ کا بیرِ تھا، ایک روسن کیتھولک شخص ہنیاڈس سے

[۵۱] "بوسٹن جرنل"، بحوالہ بیرن ہنری ڈی ورمس، در کتاب "انگلش پالیسی ان دی ایسٹ"، مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۴ -

" پوچھا کہ " اگر تم فتح یاب ہوئے تو تم کیا کروگے ؟ اُس نے جواب دیا کہ "تمام باشندون کو جبراً
" رومن کیتھولک بناؤن گا" اس کے بعد برنیکو وچ سلطان کی خدمت مین گیا، اور اون سے
" بھی یہی سوال کیا - وہان سے یہ جواب ملا کہ مین ہر مسجد کے قریب ایک ایک گرجا بناؤن گا، اور تمام
" لوگون کو اجازت دون گا کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق خواہ مسجدون مین سجدہ کرین، یا گرجاؤن
" مین صلیب کے سامنے جھکین، جب اہل سرویا نے یہ سنا تو اونھون نے لیٹن چرچ کے محکوم
" بننے کے مقابلے مین سلطان کی اطاعت کو زیادہ پسند کیا" [۵۱]

یہ سلطان محمد ثانی کا ذکر ہے، ان کے عہد مین بوسینیا اور بلگیریا کے بہت اعیان و اشراف نے اسلام قبول کیا - سلطان سلیم اول جیسے سخت آدمی کو بارہا مفتی نے اوس کے ظالمانہ مقاصد سے روکا، اور صاف صاف اون سے یہ کہدیا کہ عیسائیون کو قتل کرنا یا اون کو اپنے مذہب پر عمل کرنے سے روکنا اسلام کے مقدس احکام کے بالکل خلاف ہے، سلطان نے بھی اس کو تسلیم کیا -

ایک مرتبہ کسی مفتی سے دریافت کیا گیا کہ "اگر گیارہ مسلمان کسی ایسے عیسائی کو بے گناہ قتل کرڈالین جو بادشاہ کی رعیت ہو، اور جزیہ بھی ادا کرتا ہو، تو کیا کیا جائے گا؟" مفتی نے جواب دیا کہ اگر ایک ہزار اور ایک مسلمان بھی ہون گے تب بھی وہ سب کے سب قتل کئے جائین گے" [۵۲]

ترکو ن

ٹرکی کی ترقی پذیر تہذیب و شائستگی

۲۸ - ٹرکی نے حقیقی طور پر ظاہر کردیا ہے کہ وہ جدید خیالات کے اثر سے بالکل بیگانہ نہین تھی - اور اس مین بھی شک نہین کہ ان خیالات نے مسلمانون کے متعصب جمہور انام پر نہایت دھیمی رفتار کے ساتھ اثر کیا، لیکن یہ دعوٰی نہین کیا جاسکتا کہ اس زیر بحث زمانے مین یورپ کے کسی حصے مین بھی ان خیالات کا قابل ذکر اثر نہ تھا -

[۵۱] "ٹرکی ان یورپ"، مصنفہ جیمس بیکر، ایم، اے، صفحہ ۲۷۹ -

[۵۲] "ٹرکی ان یورپ" مصنفہ بیکر، صفحہ ۱۶۲ -

" خود انگلستان مین، جارج سوم کے زمانے مین، تعصب اور مذہبی عدم آزادی گورنمنٹ کے اصول
" مسلّمہ مین داخل تھی، اور یہ تعصب و عدم آزادی مذہب جن شکلون مین ظاہر ہوتی تھی وہ صرف وحشیانہ ہی
" نہین بلکہ تکلیف دہ ہوتی تہین - ایک صدی نہین گزری کہ فرانس مین ٹینٹس (مقام) کے شاہی فرمان
" کی تنسیخ[۵۱] کے بعد بے شمار مظالم ٹوٹ پڑے، اور "ری وولوشن" کے زمانہ تک ہر وقت اون مظالم کے
" اعادے کا امکان تہا - یورپ کے دوسرے حصون مین رومن کیتھولک پراٹسٹنٹون پر ظلم و ستم کرتے
" رہتے تہے، اور پراٹسٹنٹ رومن کیتھولکون پر - اور روس کا گریک چرچ تو ان دونون کا دشمن تھا - ایسے
" وقت مین جب کہ ٹرکی سے بہت زیادہ مہذب و متمدن ممالک نے (مذہبی آزادی کے مسئلے مین) کوئی
" معتدبہ ترقی نہین کی تہی، تو اس بارے مین ٹرکی نے جو کچھ پیش قدمی اور ترقی کی، خواہ وہ کتنی ہی خفیف
" تہی، وہ ایک امید دلانے والا واقعہ تہا، اور آیندہ اوس سے بہت زیادہ ترقی کی امید کی جاسکتی تہی،
" بشرطیکہ یورپ بہی عقل و انصاف کے اصول کا صحیح احساس رکہتا -

[۵۱] فرانس کے فرمان روا ہنری چہارم نے پندرہ اپریل ۱۵۹۸ء کو بمقام ٹینٹس ایک شاہی فرمان شایع کیا تھا، جس مین فرانس کی تمام مذہبی لڑائیون کا خاتمہ کر دیا گیا تہا، اور جس مین پراٹسٹنٹون کو رومن کیتھولکون کے برابر پولیٹیکل حقوق دیے گئے تہے، اور فوجی و عدالتی رعایات بہی اون کے ساتہہ کی گئی تہین، لیکن یہ آزادی بعض امرا اور چند شہرون کے باشندون ہی کو حاصل ہوئی تہی، اور خاص شہر پیرس، اور اوس کے قرب و جوار، اور چرچ کے محکوم شہر اس نعمت سے محروم رکہے گئے تہے - یہ فرمان تاریخون مین "اڈکٹ اوف ننٹس" کے نام سے مشہور ہے -

اس کے بعد، بجائے اس کے کہ یہ رعایتین فرانس کے تمام پراٹسٹنٹون کو حاصل ہوتین، اون پر اولٹی مصیبت یہ نازل ہوئی کہ تقریباً ستاسی برس کے بعد فرانس کے سنگدل بادشاہ لوئی چہاردہم نے ۲۲، اکتوبر ۱۶۸۵ء کو سنگدل ہنری کے فرمان کی تنسیخ مین ایک دوسرا شاہی فرمان شایع کیا، اور پراٹسٹنٹون کو جو کچھ تہوڑی بہت حریت حاصل ہوئی تہی وہ بہی چہین لی، جس کا یہ تباہی بخش نتیجہ نکلا کہ اس فرمان کی اشاعت کے بعد فرانس کے تین لاکہہ باشندے اپنا پیارا وطن چہوڑنے پر مجبور ہوے، اور ہالینڈ، پرشیا، انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ، اور امریکہ مین جا پناہ گزین

"اکثر یہ رائے دی گئی ہے کہ معاملات ٹرکی مین روس کی مسلسل مداخلت نے اون مظالم کو اور زیادہ سنگین
" بنا دیا، جس مین عیسائی مبتلا رہتے تھے، اور بجائے اچھا زمانہ بلانے کے اور مزاحمتون اور رکاوٹون مین
" پھنسا دیا۔ سلطنت عثمانیہ مین عیسائیون کی حالت کبھی ایسی نہین ہوئی جیسی اوس بیس برس کے
" عرصے مین جو ۱۸۵۶ء اور ۱۸۷۶ء کے درمیان گزرا، جب کہ عہدنامہ پیرس نے ٹرکی کو (یورپ کی) غیر
" محتاط فراخ حوصلگی کی دست برد سے محفوظ کیا" [۵۱]

یورپ مین روس کے مقابلے مین ٹرک زیادہ پسند کئے جاتے ہین۔

۳۹ - سلطان عبدالمجید خان کی عزت و احترام مین ہمیشہ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اونھون نے اپنی ٹرکی رعایا کو مذہبی مسامحت کے خیال سے مالوف و مانوس بنا دیا۔ ارل آف شیفٹری نے ۱۰ مارچ ۱۸۵۴ء کو ہاوس آف لارڈز مین اسپیچ دیتے ہوئے اس امر کا اعتراف کیا کہ موجودہ سلطان نے ہمیشہ پراٹسٹنٹون کے ساتھ یکسان آزادی اور فیاضی سے سلوک کیا ہے۔ اوس موقع پر اونھون نے روس کے اوس شاہی اعلان پر بھی لعنت و ملامت کی جس مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ انگلینڈ اور فرانس، جو بالآخر زار کی عالی حوصلگیون کو روکنے کے لئے ایک اتحاد کرنے والے ہین اسلام کی طرف داری مین لڑ رہے ہین، اور روس عیسائیت کی حمایت مین۔ اونھون نے یہ بھی کہا کہ یہ کوئی مذہبی مسئلہ نہین ہے، بلکہ اس کا تعلق اصول انصاف سے ہے، اگر مجکو ان دونون مین سے کسی ایک کے پسند کرنے کے لئے مجبور کیا جائے، تو مین روسی تہذیب کے مقابلے مین ترکی تہذیب کو بے انتہا پسند کرون۔ ٹرکی مین عیسائیون کو جو کچھہ تکلیفین جھیلنا پڑین، اون مین سے اکثر و بیشتر اپنے ہاتھون: آپس کے مذہبی جھگڑون اور سازشون یا گریک چرچ کے پادریون کی ہوا و ہوس کی بدولت اوٹھانا پڑین۔ باب عالی نے اپنے تمام ممالک محروسۂ عثمانیہ مین کتابون، مشنریون، مطبعون اور ترقی و تنصر کے تمام ذریعون کو پوری آزادی کے ساتھہ اجازت دے رکھی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳ - ہوئے جس مین ہر قسم کے عالم و فاضل اور صناع و باکمال لوگ شریک تھے۔ یہ فرمان تاریخون مین "ناسخ فرمان تنظیمات" کے نام سے مشہور ہے۔ (اختر)

[۵۱] "کیسل کی تاریخ جنگ روس و روم" صفحہ ۲۶۹۔

برخلاف اس کے روس کی سرحد اس قسم کی (علمی و مذہبی اشیا) کی درآمد کے لیے نہایت سختی کے ساتھ مسدود کردی گئی ہے، اور تیس سال سے بائبل کی ایک جلد بھی کسی ملکی زبان مین (ان حدود مین) شایع نہین ہوئی ہے - ارل آوف شیفری نے ٹرکی معاملات مین روس کی بیجا مداخلت کے پوشیدہ محرکات کا سرچشمہ روس کے اوس رشک و حسد کو قرار دیا، جو پراٹسٹنٹ عیسائیون کے حق مین ٹرکی کی مسامحت سے، اوس کے دل مین پیدا ہوا - اونہون نے اس بات کو نہایت مدلل طریقون سے ثابت کیا کہ اگر عثمانی سلطنت کے بجاے روسی حکومت آئے تو مذہبی آزادی بجاے ترقی کرنے کے مفقود ہوجائے گی -

"اصول معدلت، انتظام مملکت، تشخیص ضرائب، تعلیم اور مذہبی مسامحت کے متعلق گزشتہ تیس یا پچیس
" سال کے عرصے مین نہایت قابل اطمینان اصلاحین شروع کی گئی ہین - اور گو بدرجۂ اتم نہ سہی لیکن
" ایک حد تک اون پر عمل درآمد بھی ہونے لگا ہے بلکہ ۱۸۵۶ء کے فرمان نے، جو جنگ کریمیا کے خاتمے
" کے بعد جاری ہوا، عیسائیون کے حقوق مین بہت کچھ اضافہ کیا، اور اون کو آزادی کے ساتھ رہنے اور
" اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دی - کرنل جیمس بیکر کہتے ہین کہ کچھ نئے قوانین بنانے کی
" ضرورت نہین ہے، بلکہ اون ہی قوانین کا جاری کردینا کافی ہے جو پہلے سے موجود ہین - ایک
" لائق ٹرک نے کرنل موصوف سے کہا کہ ہمارے ملک کو اس بات کی سب سے بڑی ضرورت ہے
" کہ اندرونی انصاف اور بیرونی انصاف ہو - یہ فقرہ قابل تعریف صداقت و لطافت اور نکتہ بینی
" سے بھرا ہوا ہے" [۵۱]

۴۰ - ٹرکی نے گزشتہ تیس سال کے عرصے مین تنزل کرنے کے بدلے، بہ نسبت دوسرے ممالک کے، تمدنی اور اخلاقی امور مین، اور نیز مذہبی مسامحت مین بہت زیادہ ترقی کی ہے، اور درحقیقت ان ایام مین ٹرکی نے حیرت انگیز مذہبی مسامحت کا اظہار کیا ہے - سر جارج کیمبل، جو انڈین سول سروس مین ایک نہایت مشہور شخص ہین، اور جو ایک ایسے شاہد ہین

نفقدی ہے نہو مسامحت

[۵۱] کیس کی تاریخ جنگ روس و روم، صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۰ -

جن کو ٹرکی گورنمنٹ سے مطلق ہمدردی نہین، اپنے خاص مشاہدے سے بیان کرتے ہین کہ یہودیون اور عیسائیون کے ساتھ سلطنت عثمانیہ کی مسامحت "حد سے زیادہ" ہے[۵۱] باوجود ان تمام مخالف شہادتون کے ریورنڈ ملکم میکال ترکون پر مذہبی تعصب کا الزام لگاتے ہین۔

ذمی اور جسب نبی

۱۴ - اسلامی فقہ، خواہ کتنی ہی سختی اور تعصب مذہبی کا ملزم ٹھیرایا جاسکتا ہو، لیکن اس پر بھی وہ اپنی غیر مسلم رعایا کے حق مین اس انتہائی درجے پر نرم اور وریادل ہے کہ وہ اُن کو "سب نبی" (جیسے بدتہذیبی کے فعل پر بھی) اوس حفاظت سے خارج نہین کرتا جس کی ذمے داری اون کے جزیہ ادا کرنے کے معاہدے پر کی گئی ہے۔ مین اس مضمون کے متعلق "ہدایہ" کا ایک فقرہ نقل کرتا ہون :-

" اگر کوئی ذمی جزیہ ادا کرنے سے انکار کرے، یا کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے، یا
" سب نبی کرے، یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے، تو اس سے اوس کا معاہدۂ اطاعت معدوم نہین
" ہوجائے گا، کیونکہ ذمیون کا قتل کرنا جس بنا پر ملتوی کیا گیا ہے وہ جزیہ کا (صرف) تسلیم
" کرلینا ہے، نہ کہ حقیقی طور پر اوس کا ادا کرنا، اور جزیہ تسلیم کرلینے کا معاہدہ ابھی تک باقی ہے
" . . . ہمارے (حنفی) فقہا کی رائے مین سب نبی، صرف ایک کلمۂ کفر ہے جو ایک کافر سے
" سرزد ہوا ہے، اور جب کہ اوس کا کفر معاہدۂ اطاعت کے وقت مانع معاہدہ نہین ہوا،
" تو یہ نیا کفر اوس معاہدۂ اطاعت کو ساقط بھی نہین کرسکتا"[۵۲]

قرآن مین ارتداد واجب التعذیر فعل نہین

۴۲ - اسلامی اصلاحون پر نکتہ چینی کرنے والا ریورنڈ، سر اے کیمبل کی رائے نقل کرتا ہے جس مین یہ بیان کیا گیا ہے :-

---

[۵۱] "کیسل کی تاریخ جنگ روس و روم" صفحہ ۲۳ -

[۵۲] "ہدایہ" مترجمہ چارلس ہملٹن، جلد ۱ ۲۲۱ - یا اصل عربی، جلد ۲ صفحہ ۴۱۴، مطبوعہ کلکتہ

" عیسائی سور و نفرت وحقارت قرار دئے گئے ہین، اور یہی قرآن کی تعلیم ہے"

اور پہر وہ خود لکھتا ہے کہ:-

" اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان کا مذہب تبدیل کرائے تو اوس کو بہی موت کی سزا دی جائے گی، اور

" مذہب تبدیل کرنے والا مسلمان بہی قتل کیا جائے گا"

قرآن مین کسی جگہہ عیسائیون سے نفرت وحقارت کی تعلیم نہین دی گئی، اور جب مین یہ خیال کرتا ہون تو مجہے افسوس ہوتا ہے کہ سر اے کیمبل جیسا کونسل جنرل قرآن سے ایسی گہری ناواقفیت کی مصیبت مین بتلا ہو، اور یہ جو ارتداد کی سزا موت بتائی جاتی ہے تو یہ کوئی پیغمبر اسلام کا قانون نہین ہے، اور نہ قرآن نے الحاد کی کسی دنیاوی سزا کا فتویٰ دیا ہے۔

مین یہان قرآن کی اون چند آیات کو نقل کرتا ہون جو ایک مسلمان کے ارتداد مذہب سے تعلق رکہتی ہین۔ ریورنڈ مسٹر میکال کو یہ دیکھہ کر حیرت ہوگی کہ ان مین سے کسی ایک آیت مین بہی ارتداد کی سزا موت نہین بتلائی گئی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے قرآن اون لوگون کو معاف کرتا ہے جو کسی مسلمان کو اوس کے مذہب سے منحرف کرین۔

(۱۰۳) ودکثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً، حسداً من عند انفسہم، من بعد ما تبین لہم الحق، حتی یاتی اللہ بامرہ، ان اللہ علی کل شئی قدیر۔
(البقرہ ۲)

(۱۰۳) (مسلمانو!) اکثر اہل کتاب باوجودیکہ اون پر حق ظاہر ہوچکا ہے (پہر بہی) اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہین کہ تمہارے ایمان لائے پیچہے پہر تم کو کافر بنا دین، تو معاف کرو اور درگزر کرو یہان تک کہ خدا اپنا (کوئی اور) حکم صادر کرے، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲۱۴) ... ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم، ان استطاعوا، ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وہو کافر، فاولئک

(۲۱۴) .... (یہ کفار) سلامت سے لڑتے ہی رہین گے یہان تک کہ اگر اون کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کردین، اور

حبطت اعمالہم فی الدنیا والاخرۃ ، واولئک اصحاب النار ، ہم فیہا خالدون -

(البقرہ ۲)

جو تم مین اپنے دین سے برگشتہ ہوگا ، اور کفر ہی کی حالت مین مرجائے گا ، تو ایسے لوگون کا کیا کرایا دنیا و آخرت (دونون جگہہ) اکارت جائے گا ، یہی اہل دوزخ ہین ، اور ہمیشہ دوزخ ہی مین رہین گے

(۸۰) کیف یہدی اللہ قوماً کفروا بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق ، وجاءہم البینات ، واللہ لایہدی القوم الظالمین -

(۸۰) خدا ایسے لوگون کو کیون ہدایت دینے لگا ، جو ایمان لائے پیچھے لگے کفر کرنے ، اور (زبان سے) اقرار کرچکے تھے کہ پیغمبر برحق ہے ، اور اون کے پاس (اس کے) کہلے ثبوت بھی آچکے ، اور اللہ ایسے ہٹ دھرم لوگون کو ہدایت نہین دیا کرتا -

(۸۱) اولئک جزاؤہم ان علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین - (آل عمران ۳)

(۸۱) ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا کی اور فرشتون کی اور لوگون کی سب کی پھٹکار -

(۸۲) خالدین فیہا ، لایخفف عنہم العذاب والاہم ینظرون - (آل عمران ۳)

(۸۲) یہ ہمیشہ اسی (پھٹکار) مین رہین گے ، نہ تو اون سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا ، اور نہ اون کو مہلت ہی دیجائے گی -

(۸۳) الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا ، فان اللہ غفور رحیم (آل عمران ۳)

(۸۳) مگر جن لوگون نے ایسا کئے پیچھے توبہ کی اور (اپنی) اصلاح کرلی ، تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

(۸۴) الا الذین کفروا بعد ایمانہم ، ثم ازدادوا کفراً لن تقبل توبتہم ، واولئک ہم الضالون -

(آل عمران ۳)

(۸۴) جو لوگ ایمان لائے پیچھے پھر گئے اور اون کا کفر بڑھتا چلا گیا ، تو ایسون کی توبہ کبھی قبول نہین ہوگی ، اور یہی لوگ گمراہ ہین

(۵۹) یا ایہا الذین امنوا، من یرتد منکم عن دینہ، فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ، اذلۃ علی المؤمنین، اعزۃ علی الکافرین، یجاہدون فی سبیل اللہ، ولا یخافون لومۃ لائم، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ واسع علیم۔
(المائدۃ ۵)

(۵۹) مسلمانو! تم مین سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے، تو خدا ایسے لوگ موجود کردے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا، اور جو اوس کو دوست رکھتے ہون گے، مسلمانون کے ساتھ نرم، کافرون کے ساتھ کڑے (اپنی حفاظت کرنے اور اون کے حملے روکنے مین) (اور جو) خدا کی راہ مین کوشش کرین گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا (کچھ) خوف نہین کرینگے، یہ خدا کا (ایک) فضل ہے، جس کو چاہے دے، خدا (بڑا) وسعت والا اور علیم ہے۔

یہ ہے اسلام کا وہ الہامی قانون جس مین مرتدون کے ساتھ بے انتہا سماحت کی گئی ہے۔ اگر ٹرکی مین بسبب بدلنے مذہب کے اون کے ساتھ کسی قسم کا جابرانہ اور متعصبانہ برتاؤ ہوتا ہے تو کوئی وجہ نہین کہ سلطان ٹرکی اوس کی اصلاح نہ کرین۔

احکام فقہ متعلق بہ مرتدین

۴۳ - ریورنڈ میکال غلطی سے جس فقہ کو اسلام کا "ناقابل التبدیل قانون" لکھتے ہین وہ مرتد کے حق مین موت کا فتویٰ تجویز کرتا ہے، لیکن فقہا اون اسباب وعلل کے تشخیص کرنے مین باہم مختلف الرائے ہین جن پر یہ فتویٰ دیا جاتا ہے، وہ اوس مرتد کے حق مین موت کا فتویٰ دین گے جو اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرتا ہے، لیکن ایسی حالت مین مرتد کا معاملہ بالکل بدل گئی، کیونکہ یہ فتوائے موت بربنائے ارتداد نہین دیا گیا، بلکہ اپنے بادشاہ کے برخلاف بغاوت کے سنگین جرم کی پاداش مین دیا گیا ہے۔

سزائے مرتد بحث

۴۴ - فقہا نے مرتدون پر سزائے موت جاری کرنے کی دو وجوہ پیش کئی ہین، جو "ہدایہ" مین بیان کی گئی ہین۔

پہلی وجہ، یہ بیان کی گئی ہے کہ قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ "مشرکون کو قتل کرو" (التوبہ ۹- آیت ۵)

دوسری وجہ کی بنیاد اسی مضمون کی ایک حدیث پر رکھی گئی ہے کہ "جو شخص اپنا مذہب بدلے اوس کو قتل کرو" لیکن یہ دونوں وجوہ ضعیف اور بے بنیاد ہین-

پہلی وجہ کا بطلان تو اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ (اس استدلال مین) اون متعدد آیات کے مضامین سے اغماض کیا گیا ہے، جو خصوصیت کے ساتھ مسئلہ ارتداد سے تعلق رکھتی ہین اور جن کو ہم نے بیالیسوین فقرے مین نقل کیا ہے، اور نیز اس استدلال کا ضعف اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ فقہا نے سورۂ توبہ کی پانچوین آیت کا صرف ایک غیر مربوط ٹکڑا پیش کیا ہے جس کو مسئلہ زیر بحث سے کچھ تعلق نہین۔ سورۂ توبہ کی آیت اون اہل مکہ سے تعلق رکھتی ہے جنھون نے حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تھا، اور جنھون نے باوجود عہد و پیمان کے اوس قبیلے پر سخت ظلم و تعدی کی تھی جس نے اون کے خلاف معاہدہ تاخت و تاراج سے تنگ آکر مسلمانون کے زیر حمایت پناہ لی تھی[۵۱] علاوہ اس کے اس آیت مین "مشرکین" سے بحث کی گئی ہے، اور اسی نام سے اہل مکہ موسوم کئے گئے ہین، اور مجھے اس بات کے تسلیم کرنے مین تذبذب ہے کہ "مرتدین" "مشرکین" کے لفظ سے تعبیر کئے جاسکتے ہین یا نہین-

اب رہی وہ حدیث جس پر دوسری وجہ کی بنیاد رکھی گئی ہے، سو میری راے مین چونکہ یہ حدیث قرآن کی اون آیات کے مخالف ہے، جو اوپر نقل کی گئی ہین، لہذا نا قابل اعتبار ہے- علاوہ برین اس حدیث مین اصول تنقید حدیث کے مطابق کوئی ایسی علامت موجود نہین جس سے صحیح اور موضوع حدیث مین امتیاز کیا جاتا ہے- بخاری لکھتے ہین کہ اونھون نے ابو النعمان سے سنا، اور نعمان نے حماد سے، اور حماد نے ایوب سے، اور ایوب نے عکرمہ کی سند پر یہ بیان کیا، اور عکرمہ کہتا ہے کہ ابن عباس نے پیغمبر کے قول کے حوالے سے یہ لکھا کہ

[۵۱] دیکھو سورہ توبہ، آیات ۱ تا ۱۵؛ خصوصاً آیات ۲، ۴، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۳-

جو اپنا مذہب بدلے اوس کو قتل کرڈالو" [۱]

اس حدیث مین پیغمبر و ابن عباس کے درمیان، اور عکرمہ و ابن عباس کے درمیان فصل واقع ہو گیا ہے۔ نہ تو ابن عباس یہ کہتے ہین کہ اونہون نے پیغمبر سے اس حدیث کو سنا، اور نہ عکرمہ یہ کہتے ہین کہ اُنہون نے بلا واسطہ ابن عباس سے یہ قول لیا۔ اس طرح پر حدیث کے راویون کا سلسلہ مسلسل نہین رہتا۔ اسلئے یہ حدیث قابل اعتبار نہین ہو سکتی عکرمہ کا چال چلن مجروح ہے کیونکہ اوسکی سچائی مشتبہ ہے اگر اس حدیث و متمسکہ کے لفظون پر خیال کیا جائے تو ہر قسم کے تبدیل مذہب کی سزا موت قرار پاتی ہے، خواہ ایک غیر اسلامی عقیدہ ترک کر کے دوسرا غیر اسلامی عقیدہ، یا خود مذہب اسلام ہی کیون نہ اختیار کیا جائے، اور یہ بالکل خلاف عقل اور فعل عبث ہے۔

تنقیح احادیث متعلق بہ ارتداد۔

۴۵۔ مسئلہ ارتداد کے متعلق چند اور حدیثین بھی ہین، جو ایسی ہی غلطی مین ڈالنے والی اور ناقابل اعتبار ہین۔

بخاری اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ جب معاذ ابو موسیٰ کے پاس آیا تو دیکھا کہ ابو موسیٰ کے پاس ایک شخص پابہ زنجیر کھڑا ہے، معاذ نے ابو موسیٰ سے پوچھا کہ "اس شخص پر کیا مصیبت پڑی ہے؟" ابو موسیٰ نے جواب دیا کہ "یہ ایک یہودی ہے، جس نے مذہب اسلام قبول کیا تھا، اور اب پھر یہودی ہو گیا ہے" اس پر معاذ نے کہا کہ "جب تک یہ شخص قتل نہ ہوے گا مین نہ بیٹھون گا" اور استدلال یہ کہا کہ "خدا اور اوس کے رسول کا یہی حکم ہے" [۲]

اب اگر یہ حدیث صحیح ہے تو معاذ اپنی فانی رائے کو خدا اور اوس کے رسول کی طرف منسوب کرنے مین یقیناً غلطی پر تھا، کیونکہ ہم قرآن مین اس قسم کا کوئی حکم نہین پاتے۔

بیہقی اور دار قطنی نے متعدد سلسلہائے روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت ام مروان مرتد ہو گئی، پیغمبر نے کہا کہ اوس کو توبہ کرنے کی ہدایت کرنا چاہیے، اور اگر توبہ نہ کرے گی

---

[۱] "بخاری"، کتاب استتابۃ المرتدین، باب حکم المرتد والمرتدۃ۔

[۲] "بخاری"، کتاب استتابۃ المرتدین، باب حکم المرتد والمرتدۃ ۔۔

تو قتل کردی جائے گی" لیکن نقاد حدیث مقر ہین کہ یہ سلسلہ روایت ضعیف ہے، اور مجھے اس مین کچھہ شک و شبہ نہین کہ یہ سلسلہ رواۃ اون لوگون کی تائید کی غرض سے وضع کیا گیا تھا جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ مرتد عورت بھی قتل کی جائے، اور اوس گروہ کے خلاف مین جو اس پر مُصر تھا کہ صرف مرتد مرد ہی اس انتہائی سخت سزا کے مستوجب ہین -

اسی مضمون کے متعلق حضرت عائشہؓ سے بھی ایک حدیث مروی ہے، جس مین ایک مرتد عورت کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس پیغمبر نے یہ حکم دیا تھا کہ "وہ جنگ احد کے روز اپنے گناہ سے توبہ کرے، ورنہ قتل کی جائے گی" اس حدیث کو بیہقی نے بھی بیان کیا ہے، لیکن اس کی صحت کی نسبت شبہ ہے [۵۱]

احمد توفیق آفندی کا معاملہ

۴۶ - احمد توفیق آفندی کے معاملے کو، جس کی نسبت مسٹر میکال لکھتے ہین کہ "وہ صرف اس علمی کام کے جرم مین سزاے موت کا مستحق قرار پایا کہ اوس نے ایک معمولی انگریزی دعا کی کتاب کے ترکی ترجمے کو صحیح کیا تھا"[۵۲] مسئلہ ارتداد سے کچھہ تعلق نہین - اگر وہ اپنا مذہب بدل لیتا، یا عیسائی ہوجاتا تو کوئی اوس کے فعل مین کچھہ مداخلت نہ کرتا، اوس پر جو الزام لگایا گیا وہ یہ تھا کہ اوس نے مذہب اسلام کی توہین کی، اور اس طرح مسلمانون کی فیلنگ کو صدمہ پہنچایا، اور اس وجہ سے امنِ عامہ خلائق مین خلل پڑجانے کا قوی اندیشہ تھا ٹرکی وزیر خارجہ نے ۱۵ جنوری ۱۸۸۰ء کو سر ہنری لیارڈ کو صراحتہً اور صاف صاف لکھا کہ اس معاملے کو مذہبی آزادی یا برلن میمورنڈم یا قرآن سے کچھہ تعلق نہین - اگر احمد آفندی اپنا مذہب بدل لیتا تو کسی شخص کو اس سے بدسلوکی کرنے [illegible] اور اوس کے [illegible] کا حق نہین تھا

احمد آفندی پر [illegible]

پر جو الزام لگایا گیا اوس [illegible]

---

[۵۱] نیل الاوطار از [illegible] شوکانی [illegible]

[۵۲] کنٹمپریری ریویو اگست ۱۸۸۱ء [illegible]

مراعات مین اوس کو جائز رکھے گی۔

انگریزی قانون متعلق بہ کفر

۷۴۔ مسٹر ایوالڈ، انگریزی قانون متعلق بہ کفر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ :۔

"کفر کے معنی ہین خدا کی ہستی یا اوس کی قدرت سے انکار کرنا مسیح کی شان مین کلمات تحقیر و تذلیل
" کا استعمال کرنا ہی قانوناً جرم سزایافتنی ہے۔ شاہ جیمس اول (۱۶۰۳ء تا ۱۶۲۵ء) کے قانون کی
" رو سے تھیٹرون مین خدا، یا مسیح، یا تثلیث مقدس کے نام کو تمسخر یا حقارت کے ساتھ لینے
" کی سزا دس پونڈ ہے۔ انجیل مقدس کی شان مین حقارت آمیز الفاظ کا استعمال کرنا ہی کفر ہے، اور
" اس کی سزا جرمانہ، قید، یا جسمانی سزا ہوسکتی ہے۔" [۵۱]

" قانون وصیت، نمبر ۹ اور ۱۰، ضمن سوم، سی ۳۲ کی رو سے، اگر کوئی شخص جس نے عیسائی
" مذہب مین تعلیم و تربیت پائی ہے، یا جس نے خود مذہبی عیسوی قبول کیا ہے تحریر سے، طباعت
" سے، تعلیم سے، یا پند و موعظت کے ذریعہ سے، مذہب مسیحی کی صداقت یا انجیل مقدس کے الہامی
" ہونے سے انکار کرے، یا یہ ظاہر کرے کہ ایک سے زیادہ خدا ہین، تو اوس کے بہت سے سول
" حقوق تلف ہوجائین گے، اور اگر دوبارہ یہی جرم سرزد ہو تو تین سال کے لئے قید کیا
" جائے گا۔" [۵۲]

مسلمانون کا فقہی قانون جرم ارتداد کی سزا معین کرنے مین بہت نرم ہے۔ "تنویر الابصار" کا مصنف لکھتا ہے کہ :۔

" کسی مسلمان کے ارتداد پر اوس وقت تک فتوائے کفر نہین دیا جائے گا جب تک کہ اوس کے
" الفاظ کا کوئی عمدہ محمل پیدا ہوسکتا ہو، یا جب کہ اوس کے کفر مین اختلاف رائے ہو، اگرچہ کہ اس

---

[۵۱] "آور کانسٹی ٹیوشن: این اپی ٹوم آف آور چیف لاز اینڈ سسٹم" (ہماری گورنمنٹ کے مہتم بالشان قوانین اور طرز سلطنت کا خلاصہ)، مصنفہ چارلس ایوالڈ، لندن ۱۸۶۷ء، صفحہ ۱۰۸۔

[۵۲] کتاب مذکورہ بالا، صفحہ ۱۶۶ تا ۱۶۷۔

"اختلاف کی بنیاد غیر صحیح احادیث ہی پر کیون نہو" لے

۴۸ - اسلامی فقہ مین ارتداد بغاوت کے مساوی سمجھا گیا ہے، لہذا یہ مسئلہ پولیٹیکل مباحث مین شریک کیا گیا ہے، نہ کہ قانون فوجداری مین ارتداد بہی گورنمنٹ کی بغاوت کے ہم پلہ خیال کیا جاتا تھا، اور اکثر اُس کے ساتھ ہتیارون کی جہنکار بہی ہوتی تھی، اور یہی وجہ ہے کہ فقہ نے مرتد عورت کے قتل کا فتوی نہین دیا، کیون کہ وہ بادشاہ کے خلاف ہتیار اوٹہانے اور معرکہ آرا ہونے کی قابلیت نہین رکہتی ۵۲

ارتداد و بغاوت فقہ مین ایک سمجھے جاتے ہین۔

۴۹ - ٹرکی مین مرتدین کے متعلق فقہ کا طرز عمل بہت کچھ بدل گیا ہے، اور بمقابلہ روس کے مختلف کلیساؤن کے عیسائیون کو بہت زیادہ آزادی دی گئی ہے - ریورنڈ سائرس ہملن اِس امر کی شہادت دیتے ہین کہ ٹرکی مین مسیحی مذہب قبول کرنے کی کوئی سزا تجویز نہین کی گئی ہے - ریورنڈ موصوف گزشتہ نصف صدی مین مذہبی آزادی کے متعلق تحریر کرتے ہین کہ :-

گورنمنٹ ٹرکی کی مذہبی آزادی پر سائرس ہملن کی رائے

"تمام عیسائی دنیا کے رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ مشن اپنے اپنے مشاغل کے ساتھ
"سلطنت کے ہر حصے مین پھیلے ہوئے ہین، اور گورنمنٹ اون کی حفاظت کرتی ہے - ہر فرقے
"کے عیسائی اور یہودی آپس مین ایک دوسرے کا مذہب قبول کر سکتے ہین، اور اون کی حفاظت
"کی جاتی ہے، اور اس بارے مین ہی کچھ کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانون کو بہی عیسائی مذہب
"قبول کرنے مین زیادہ آزادی دی جائے، جیسا کہ ہم گزشتہ باب مین ذکر کر چکے ہین پہلے کی طرح تبدیل
"مذہب پر موت کی سزا نہین دی جاتی، لیکن مذہب بدلنے والون کو عوام الناس سے ہر قسم کی
"ایذا رسانی کا اندیشہ لگا رہتا ہے، اور بعض شہرون مین، مثل قسطنطنیہ اور سمرنا کے اون کو اگر
"کبہی خوف نہین ہوتا - مسلمانون کو اس وقت تک کسی جگہ مسیحی مذہب قبول کرنے کی آزادی

۵۱ "در المختار"، کتاب الجہاد، باب المرتد صفحہ ۴۴۴، مطبوعہ مصر -

۵۲ "ہدایہ" جلد دوم صفحہ ۲۲۸ -

" نہین، اور نہ اوس وقت تک ہوسکتی ہے، جب تک کہ وہ لوگ خود بہت زیادہ روشن خیال نہ ہوجائین "[۵۰]

ٹرکی سلاطین نے سزاے ارتداد کو موقوف کردیا۔

۵۰- مدت ہوئی کہ سلطان نے اوس قانون کو منسوخ کردیا ہے جو مرتدون کے متعلق تہا جس سے تبعًا یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قانون احکام قرانی کے زمرے مین نہ تہا۔ مصنف مذکور لکہتا ہے کہ:-

" سر اسٹرٹیٹ فرڈیکینگ نے تمام سفراء دول یورپ کی تائید سے، جن مین سفیر روس شریک نہین تہا،
" اور جو اپنی خصومت کو چہپایا چاہتا تہا، نہایت سخت الفاظ مین یہ مطالبہ کیا، کہ مرتدون کے متعلق جو
" احکام ہین وہ قطعی منسوخ کردے جائین، اور پختہ وعدہ کیا جائے کہ پہر کبہی ایسا واقعہ پیش نہ آئے گا،
" ورنہ انگلینڈ ٹرکی کی یقینی تباہی کے لئے- اوس کے دشمنون سے مل جائے گا، نیز اوس نے اس پر
" بہی زور دیا کہ اس ناشائستہ قانون کو قرآن سے کچہہ تعلق نہین، بلکہ اس کا ماخذ ایک غیر معتبر حدیث
" ہے- وزیر اعظم نے ترکون کی تائید مین بہت کچہہ ہاتہہ پیر مارے، لیکن بالآخر اس مطالبہ کو
" منظور کرلیا۔

" اس کے بعد سر اسٹرٹیٹ فرڈ نے سلطان سے ملاقات کرنا چاہی، تاکہ وہ خود امیر المومنین اور
" خلیفہ پیغمبر کی حیثیت سے اوس کو منظور کرین محکمہ وزارت سے اس کا یہ جواب ملا کہ:-
" باب عالی اس کا پورا انتظام کرنے والی ہے کہ آیندہ کوئی عیسائی قتل نہ کیا جائے گا، اگرچہ وہ مرتد
" از اسلام ہو۔

" دوسرے روز سلطان نے دربار عام مین اپنی منظوری کا اظہار کیا، اور کہا کہ میرے ملک مین نہ
" مذہب مسیحی کی توہین کی جائے اور نہ عیسائیون کو اون کے مذہب کی بنا پر کسی قسم کی تکلیف
" پہنچائی جائے۔

" باب عالی کی اس خط وکتابت کی ایک ایک نقل ہر ایک بطریق کے پاس بہیجی گئی جس کے
" ساتہہ سلطان کا وعدہ بہی منسلک تہا، اگرچہ ابہی تک اس کے چہپنے کی نوبت نہین آئی تہی،

[۵۱] " اسٹنگ دی ٹرکس "، مصنفہ سائرس ہملن، صفحہ ۳۶۵ یا ۳۶۶، مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ع۔

" لیکن اس کا ترجمہ کیا گیا، متعدد نقلین کی گئین، اور بہایت کثرت کے ساتھ ملک کے تمام معززین
" مین تقسیم کی گئین۔
" فوراً تمام عیسائی اور اسلامی دنیا مین اس پر سخت مباحثہ چھڑ گیا کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا
" سلطان نے قرآن کے قانون کو بالائے طاق رکھ دیا؟ اس سے صراحتاً یہ ثابت ہو گیا کہ ایک،
" تو قانون قرآن مین نہین ہے، اور دوسرے یہ کہ قرآن قانون نہین ہے۔ لیکن اس آخری بات
" کا دعوی کرنا بالکل فضول ہے۔" [۵۱]

عیسائی قانون درباره مرتدین

۵۱ مسلمانون نے ارتداد کی یہ سزا عیسائیون سے لی، اور عیسائیون نے اپنے دور مین اوس کو یہودیون سے اخذ کیا۔ [۵۲]

اگر کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر یہودیت یا بت پرستی، یا اور کوئی مذہب باطلہ اختیار کر لیتا تھا، تو شہنشاہ کانس ٹین ٹی اس اور شہنشاہ جولین نے اوس کے لئے یہ سزا قرار دی تھی کہ اوس کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا جاے، شہنشاہ تھیوڈوسی اس اور ویلین ٹی نین نے اس پر یہ اور اضافہ کیا، کہ اگر یہ مرتد دوسرے لوگون کو بھی اسی جرم (مذہب باطل مذہب) کی ترغیب و تحریص دلائے، تو اوس کو سزاے موت دی جاے۔ بریکٹن کے زمانے مین، جو تیرھوین صدی کا قانون نویس تھا، انگلینڈ کے مرتد زندہ جلا دیے جاتے تھے۔ [۵۳]

کپٹن گرے لکھتے ہین کہ:-

" ڈیڑھ سو سال سے زیادہ عرصہ نہین گزرا، کہ ایک لڑکے نے، جس کا نام تھامس ایکن ہیڈ تھا،

---

[۵۱] "انگ دی ٹرکس"، صفحہ ۸۱ تا ۸۲۔

[۵۲] کتاب استثنا، باب ۱۳، ورس ۲ تا ۵۔ کتاب قضاة تا باب ۲۰، ورس ۱ تا ۵۔ اس جرم کی سزا موت بالرجم تھی

[۵۳] "شرح قوانین انگلستان"، مصنفہ بلک اسٹون، فصل ۴، صفحہ ۴۳، مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۴۱ع۔

" اپنے ذہبی عقیدون مین جو راسخ ظاہر کی کہ مسیح سے اعلیٰ درجے کے مقنن تھے ، اور اونہون نے
" بہ نسبت مسیح کے ایک زیادہ عقلی مذہب کی تلقین کی تھی ، اس لڑکے کو ان کلمات کفر پر ، اس کا ٹلینڈ
" مین ، پھانسی دی گئی - اور یہ ابھی حال کی بات ہے کہ قانونِ انگلستان کے بموجب عدالت مین اوس
" شخص کی شہادت ، جو مذہب عیسوی کی صداقت یا تثلیثِ مقدس کی صفات مین شبہ رکھتا ہو ،
" ایسی ہی بے بنیاد اور غیر معتبر سمجھی جاتی تھی جیسے ٹرکی قانون مین عیسائیون کی شہادت" ۱؎
مسیحی قانون مین ملحدون کو قتل کی سزا دی جاتی تھی :-

" چنانچہ شہنشاہ تھیوڈوسی اس اور جسٹی نی ان نے قدیم پیروانِ ڈو نے ٹس اور تابعان مانی
" کو موت کی سزا دی تھی اور انگلینڈ نے بھی شہنشاہ فریڈرک کے آئین مین اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ تمام اشخاص
" جن پر حاکم کنیسا کی طرف سے ، کوئی جرم قائم کیا جاتا تھا ، بلا امتیاز آگ مین جلا دیے جاتے
" تھے " ۲؎

معاہدون کی کامل پابندی

۴۵ - ریورنڈ مسٹر میکال خیال کرتے ہین کہ :-

" اسلامی فقہ کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے ، جس کی تصدیق علما کے بیشمار فتوون سے ہوتی
" ہے ، کہ جو معاہدہ دشمنانِ خدا اور رسول (یعنی غیر مسلمون) سے کیا جائے وہ توڑا جا سکتا ہے " ۳؎

ریورنڈ موصوف کے اور اقوال کی طرح اون کا یہ جملہ بھی محض بے بنیاد اور غلط ہے - ممکن ہے کہ اس قول کی تصدیق مین بہت سے ایسے خیالی فتوے موجود ہون جن کی شان مین "اصول" کا وسیع اور اہم لفظ استعمال کیا گیا ہے ، لیکن قرآن ، جو ایک مسلمان کے لئے اصل اصول ہے ، کبھی اپنے پیرون کو یہ حکم نہین دیتا کہ وہ غیرون کے ساتھ ایفاء وعدہ مین غفلت کرین ، بلکہ برخلاف اس کے وہ تمام مسلمانون کو یہ تاکید کرتا ہے کہ وہ تمام

۱؎ کتاب "آرمینین ، کرد اینڈ ٹرکس" ، مصنفہ جیمس کرے ، جلد ۱ ، صفحہ ۱۰۶ -

۲؎ بلیک اسٹون کی شرح قوانین انگلستان" ، فصل چہارم ، صفحہ ۴۵ -

۳؎ کنٹمپرری ریویو" اگست ، صفحہ ۲۷۳ -

باضابطہ معاہدے جو وہ مسلم یا غیر مسلم قومون کے ساتھہ کرین نہایت سختی کے ساتھہ اون کی پاسداری اور پابندی کرین -

(۴۶) اوفوا بالعہد، ان العہد کان مسئولا -

(بنی اسرائیل ۱۷ - آیت ۳۶)

(۴۶) اپنا عہد پورا کرو، بیشک (قیامت کے دن) اوس کی پرسش ہوگی -

(۴۷) الا الذین عاہدتم من المشرکین، ثم لم ینقصوکم شیٔا، ولم یظاہروا علیکم احدا، فاتموا الیہم عہدہم الی مدتہم، ان اللہ یحب المتقین -

(التوبہ ۹ - آیت ۴)

(۴۷) مگر ان مشرکون مین سے جن سے تم نے عہد کیا تھا، پھر اونھون نے (اپنا عہد پورا کرنے مین) تم سے کوئی کمی نہین کی، اور نہ تمھارے مقابلے مین کسی (تمھارے دشمن) کی مدد کی، تو جو مدت مقرر ہو چکی تھی اوس تک اون کا عہد پورا کرو، بیشک اللہ پرہیزگاری کرنے والون کو دوست رکھتا ہے -

گبن نے اپنی تاریخ مین، جہان مسلمانون کے اوس حملۂ شام کا ذکر کیا ہے، جو ۶۳۲ء مین خلیفہ اول کے ارشاد سے کیا گیا تھا، وہان اوس نے یہ امر بھی بیان کیا ہے کہ مسلمان جب ایک مرتبہ وعدہ کر لیتے ہین تو اوس پر بڑے شد و مد کے ساتھہ قایم رہتے ہین -

خلیفہ نے اپنی فوج کی روانگی کے وقت، اوس کی کثرت، اور آیندہ کامیابی کی توقع سے خوش ہو کر اپنے اہل فوج کو مفصلہ ذیل نصیحت کی :-

"جب تم خدا کی لڑائیان لڑو، تو مردانہ وار لڑو، لیکن اپنی فتوحات پر بچون اور عورتون کے خون
" کا دھبہ نہ لگاؤ - کوئی کھجور کا درخت ضائع نہ کرو، نہ اناج کے کھیتون کو جلاؤ - کوئی بار آور درخت
" نہ کاٹو، نہ مویشیون کو ہٹاؤ، سوا اون کے جو کھانے کے لئے ذبح کی جائین، اور جب تم کوئی معاہدہ یا شرط
" کرو تو اوس پر قایم رہو، اور اپنے قول اور فعل کو مطابق کرو"۔ [۱]

---

[۱] "رومن امپائر" مصنفہ گبن، مرتبہ ڈاکٹر ولیم اسمتھہ، جلد ۴، صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۲ -

خلیفۂ اول کے جانشین حضرت عمر نے، اپنے بستر مرگ پر، تاکید کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ میرا جانشین اہل کتاب کے ساتھ اپنے معاہدوں اور ذمہ داریوں کو کامل طور پر ملحوظ رکھے، اور نیز یہ ہدایت کی کہ اون کی حمایت مین اون کی طرف سے لڑے، اور اون پر ناقابل برداشت جزیہ نہ لگائے ۵۱

تیسری اور چوتھی قانونی غیر مساوات: اسلحہ اور جزیہ

۵۳- ریورنڈ موصوف نے قانونی محرومی کی جو تیسری اور چوتھی مثال پیش کی ہے، اور جس مین ایک اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا پھنسی رہتی ہے، وہ یہ ہے، اور یہ بار بار بیان کی جا چکی ہے کہ:-

"(۳) اسلامی حکومت مین عیسائی رعایا کو ہتیار رکھنے کی ممانعت ہے، اس قانون مین کبھی ترمیم و تنسیخ
"نہین ہوسکتی، چنانچہ ۱۸۷۵ء مین علماء قسطنطنیہ نے اس مسئلے کو ناقابل تنسیخ مسائل مین شمار کیا ہے۔
"(۴) ایک عیسائی کو زندہ رہنے کا حق حاصل کرنے کے لئے سالانہ زرفدیہ دینا پڑتا ہے، اور رسید کے
"فارم پر اس امر کی تصدیق کی جاتی ہے کہ اوس کو اور ایک سال کے لئے یہ استحقاق دیا گیا ہے کہ اوس کا
"سر اس کی گردن پر رہ سکے" ۵۲

مین مسلمانون کے الہامی قانون یا احادیث مین کسی جگہہ یہ نہین دیکھتا کہ عیسائی رعایا کو قانوناً اسلحہ رکھنے کا حق نہین ہے، مجھے تعجب ہے کہ ایک ایسی شرط پر کیون کر "ناقابل ترمیم قانون" کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ یہ فعل مصالح ملکی پر مبنی ہوسکتا ہے کہ رعایا کے بعض فرقے ہتیار نہ رکھہ سکین، خصوصاً مفسد اور سرکش لوگ، یہ محض ایک احتیاطی تدبیر ہے، لیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ کوئی مذہبی حکم یا ایک ناقابل ترمیم قانون ہے۔

جزیہ، جس کو مسٹر میکال نے سالانہ ضمانتہ الحیاۃ سے تعبیر کیا ہے، اوس کو گردن و سر کے تعلق سے کچھہ بحث نہین۔ یہ ایک ٹیکس ہے جو بالغ مردون پر بجائے جان و مال

---

۵۱ صحیح بخاری "کتاب المناقب، فصل عثمان - کتاب الجنائز، اور کتاب الجہاد۔

۵۲ کنٹمپرری ریویو، اگست، صفحہ ۲۷۳۔

کی امداد کے لگایا جاتا ہے، کیونکہ گورنمنٹ اپنی غیر مسلم رعایا سے نہ اخراجات جنگ کے لئے کچھ لیتی ہے، اور نہ اون کو ذاتی طور پر شرکت جنگ کی تکلیف دیتی ہے۔

چنانچہ "ہدایہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

"جزیہ لگانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ٹیکس بجائے اوس امداد کے عائد کیا جاتا ہے جو جان و مال کے ساتھ کی جاتی ہے"۔ [۵۱]

مذہب شافعی میں جزیے کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ:-

"جزیہ یا تو جان کی حفاظت کے بدلے میں واجب الادا ہے، یا اسلامی حدود میں رہنے کے معاوضے میں ہے"۔ [۵۲]

لیکن یہ کسی مسلمان فقیہ، یا مسلّمۂ فقہ حنفی و شافعی کی رائے نہیں ہے کہ جزیہ کوئی سالانہ ضمانة الحیاة ہے، جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہو کہ اگر کوئی غیر مسلم رعایا اوس کے ادا کرنے سے انکار کرے تو اوس کا سر اوڑا دیا جائے۔ بلکہ برخلاف اس کے اگر کوئی غیر مسلم رعایا اس سالانہ ٹیکس کے ادا کرنے سے انکار کرے تو اوس کا معاہدۂ امان فسخ نہیں ہو سکتا، جیسا کہ میں اکتالیسویں فقرے کے آخر میں "ہدایہ" سے ثابت کر چکا ہوں۔ علاوہ اس کے فقہ حنفی میں یہاں تک نرمی برتی گئی ہے کہ اگر کسی کے ذمے دو سال کا جزیہ باقی ہو تو صرف ایک سال کا وصول کیا جائے۔

"ہدایہ" میں بیان کیا گیا ہے:-

"اگر کسی ذمی پر دو سال کا جزیہ چڑھ جائے، تو یہ دونوں سال ملا دئے جائیں گے، یعنی صرف ایک سال کا جزیہ لیا جائے گا۔ "جامع الصغیر" میں لکھا ہے کہ اگر کسی ذمی سے سال کے گزر جانے تک جزیہ وصول نہیں کیا گیا، اور دوسرا سال آپہنچا، تو پچھلے سال کا ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ یہ امام ابوحنیفہ

---

[۵۱] "ہدایہ" جلد ۲، صفحہ ۲۱۲۔

[۵۲] "ہدایہ" جلد ۲، صفحہ ۲۱۵۔

"کی راے سے بہتر ہے۔"

وہ قلیل ٹیکس جو عیسائی رعایا ٹرکی سلطنت کو دیتی ہے

۴۵ - بہت کم سلطنتیں ایسی نکلیں گی جو گزشتہ سال کے بقایا ٹیکس کے معاف کرنے میں اسلامی سلطنت کی فیاضی کا مقابلہ کر سکیں، تاہم ریورنڈ میکال اسلامی فقہ پر تنگی اور سختی کا الزام لگاتے ہیں، رسید کا وہ فارم جس کا حوالہ ریورنڈ موصوف نے دیا ہے، میں اوس کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ وہ میری نظر سے نہیں گزرا، لیکن فقہ اسلام اس دعوی بے دلیل اور اس مسئلے سے بالکل بری ہے جو وہ اوس کے سر تھوپتے ہیں۔

"باب عالی کی غیر مسلم رعایا جو ٹیکس ادا کرتی ہے، وہ فوجی خدمات سے مستثنیٰ ہونے کے معاوضے
" میں لگایا گیا ہے۔ گزشتہ سرکاری حسابات کی رو سے اس ٹیکس کی آمدنی پانچ لاکھ اسی ہزار چار سو تینتیس
" پونڈ ہوتی ہے۔ . . . .

"اس مقصد کے لیے ۱۸۵۵ء میں بعض اضلاع کی مردم شماری کا سرسری اندازہ لگایا گیا، تو یہ قاعدہ مقرر
" کیا گیا کہ نظام، یعنی باقاعدہ فوج، کی سالانہ بھرتی کے لیے ایک سو اسی بالغ مردوں میں سے ایک رنگروٹ
" ہونا چاہیئے، باقی ہزار ساڑھے پانچ (غیر مسلم) حصے کے آدمیوں کے بجائے روپیہ دے، یعنی
" ایک رنگروٹ کے بجائے پانچ ہزار پیاسٹر (اکتالیس پونڈ بارہ شلنگ) اس حساب سے ٹیکس کی سالانہ
" مقدار فی عیسائی - ۲۸ پیاسٹر، یا قریبا پانچ شلنگ دس پنس سالانہ ہوتی ہے - اور وہی ٹیکس ہے
" جس کی نسبت تمام دنیا میں ایک شور مچا ہوا ہے، اور اون عیسائیوں کے حق میں سخت ظلم سمجھا جاتا
" ہے جو صرف پانچ شلنگ دس پنس سالانہ ادا کرنے پر فوجی خدمت سے مستثنیٰ کر دیئے جاتے ہیں۔
" حالانکہ ایک مسلمان کو اسی خدمت سے بچنے کے لئے پینتالیس پونڈ سے لیکر نوے
" پونڈ تک ادا کرنا پڑتے ہیں۔"[۲]

فوجی خدمت سے عیسائیوں کا مستثنیٰ ہونا اور اوس سے ٹرکی گورنمنٹ کو نقصانات

۴۶ - ٹرکی کے عیسائی قطعی طور پر فوجی خدمت سے مستثنیٰ کیے گئے ہیں، اس کی کچھ ہی وجہ کیوں نہ ہو، خواہ سلطان ان سے خائف ہوں، یا اور کوئی دوسرا سبب ہو۔

---

[۲] "ترکی ان یورپ" مصنفہ فیمس بیکر، صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲ - ترجمہ انگریزی - ۲۱۷ صفحہ ۲ جلد "برایہ"

لیکن جب کہ صرف مسلمان ہی اپنے خون سے ٹیکس ادا کرتے ہین، تو پھر عیسائیون کو اپنے اس فوجی خدمت کے استثنا پر کوئی شکوہ و گلا نہ کرنا چاہیئے - فوج بھرتی کرنے کے جبریہ قاعدے کا جان ستان اثر جن لوگون پر پڑتا ہے، وہ عیسائی نہین ہین، بلکہ صرف مسلمان ہین، لیکن عیسائی اس پر بھی اس قاعدۂ استثنا کو اپنی عدم مساواۃ مدارج کے ثبوت مین شکایۃً پیش کرتے ہین - ترک اپنے قدیم حقوق: "تمرس" "زیامت" ، "دبے" اور "التمغہ" سے بالکل محروم کر دیئے گئے ہین، اور اون پر ٹیکس وہی عائد کیے گئے ہین - جو ترکی کی عیسائی رعایا کو دینا پڑتے ہین، اور مزید برآن فوجی خدمت انجام دینے پر الگ مجبور کیے جاتے ہین -

ہر ایک جوان ترک پر "آرمی" (محکمہ بری) مین پانچ سال تک اور "نیوی" (محکمہ بحری) مین سات برس تک فوجی خدمت کا انجام دینا لازمی ہے، اور اس انقضاے میعاد کے بعد وہ اور سات سال تک "ریزرو" (ردیف) مین رکھا جاتا ہے - اوس کو تقریباً ہمیشہ مسلح رہنا پڑتا ہے، اور اس کی اس عملی خدمت کا زمانہ کم سے کم بھی دس سال سے کم نہین ہوتا - اگر کوئی اس خدمت سے مستثنی ہونا چاہے تو دس ہزار پیاسٹر ادا کرے، جو کم و بیش بیانوے پونڈ ہوتے ہین، حال آن کہ ایک عیسائی رعایا کو اس خدمت سے بچنے کے لئے اپنی جوان سالی کے ہر ایک سال کے معاوضے مین اوسطاً سالانہ پچپن پیاسٹر، یا چار شلنگ چھ پنس ادا کرنا پڑتے ہین، اور اگر کوئی ترک "ردیف" مین خدمت انجام دینے سے بچنا چاہے تو اوس کو (رقم مذکورہ کے علاوہ) ڈیڑھ سو پونڈ اور زیادہ دینا پڑتے ہین -

مسٹر بن کلیر اور مسٹر بروفی لکھتے ہین کہ :-

"رومیلیا مین ایک شخص محمد آغا ساکن اداجک کے قبضے مین اس قدر زمین ہے جس مین بونے کے لئے تین دکیہ [illegible] غلے کی ضرورت پڑتی ہے، اس کے پاس دو جوڑیان بھینسون کی بھی ہین - اوسکو علاوہ [illegible] تین سو کی پیاسٹر [illegible] پراپرٹی ٹیکس کے ادا کرنا پڑتے ہین -

[illegible] شخص غیر مسلم [illegible] پر کے زمین و جوار کا رہنے والا جو چند کھیتون کا مالک ہے

" اور جن مین کے بونے کے لئے پانچ سو کیل غلے کی ضرورت پڑتی ہے، اور جو آٹھ جوڑیان بھینسون کی
" رکھتا ہے، اوس کو بھی سالانہ تین سو پیاسٹر ادا کرنا پڑتے ہین۔
" اس طرح پر اس عیسائی کی ابتدا ہی بہت سے فوائد کے ساتھ ہوئی۔ لیکن محمد آغا کے چھ بیٹے ہین،
" جن مین سے پانچ فوجی خدمت انجام دے رہے ہین، اور سب سے بڑا بیٹا دس ہزار پیاسٹر ادا کر کے
" مستثنیٰ ہوا ہے، اب وہ مجبور ہے کہ اپنے بیٹون کے مزدورون سے اجرت پر کام لے جن کو تین ہزار
" پیاسٹر (یا تقریبًا اٹھائیس پونڈ) سالانہ دینا پڑتے ہین۔ اس کے مقابلے مین اناستار کے چارون
" بیٹے کام کرتے ہین، یا اکدیر کے بیشمار قہوہ خانون مین سے کسی جگہ شراب پئیے پڑے رہتے ہین، اور
" ہر ایک کاروبار کی آزادی کے لئے صرف پچیس پیاسٹر سالانہ ادا کر دیتے ہین۔
" اگر ہم اس مسئلہ استثناے خدمت غیر مسلم کو حسابی اصول سے جانچ پرتال کرین تو تناسب باہمی
" حیرت انگیز ہوگا۔
" اگر اس موقع پر بیس برس کی عمر کے بعد اور بیس سال اوسط زندگی فرض کرین، اور زندگی کا یہی بیس
" برس کا حصہ: بیس سے چالیس تک، ایک تاب و توان اور قوت و تحمل کا زمانہ ہوتا ہے، جس مین
" انسان ہر طرح کی متواتر اور پایدار مشقت و محنت برداشت کر سکتا ہے، تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک ترک
" کو مجبورًا بیس سال کی عمر سے فوج مین کام کرنا پڑتا ہے، اور ایک غیر مسلم رعایا کو بیس برس کی عمر سے ۲۵ پیاسٹر
" "بدل عسکری" ادا کرنا شروع کرنا ہے۔ اس طرح مسلمان اپنی جوانی کے دس سال، یا یہ کہ اپنی نہایت
" مفید زندگی کا نصف حصہ اپنے ملک کی نذر کرتا ہے، درآن حالیکہ ایک غیر مسلم نہایت چھوٹی چھوٹی
" قسطون مین پانچ سو پیاسٹر ادا کر کے ان بیس سال کے لئے آزادی حاصل کر لیتا ہے۔
" اس مسئلے پر نظر ڈالنے کا ایک اور طریق یہی ہے، چونکہ مسلمان کی جوان سالی کا نصف زمانہ گورنمنٹ
" لے لیتی ہے، اس لئے ایک سال مین سے خود اوس کے قبضۂ قدرت مین صرف ایک سو بیاسی دن یا
" نصف سال ہی رہ جاتے ہین، درآن حالیکہ بیگ پر صرف چار شلنگ چھ پنس ادا کر کے سال کے
" پورے تین سو پینسٹھ دن کا مالک ہے۔ لہذا اسی اصول تناسب سے ایک عیسائی کی پیداوار

" بھی ایک ترک سے زیادہ ہونا چاہئے، لیکن صورت واقعہ اس کے خلاف ہے، اگر دونوں کے
" پیداوار غلہ وغیرہ مین کچھ فرق نظر آتا ہے تو اضافے کا پہلو مسلمان کی جانب ہے - اس عجیب و غریب
" نتیجے کی وجہ ایک تو بلگیریون کی جبلی سستی و کاہلی ہے، اور دوسری وجہ مذہبی تہوارون کی یونانی
" فہرست کی تین مستر ہے، کیونکہ بلگیرین اوس نصف سال سے، جو اون کو گورنمنٹ عثمانیہ کی بدولت
" مل جاتا ہے، یہ فائدہ اوٹھاتے ہین کہ وہ ان ایک سو اسی دنون کو گویا کہ چرچ کے تہوارون مین ضائع
" کردیتے ہین - گویا ایک ترک جس زمانے مین کوچ کرتا اور لڑتا ہے، تو اوس وقت ایک غیر مسلم
" ناچتا اور شراب پیتا ہے، اور کم دبیش خود اوس کی فوجی خدمت کا استثنا اوس کو بے انتہا مفت خوری
" اور مطلق العنان سے نوشی پر ترغیب و تحریص دلاتا ہے -

" اس مسئلے کا ایک اور پہلو بھی ہے، جس کا اثر زیادہ تر یورپ پر پڑتا ہے اور وہ ٹرکی کی مالی
" حالت ہے -

" سلطان کی مسلمان رعایا، اپنی خیالی آمدنی پر بطور ذاتی ٹیکس کے تیس پیاسٹر اوسط کے
" حساب سے، خراج ادا کرتی ہے، اور علاوہ اس کے وہ اپنی محنت کے ایک سو بیاسی دن بھی گورنمنٹ
" کے نذر کرتی ہے جس کی قیمت خود گورنمنٹ نے پانسو پیاسٹر قرار دی ہے، اس تمام رقم کا مجموعہ پانسو تیس
" پیاسٹر ہوتا ہے، ہم نے اس مین اون ٹیکسون کو شمار نہین کیا جو پیداوار اور مال منقولہ پر عائد کئے
" جاتے ہین -

" غیر مسلم رعایا ایک تو وہی تیس پیاسٹر ادا کرتی ہے، اور فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہونے کے لئے
" پچیس پیاسٹر اور، یعنی کل پچپن پیاسٹر - اس طرح پر گویا ایک مسلمان اپنا ذاتی ٹیکس ۵۳۰ اور ۵۵
" کے تناسب سے ادا کرتا ہے، یعنی تقریباً غیر مسلم سے دس گنا زیادہ، جس کی نسبت انصافاً یہ کہا جا سکتا
" ہے کہ ایک غیر مسلم اس حساب سے ہر سال چار سو پچھتر پیاسٹر کا شاہی خزانے کا مقروض ہے، اور یہ
" ایک ایسا اضافہ ہے کہ ٹرکی خزانے کے حق مین نہایت مضر ہو - اب اگر غیر مسلم نوجوان ایک کرور
" بیس لاکھ کی کل آبادی کا پانچوان حصہ فرض کیے جائین، تو اس حساب سے یہ ایک ارب اٹھارہ

" کرور پچیس ہزار پیاسٹر کی عظیم الشان رقم ہو جاتی ہے، جو تقریباً دس ملین اسٹرلنگ پونڈ ہوتے ہیں۔ ہمارے
" نزدیک اس رقم کا وصول کرنا عین انصاف ہوگا، کیونکہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جب کہ سلطنت
" عثمانیہ اپنی مسلمان رعایا پر اس قدر ٹیکس لگاتی ہے تو وہ عیسائیوں سے اسی قدر رقم لینے کا حق
" رکھتی ہے۔"

" جب، زمانہ بایزید میں، ترکوں کے ساتھ پوری رعایتیں کی جاتی تھیں، اور غیر مسلموں کو کوئی مالی اور
" ملکی حقوق حاصل نہ تھے تو اوسوقت یہ جبریہ خدمت بیشک تکلیف دہ ہوتی۔ لیکن اب جبکہ ترک اور غیر
" مسلم رعایا ہر لحاظ سے سوائے فوجی خدمت کے ایک حالت میں رکھے گئے ہیں (حالانکہ یہی استثنا
" عثمانی نسل کے نیست و نابود ہو جانے کا خوف دلا رہا ہے) اور جبکہ غیر مسلم اعلیٰ سے اعلیٰ رتبے اور کثیر المنفعت
" عہدے حاصل کر سکتے ہیں اور جبکہ تمام سرکاری مدارس اور کالج اونکے لیئے کھلے ہوئے ہیں، تو
" ایسی صورت میں کسی قسم کا کوئی ممکن یا معقول عذر پیش نہیں کیا جا سکتا کہ غیر مسلم تو محنت کے ٹیکس
" سے مستثنیٰ کر دیئے جائیں دراں حالیکہ مسلمان اپنے خون کا ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ہم سے ایک
" بڈھے ترک نے کیا اچھی بات کہی کہ جب کفار پاشا بنائے جاتے ہیں تو سپاہی کیوں نہیں بنائے
" جاتے۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ پاگل اور بزدل ہے۔"[۵۱]

غیر مسلموں کی فوجی خدمت

۵۶ - اغلباً یہودی یونانی ارمنی اور ترکی کی دوسری غیر مسلم قومیں جنگ جو نہیں بلکہ فوجی خدمات سے بچنے سے بہت خوش ہیں اور پوری رضامندی کے ساتھ مستثنیٰ ہونے کے واسطے[۵۲] تیار ہیں مگر مختلف احکام کی رو سے وہ ہر طرح مسلمان رعایا کے برابر کیے گئے ہیں، باستثنی تفرر

۵۱ - دی ایسٹرن کوایسچن ان بلگیریا سینٹ کلیئر بیرونی صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۴۔

۵۲ - تھوڑا عرصہ ہوا مختلف غیر مسلم اقوام کے لوگوں کی ایک مجلس اس مسئلہ پر بحث کرنے کی غرض سے منعقد ہوئی اور بعد ازاں ان کے وکلا نے وزیر اعظم سے ملاقات کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں اور ارمینوں نے جو تجارتی اقوام کے وکیل تھے ان شرائط کو منظور کر لیا جو نرم ان میں تھیں اور ٹیکس کو ترجیح دی لیکن اہل بلگیریا جو تیس لاکھ مزارعین کے وکیل تھے وہ فوجی خدمت سرانجام دینے کیلئے مستعد تھے اور یہی ترجیح دیتے تھے (ٹو بیرس آفندی السیٹرن کو

کی وجہ سے مسلم اور غیر مسلم دونون ایک ہی فوج یا رسالہ مین مل کر نہین رہ سکتے یا اگر اون کی پلٹنین اور رسالہ الگ الگ بنائے جائین تو جب کبھی وہ ایک جا ہون گے ضرور آپس مین کھٹ پھٹ اور جھگڑے فساد پیدا کرین گے گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ باہمی مصالحت کی تدبیر عمل مین لاے اور اس روکاوٹ کو بیچ سے نکال ڈالے جسکی وجہ سے آدہی رعایا ایک طرف ہے اور دوسری آدہی ایک طرف۔ لیکن ان مختلف قومون مین باہمی عداوت اس قدر سخت اور گہری نہین ہے جیسی اکثر بیان کی جاتی ہے کم اعتبار یا نفرت کبھی اس امر کا باعث نہین ہوئی کہ مسلمان عیسائی رعایا کو فوج مین بھرتی نہ کرین۔ جان نثاری جن پر پہلے عثمانی قوت کا دارومدار تھا ان مین ایک بڑی تعداد عیسائی رعایا کی تھی وہ اپنے باپ دادا کے مذہب کی پابندی سے خدمت کے ناقابل نہین سمجھے جاتے تھے۔

"جان نثاری عیسائیون کے مفاد کے بڑے جوشیلے حامی تھے اور اگر گورنمنٹ مسلمانون کے
" حق مین غیر منصفانہ رعایت کرتی تھی تو اوسکی مخالفت کرتے تھے"۔ [۵۶]

جزیہ کا مسئلہ اوسکی تاریخ اصل اور لغو بیانات

۵۷- ریورنیڈ میکال کالنس ہومسز کی تحریر سے اقتباس کرتے ہین جنکی نسبت ان کا قول (یعنی پادری صاحب) اسلامی سلطنت سے نفرت کا شبہ تک نہین ہوسکتا۔ وہ اپنی رپورٹ مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۷۳ء مین تحریر کرتے ہین "کہ

" ترکی مین غیر ممالک کے باشندون کی کیا حالت ہو اگر دول یورپ اپنے اپنے جورس ڈکشن (حدود
" ارضی) سے ہاتھ اٹھالین ؟ مجھے یقین ہے کہ اونکی حالت خصوصًا صوبہ جات مین ناقابل برداشت
" ہوجائے اور وہ وہان کا رہنا بالکل ترک کردین اور ایک آدمی تک نہ رہے اور یورپ مین ترکی سے خلاف اس
" قدر تعلقہ ٹوٹ جائے کہ آخر کار وہ تباہ ہو کر رہے"۔ [۵۷]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵ - اسپج مصنفہ اے گیلنگا جلد اول صفحہ ۱۹۴ مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ء)

۵۶ ٹورز ان دی ایسٹرن کو اسٹرن مصنفہ اے گیلنگا جلد اول صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ لندن ۱۸۶۷ء

۵۷ کنٹمپوری ریویو ماہ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۰۴ -

مین اس کے جواب مین صرف - ایس - جی - پی - سن کلیر اور چارلس اے بروفی کی کتاب "ٹولویرس اسٹڈی آف دی ایسٹرن کواسچن (بارہ سال کا مطالعہ شرقی مسئلہ کے متعلق) سے کچھ اقتباس کر کے یہان لکھتا ہون -

" ترکی مین کسی غیر ملکی سے پوچھو کہ وہ کانسلون کے اختیارات اور عدالتون کی نسبت کیا خیال
" رکھتا ہے وہ اس مضمون پر ایک لمبا چوڑا لکچر دے گا کہ ترکون مین عدل و انصاف نام کو نہین اور اون کی
" بدنظمی بے حد و پایان ہے اور یہ کہ اگر اون کی عدالتین اوٹھا دی جایئن یا کونسلون کے اختیارات مین
" مداخلت کی جائے تو کسی غیر ملک کے باشندہ کا وہان ٹہرنا ناممکن ہے پھر وہ یہ بیان کرے گا کہ " مین تو فی الفور
" ترکی کو ترک کر دون جب آن مجھے یہ معلوم ہو کہ ان کفار (ترکون) کو مجھہ پر اختیار مل گیا ہے اور کبھی واپس آؤن"
" جو درحقیقت سلطنت عثمانیہ کے لئے نقصان عظیم کا باعث ہوگا"

" ان عدالتون کے متعلق جو ایک جنون سا پیدا ہو گیا ہے وہ درحقیقت اون غیر مسلم آبادیون
" کا ضعف ہے جو ترکی مین قایم ہین، اور یورپین فی الحقیقت اپنے تئین ترکون سے ہر بات مین اس قدر
" اعلی سمجھتے ہین کہ کسی اسلامی عدالت[۵۱] مین اپنے مقدمہ کی تصفیہ ہونے کو اپنے لئے سخت ذلت
" خیال کرتے ہین"

" علاوہ اسکے ان اختیارات اور عدالتون کا موقوف ہو جانا کونسلون کو بھی شاق گذرے گا - کیونکہ
" اس مین اون کی شان گھٹتی ہے اور وقار کم ہو جاتا ہے - دوسری اوسکے طفیل سے جو فیسین اور اوپر
" کی آمدنی ہو جاتی ہے وہ سب ندارد ہو جاوے گی اور یہ انہین گوارا نہین[۵۲]
" اگر ہم اس غیر ملکی جورس ڈکشن (حدود عدالتی) کو اس روشنی مین نہ دیکھین جو کونسل خانہ کی کھڑکیون
" کے دھندے شیشون مین سے چھن کر آتی ہے بلکہ دوسری روشنی مین اوس پر نظر ڈالین اور قومی تعصب

---

۵۱ - دیکھو مسٹر پرسیس بگنی کا خط موسومہ مارننگ پوسٹ ۱۸ اکتوبر جس مین اوس کا حال بخوبی بیان کیا ہے -

۵۲ - انگریزی کونسل ہر الزام سے مستثنیٰ ہے - کیونکہ اکثر حالات مین اون کی فیسین کم کر دی گئی ہین -

،، سے قطع نظر کرکے ذرا عقل و شعور سے کام لین تو معلوم ہوگا کہ اس کا اثر ترکی اور دوسرے دول کے تعلقات
،، پر نہایت مضر اور خراب پڑتا ہے - نیز ان غیر ملک کے باشندون پر بھی اس کا اثر بہت بُرا ہے -

،، ان جورس ڈکشن (حدود عدالتی) کی ابتدا کسی قدر قدیم ہے - جب محمد ثانی نے قسطنطنیہ
،، کو فتح کیا تو اس نے اون یونانیون اور اہل جنوا کو جو وہان آباد تھے اس شرط سے "امن" (حدود عدالتی)
،، عطا فرمایا کہ غیر ممالک کے سوداگرون کو وہان آباد ہونے اور قیام کرنے کی ترغیب پیدا ہو - سلیمان اول نے
،، اپنے دوست فرینکو اسی اول کے رعایا کو یہ حدود عدالتی عنایت فرمائے اور اس کے بعد دیگر سلاطین کے
،، عہد مین دوسرے بڑے بڑے دول نے اسی قسم کے خود مختار عدالتی حقوق اپنی رعایا مقیم ترکی کے
،، لئے حاصل کئے -

،، اس زمانے مین ان اختیارات اور حقوق کا حاصل کرنا معقول بھی تھا کیونکہ اس وقت
،، جو قانون ترکی مین جاری تھا وہ صرف قرآن اور اوسکے متعلقات سے ماخوذ تھا - اس وجہ سے
،، عیسائی رعایا کو اپنے جھگڑے مٹانے اور آپس کے باہمی تصفیہ کر لینے کی اجازت دی گئی تھی - لیکن
،، اب ہمارے زمانہ مین صرف پیغمبر خدا ہی کا قانون جاری نہین ہے بلکہ ایک کامل ضابطہ قانون کا تیار
،، کیا گیا ہے گو ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ اس مین ابھی نقص موجود ہین اور وہ عملدرآمد نہین ہے جو ہم چاہتے
،، لیکن وہ عدل و انصاف جو کونسل کے عدالتون مین ہوتا ہے وہ اپنے عمل مین ترکی کی خراب سے خراب
،، عدالت کے فیصلون سے بھی ناقص اور ضعیف ہوتا ہے -

،، ایک سوال اس کے متعلق اور پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ آیا ان تمام قومون مین بھی جنہین یہ حدود
،، عدالتی عطا کئے گئے ہین عمدہ قوانین اور انصاف کرنے کے مناسب اور عمدہ طریقے موجود ہین یا نہین
،، اگر یہ حدود عدالتی محض ترکی کی ہتک کے لئے ہون جیسے وہ فی الحقیقت مگر نہایت غلطی سے ایک ایسا
،، جنگلی ملک سمجھتے ہین جس مین انصاف کا نام نہین یا اگر وہ حقوق انہی دول کو دئے جاتے جن کے
،، یہان کے قانون انصاف اور اعلی اخلاق پر مبنی ہین تو اسی قدر عجیب کی بات نہ تھی -

،، مغربی یورپ کے ساتھ ایسی رعایتین کی جائین تو خیر ایک بات ہی ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہین

" کہ جدید یونان کو بھی اون ہی قوانین کی رو سے اپنی رعایا کا انتداب کرنے کا حق حاصل ہے جو
" ایتھنز (مدینۃ الحکماء) مین جاری ہین تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صدود عدالتی بے ایمانی اور عدم
" انصاف و عدالت کے لیئے ایک انعام ہے" لہ

بحث کی غرض سے" فرض کرو کہ سلطان المعظم شہنشاہ ٹمبکٹو یا شاہ ڈ ہومی کو عدالتی حدود عطا
" فرمائین اور ان مردم خوار فرمانرواؤن کو ترکی مین اپنے قانون کے جاری کرنے کا حق حاصل ہو جائے
" تو خیال کیجئے کہ ملک کی کیا حالت ہوگی - اگر ان فرمانرواؤن کی کوئی رعایا کسی انسان کو چٹ کر بیٹھے
" اگر سمبو یا جمبو عیسائی پادری یا سوٹے تازے قاضی کا قورمہ بنا کر کھا جاوے تو سلطنت ترکی اون کے
" مقابلہ مین ایسی بے بس ہوگی جیسے یونانی یا روسی رعایا کے مقابلے مین اور اگر یہ ہی حضرات اپنی
" زبان کے چٹخارے کے لیئے انگریزی یا فرانسیسی مشنری کے کباب بنا کر نوش فرماوین تو ان دونون
" سلطنتون کے کونسل زیادہ سے زیادہ جو کر سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سمبو یا جمبو کے خلاف مردم خواری
" کے کونسل خانون مین مقدمہ چلائین اور چونکہ ٹمبکٹو اور گیمبون کے قوانین مردم خواری کی اجازت
" دیتے ہین جدید یونان یا روس سلطان المعظم کے خلاف بغاوت کو جائز رکھتے ہین - لہذا سمبو یا جمبو کو
" (باوجودیکہ کاون کے کونسل خانون مین تادیل قانون مین زیادہ پابندی کی جاوے گی - بہ نسبت گورنٹ
" کے کونسل خانون کے) قتل انسان کے لئے اس سے زیادہ سزا نہین دی جاوے گی جتنی ارسٹی ڈیلین
" کو دھوکے سے چھینے ہوئے صندوق کے واپس دلانے پر یا مسٹرام کو صاحبان کے برہنہ زر کا روپیہ
" ادا کراے مین -
" سمبو اور جمبو تو فرضی نام ہین لیکن ارسٹی ڈیلین اور مسٹرام اور ہیلینس اور وہ طریقہ انصاف
" کا جو ہم نے بیان کیا ہے وہ سب واقعی باتین ہین -
" جو حدود عدالتی یونان کو عطا کئے گئے ہین اوس کی وجہ سے ترکی کا صرف یہی نقصان نہین ہے

لہ ہمارے اس قول کو اور بھی تقویت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ اب روس کو بھی یہی حقوق حاصل ہو گئے ہین جبکے
قونصل خانہ بغاوت و سازش کے مرکز بلکہ فی الواقع بغاوت کی کمیٹیان ہین -

" کہ یونانی سوداگر تجارتی اشیا بیرونی پر دو سو فی صدی نفع حاصل کرتے ہین، اوس سے زیادہ
" ملک کے ٹکسون سے بلکہ مشرقی تجارت کا ٹھیکہ ہی اونہین کے ہاتھ مین آگیا ہے جو اوسی اصول پر
" مبنی ہے جس پر یونانی عدالتون کا طرز انصاف اور طریقہ کارروائی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ دوسری
" قومین اپنے ضابطہ قانون کو اون خاطر بدل دین تاکہ ٹھیڑے ٹھیرے بدلائی ہو۔
" یونانی ضابطہ قوانین دیکھنے مین ترکی ضابطہ کے مقابل مین بیس گنے قابل قدر ہے۔ لیکن
" اس مین جو لچک اور تعبیر کی گنجایش ہے وہ قابل لحاظ ہے ایک یونانی تمہین دہوکا دیتا ہے تم اوس کے
" کونسل خانہ مین نالش کرتے ہو وہان تمہاری کوئی شنوائی نہین ہوتی اور کہا جاتا ہے کہ ایتہنز جاؤ۔
" اور وہان مقدمہ بہت ہی وسیع اور آسان اصول پر تصفیہ پاتا ہے۔ یعنی یہ کہ یونانی غیر ملکی کے
" مقابلہ مین کبھی خطادار نہین ہوسکتا۔ اور تم مقدمہ ہار جاتے ہو۔ تم اوس کا مرافعہ (اپیل) کرتے ہو۔ مگر فیصلہ
" عدالت ماتحت بحال رہتا ہے۔ اگر تمہارے وزیر نے عدالت العالیہ پر زور دیا یا دہمکی دی تو مقدمہ ملتوی کر دیا
" جاتا ہے اور اس التوا کی کوئی انتہا نہین شاید قیامت تک ہوتا رہے۔ غرض یہ کہ کوئی ایماندار وکیل
" یہ مشورہ نہین دیگا کہ کسی شخص کے خلاف جو اپنے تئین یونانی کہتا ہے یا یونانی بنا دین ہے تم دہوکا
" دہی یا قتل عمد کی نالش کرو۔
" یون دیکھا جائے تو ان مشکلات سے بچنے کے لیے یہ طریقہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ تم معاملہ صرف
" ترکی رعایا یا اپنے ہم جنسون سے رکھو لیکن اول تو یہ ناممکن ہے کہ ایک ہرجائی یونانی تاجر سے آدمی بچا رہے
" اور معاملہ کی نوبت نہ آوے دوسری ایک اور ہے جو مسٹر ایم کے ذکر مین جس کا حال اوپر بیان
" ہوچکا ہے صاف طور سے نظر آتی ہے یعنی روسی فرانسیسی اور آسٹرین نہایت آسانی کے ساتھ
" مسٹر ایم سے اپنا پاس پورٹ (پروانہ راہداری) بدل کر یونانی ہوسکتا ہے۔ رعایا کی اپنی ریاست سے
" وہ بھی مثل غیر ملکیون کے آسانی کے ساتھ اپنی قومیت اسی طرح بدل لیتے ہین جیسے کوئی کسی سے
" کرتہ پاجامہ بدل لے۔
" جب ایک انگریز فرانسیسی ایک یونانی کے خلاف انصاف پانے کی کوشش کے چھوڑ دینے پر

" مجبور کر دیا جاتا ہے تو پہر آپ خیال کر سکتے ہین کہ بیچارے ترکی رعایا کو یونانی عدالت مین انصاف
" کی کیا توقع ہو سکتی ہے - طاعون کے متعلق سخت قرنطینہ ہے اور سلطنت ترکی مجبور ہے کہ وہ قواعد
" حفظان صحت کی پابندی کرے - لیکن روس اور یونان سے جو آئے دن اخلاقی طاعون اوسکے
" ساحلون پر نمودار ہوتا رہتا ہے اسکے متعلق سخت قواعد کے قرنطینہ وہ قایم نہین کر سکتے - بلکہ اوسے
ایسا کرنے سے روکا جاتا ہے -

" جب تک معاہدون کی روسے ایک ایسے مقدمہ مین جس کا مدعی اوس قوم سے ہے جو خطا و نسیان
" سے بری ہے انصاف کا خون کیا جائے گا - جائز تجارت کا قایم ہونا غیر ممکن ہے - انصاف کا ہونا وہان
" یون ہی ناممکن ہے اسلئے کہ جہوٹا گواہ نہایت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے - اور عدالت بہی بہت
" آسانی سے اسے تسلیم کر لیتی ہے -

" اگر یہ فرض بہی کر لیا جائے کہ ان تمام اقوام کے قوانین جنہین آزادانہ عدالتی اختیار حاصل ہین
" انصاف پر مبنی ہین اور اون کے جج بہی بہت منصف مزاج اور ایمان دار ہین تو بہی جب تک آدمی بارہ
" مختلف اقوام کے قوانین کو مطالعہ نکرے اوس وقت تک اس کے لئے انصاف یا کاروبار چلانے کی توقع
" ناممکن ہے - ہم مینز دفینٹی سا دکیل کہان سے لائین جسے تمام اقوام کے قوانین ازبر تہے اور روسی قانون
" کی سو جلدون سے لیکر سین مارٹی نو تک کے قوانین حفظ تہے - صرف یہی ایک قوی دلیل معاہدون کے
" خلاف کافی ہے - لیکن جب ہم یہ دیکہتے ہین کہ انہین کی توجہ سے مشرقی تجارت کی بنیاد دغا و فریب پر قایم
" ہے - اور یہ سب بے ایمانی کا ضابطہ قانون ہین - اور یہ علی الاعلان باٹون اور پیمانون مین دہوکا دہی کو جائز
" رکہتے ہین اور ان معاہدون کے حقوق ایک ایسی چہوٹی قوم کو دے دینے سے جسکی ساری قوت
" عدم ایمان مین ہے - ترکی کی تجارت بالکلیہ یونانیون کے ہاتہ مین آگئی ہے - اور اسی قوت کی روسے
" اوس نے ترکی کو بغاوت کا گہر بنا دیا ہے تو اس امر پر تعجب نکرنا کہ اُن کا وجود جائز رکہا گیا ہے ناممکن ہے
" بڑی بڑی دول کی عدالت ہائے کونسل کی کارروائی بہی بے توجہی کی ہوتی ہے اور بعض اوقات خلاف
" انصاف - اور یہ شکایت بجا ہے کہ ایک غیر ملک کے باشندے کو ترک کے خلاف انصاف پانے کا پورا

" یقین ہوتا ہے لیکن جب ایک ترک کسی غیر ملکی کے مقابلہ میں عدالت کونسل خانہ میں جاتا ہے تو وہ ہمیشہ
" غلطی پر سمجھا جاتا ہے۔

" منجملہ بہت سے طریقوں کے جنکی وجہ سے معاہدے نا جائز انصاف ہوتے ہیں۔ ایک طریقہ ذیل
" میں بیان کیا جاتا ہے۔ تین سال ہوئے کہ پاشائے ورنا نے چاہا کہ شہر کے باٹون اور پیمانون کی تنقیح کرے
" چونکہ اکثر تجار غیر ممالک کی رعایا یا اون کے آوردے ہیں لہذا اس نے کونسل خانون سے اس کی اجازت
" طلب کی سوائے ایک (انگریزی کونسل) کے سب نے تجارتی آزادی میں مداخلت کرنے کی اجازت دینے
" سے انکار کیا۔ اور بیچارے پاشا کو ناچار اپنی تجویز سے ہاتھ اوٹھانا پڑا اور صرف ترکون کو مجبور کرنا کہ تم
" صحیح باٹون کو استعمال کرو اور غیر ممالک کے تاجرون کو دغا بازی کی اجازت دینا یا اس سے چشم پوشی
" کرنا گویا ترکون کو تباہ کرنا اور غیر ملکیون کو مالا مال کرنا تھا۔

" اس معاملہ کے لحاظ سے بھی معاہدے ایسے ہی منحوس ہیں جیسے وہ بے ایمانی اور دغا بازی کے
" محرک ہیں۔ ہم نے ایک کونسل کو دیکھا ہے کہ وہ پولیس کو پیٹ دیتا ہے اور عہدہ دارون سے معافی
" طلب کرتا ہے۔ معاہدے کی رو سے اوسے ایک ایسی حیثیت حاصل ہو گئی ہے کہ وہ ملک کے قانون
" کے خلاف ورزی بلا خوف پاداش کر سکتا ہے ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں۔

" ایک شخص مسٹر پ سلطان کی کاسک (عیسائی) رجمنٹ میں داخل ہوا۔ لیکن جب اوس نے
" دیکھا کہ فوجی زندگی کچھ اچھی زندگی نہیں تو وہ یونان کو فرار ہو گیا۔ وہان اوس نے ایک تلیس سرمایہ والی
" بڑھیا سے شادی کر لی لیکن اتفاق سے یہ شادی بھی فوجی زندگی کی طرح اوسکو راس نہ آئی۔ اور یہ وہان
" سے بھاگ کر ترکی میں واپس آ گیا اسلئے کہ غیر ملکی توانین وغیرہ کی وجہ سے خوشامد اور غلامی کا گھر ہو گیا ہے
" یہان بظاہر بلا کسی وجہ معاش کے رہنے لگا آخرکار ایک روز اوس کی اپنے کسی فوجی ساتھی سے
" ملاقات ہوئی۔ اور وہ گرفتار ہو گیا۔ چونکہ اوس نے اپنے تئین یونان کا باشندہ ثابت کر دیا تو اس
" سے خاص رعایت کی گئی۔ لیکن آخر وہ وہان سے بھی بھاگ نکلا۔ اور یونانی کونسل خانہ نے اوسے
" پناہ دی۔ اور آخر ایک جہاز میں بٹھا کر اوسے یونان بھیجدیا۔

"اگر ان معاہدون سے صرف یہی خرابی ہوتی کہ وہ سپاہیون کو فرار کر دیا کرتے تو ترکی کو چندان
" شکایت کا موقع نہ تھا - کیونکہ عیسائی سپاہی تعداد مین بہت ہی کم ہین - اور اون کے چلے جانے سے
" کچھ زیادہ نقصان ہی نہین لیکن بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ پولٹیکل بے ضابطگی اور بداطمینانی پھیلاتے
" ہین جس کا الزام یورپ ہمیشہ سلطنت عثمانیہ کو دیتا رہتا ہے - اور اس وجہ سے بغاوت و سرکشی
" پیدا ہوتی ہے - ایک غیر ملک کا کونسل جو ترکی مین رہتا ہے کریٹ (قریطش) کے باغیون یا
" تھسلی کے سرکشون کے لئے اسلحہ بہم پہنچاتا ہے - اور ترکی قانون اوس کا کچھ نہین کر سکتا اگر
" کوئی کونسل (خواہ وہ امریکہ ہی کا کیون نہ ہو) آئرلینڈ مین فنیئنز کو طمنچے (ری والور) وغیرہ بھیجے
" تو کیا وہ سزا سے بچ سکتا ہے -
" امریکہ اوس غارتگری کے متعلق جو الیاما نے کی تاوان طلب کرتا ہے لیکن سلطنت عثمانیہ
" فوجی دستیابی ان مین بھیج سکتی ہے - جو کچھ روسی جہاز کریٹ کے ساحل بلکہ اس کے بندرگاہ مین
" گزرتے ہین - کیا اوس سے آدھا بھی غیر ممالک کے جنگی جہاز دریاے آئرلینڈ مین
" کر سکتے ہین ؟
" اگر کوئی انگریز جنوبی اٹلی مین بار بونی شورش مین شریک ہو جائے اور عہدہ داران اٹلی کے ہاتھ
" لگ جاے تو سلطنت انگریزی اوسے نہین بچا سکتی برخلاف اوس کے ترکی مین روسی ایجنٹ کھلے
" بندون بغاوت قتل و غارتگری کا وعظ کرتے پھرتے ہین - گورنمنٹ اون کی اس حرکت سے خوب
" واقف ہے - مگر معاہدون کی وجہ سے نہ اونھین گرفتار کر سکتی ہے اور نہ روک سکتی ہے - سرویا
" یا والاشیا کے دو باشندے جو بوکیرسٹ کی انجمن مفسدہ پرداز کے ایجنٹ تھے ایک آسٹرین جہاز
" مین بمقام سچک پہنچے - مدحت پاشا نے انہین گرفتار کرنا چاہا اور کونسل آسٹریا سے اجازت
" اس امر کی حاصل کی کہ پولیس اس جہاز کو گھیرے - ان دونون شخصون نے مزاحمت اور مقابلہ کیا
" بعض مسافرون کو زخمی کیا - اور آخرکار سپاہی نے انہین گولی سے مار دیا - اوس پر مدحت ترکی کے
" خلاف شور و غل مچ گیا - اور وہ کونسل جس نے ازروے انصاف معاہدون کی سختی مین نرمی سے

" کام لیا تھا - اپنے عہدہ سے ہٹا دیا گیا [۵]
" چون کہ ترکی نے یونان سے معاہدہ کر لیا ہے تو کیون نہ ہمارا بھی معاہدہ دستخط ہو اور وہ الاشیائ
" سے کرے -
" یورپ مین ابھی اتنی عقل نہین ہے کہ ترکی سے اس خونریزی کی خبر کو اٹھا دے - لیکن کم از کم وہ
" اتنا کر سکتا ہے کہ وہ ایک عام اور معقول قانون کا ضابطہ قائم کردے جو ترک آسانی سے سمجھ سکین اور
" موجودہ بے بارہ ضابطہ اٹھا دے - ہم ترکی کو وحشیانہ ملک اور جو کچھ بھی کہین لیکن ہمارے لئے کبھی
" یہ روا نہین ہے کہ ہم اوسے اندرونی امن اور بے طرفدارانہ انصاف سے روکین - عجب بات یہ ہے کہ
" جو لوگ سب سے زیادہ ترکی جدید عدالتی اور ترکی عدالت کے خلاف شور مچایا کرتے ہین اور ایک اسلامی
" عدالت مین رعایا کے جھوٹے گواہ کے رد کرنے کو جرم اور گناہ سمجھتے ہین - یہ وہی لوگ ہین جو معاہدہ
" کی حفاظت مین تمام قوت صرف کر دیتے ہین - معاہدہ کی حفاظت کرنا انصاف کا خون کرنا
" ہے - فرض کرو کہ یہ معاہدہ اوٹھا دیا جائے تو ترکی کے لئے عام درمیانی الاقوام قانون
" کا استعمال آسان ہوگا - اور جب کبھی غیر ملکی کے ساتھ انصاف نہین کیا گیا تو وہ
" قسطنطنیہ مین مرافعہ کرے - اس کا فیصلہ اس طرح کیا جائے مقدمہ کا ایک انسپکٹر (ملکی رائے)
" کی رو سے فیصلہ کیا جائے گا - اور اگر قاضی کی غلطی معلوم ہوئی تو گورنمنٹ اوسی سے سمجھے گی -
" مشرق مین دیسیون اور غیر ملکیون کے پاس انصاف قائم کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ
" انصاف پسند مسلمانون سے یہ کام لیا جائے - اور معاہدون کے اٹھا دینے سے انہین تقویت
" دی جائے -

مسلم اور غیر مسلم مین مساوات

۵۸ - پادری میکال صاحب فرماتے ہین

" مجھے یہان صرف انہین اصلاحات سے بحث ہے جن کی رو سے سلطان کی عیسائی رعایا
" کو مسلمانون کے مساوی حقوق حاصل ہونگے اور یہ ایک ایسی اصلاح ہے جس کو کسی خود مختار

[۵] ۱۸۶۶ء کی تحریر ہے - اس کے بعد اوس نے جو بغاوت بلگیریا مین حصہ لیا اوس سے ترکی کیونکر چشم پوشی کر سکتی تھی -

" اسلامی سلطنت نے کبھی منظور نہین کیا۔ جسے کوئی سلامی طاقت رضامندی سے منظور نہین کر سکتی

" اور اگر کبھی تو اوسے اپنا مذہب بالائے طاق رکھنا پڑے گا[۱]

یہ خیال کرنا کہ غیر مسلم رعایا کو مسلم رعایا کے مساوی حقوق دینا منجر بہ کفر ہے کس قدر مہمل ہے۔ اور سبحان اللہ پادری صاحب کی یہ رائے کیسی وقیع ہے۔ بہت ایسے خود مختار اسلامی دول ہین جنہون نے جب اپنی مختلف مذاہب و اقوام کی رعایا سے سیاسی قانونی اور ملکی معاملات مین شایستہ انصاف برتا گیا تو کبھی ان پر کفر کا الزام نہین دیا گیا۔ شرع اسلام کی رو سے غیر مسلم رعایا کے سیاسی قانونی اور ملکی حقوق کی ذمہ داری اسی طرح کی جاتی ہے۔ جیسے مسلمان رعایا کی اور اسی شرع کی رو سے غیر مسلم رعایا بادشاہ کی نظر مین ایسی ہی قابل لحاظ ہے جیسے مسلمان رعایا اور ویسے ہی انہین بہت اپنی مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور نیز اوس حالت مین بھی جب کہ وہ آنحضرت صلعم کی تعلیم و مذہب کے خلاف علانیہ بدعقیدگی ظاہر کرتا ہے یہ معاہدہ کہ رعایا پرور ہے کبھی نہین ٹوٹ سکتا۔ بعض اوقات ان غیر مسلمون کو سلطنت مین اعلی اور اعتماد کی خدمتین عطا کی گئی ہین۔ بلکہ بعض اوقات اونہین وہ رتبہ اور عزت حاصل ہوئی جو خود مسلمان بھی حاصل نہین کر سکتے تھے۔ ترک سلاطین نے بارہا اپنی مرضی اور ارادے سے قانونی معاملات مین از روئے شریعت غیر مسلم رعایا کے حقوق کی مساوات اور ان کے جان و مال کی حفاظت اور کامل مذہبی آزادی کے متعلق اعلان شایع کئے ہین۔

۵۹۔ شرع اسلامی کے وہ اصول جن مین بادشاہ کی تمام رعایا کی جان و مال کی حفاظت اور مساوات حقوق اور غیر مسلم رعایا کی کامل مذہبی آزادی کی ہدایت ہے ذیل مین درج کئے جاتے ہین۔

مساوات کے متعلق اسلامی اصول

دماؤہم کدمائنا و اموالہم کاموالنا۔	اُن کا (یعنی غیر مسلم رعایا کا) خون ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارا خون
اور لہم ما للمسلمین و علیہم ما علی المسلمین	اور ان کا مال ایسا ہی محفوظ ہے جیسا ہمارا مال اور جو

[۱] دیکھو کمن شہری ریویو بابت ماہ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۰۵

ماعلینا | اُن کے لئے اچھا ہے وہی مسلمانوں کے لئے بھی اچھا ہے اور جو اُن کے لئے بُرا ہے وہی مسلمانوں کے لئے بُرا ہے۔

یہ وہ زرین مقولے ہیں جن کی رو سے غیر مسلم رعایا اپنے مسلمان بھائی کے مساوی کر دی گئی ہے اور یہ شرع اسلام کے جان اور اصل ہیں یہ کسی خاص شخص کا قول نہیں اور نہ کسی معاملہ کے متعلق کوئی شخصی رائے ہے بلکہ یہ وہ بنیاد ہے جس پر ہر قانون کی عمارت خواہ وہ دیوانی ہو یا فوجداری مالی ہو جنگی ہو یا سیاسی قائم کی گئی ہے۔

مسلم غیر مسلم کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا

۶۰- پادری مکال صاحب نے یہ تجویز فرمائی ہے کہ مسلمانوں کو کبھی کسی عیسائی حاکم سے کم غیر مسلم حاکم کے تحت میں کر دیا جائے۔ حالانکہ اس سے زیادہ حق مسلمانوں کی ہے۔ آپ اس تجویز کے اثنا میں فرماتے ہیں۔

"کیا یہ واقعی امر نہیں ہے کہ ایک عیسائی حاکم جیسا ہی ہو مسلمانوں میں انصاف کر سکتا ہے؟
"اور کیا اسی طرح یہ واقعی بات نہیں ہے کہ ایک مسلمان حاکم جس قدر زیادہ سچا
"مسلمان ہوگا اسی قدر زیادہ بُرا حاکم ہوگا۔ ایک بُرا مسلمان ... سے عیسائی کے حق
"میں انصاف کر سکتا ہے لیکن ایک ... مسلمان ... کی پابندی
"کرے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ عیسائی کے ساتھ ہرگز انصاف نہ کیا جائے۔

"لیکن میری اس تحریر کے متعلق غلط رائے قائم نہ کرنا چاہئے۔ ایک ... مسلمان عیسائی
"اور مسلمان میں عدل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ بحکم افسر غیر مسلم قانون کا پابند ہو۔ ہندوستان میں بہت سے
"ایسے مسلمان ہیں۔ لیکن ایک مسلمان حاکم جتنا زیادہ سچا اور ایماندار مسلمان ہوگا اسی قدر وہ
"غیر مسلم رعایا کے حق میں عدل کرنے کے ناقابل ہوگا وہ صرف ایک ایسے قانون کا پابند ہے جو
اس کے عقیدے میں الٰہی اور ناقابل تبدیل ہے[۱]

[۱] کنٹمپوریری ریویو بابت ماہ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷۹ و ۲۸۰۔

یہ ایمان دار مسلمانوں کے خلاف محض بہتان ہے جس قدر کہ ایک شخص زیادہ سچا مسلمان ہوگا اُسی قدر زیادہ اُسپر مختلف مذہب و ملت کی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کی ذمہ داری ہوگی کیونکہ وہ احکام قرآن - اقوال پیغمبر - فقہی اصول - اور تعلیم شرع شریف کے رو سے مجبور ہے - کہ وہ مسلم اور غیر مسلم رعایا مین برابر اور یک سان عدل کرے - قرآن کا حکم ہے کہ مومنین غیر مسلمون کے ساتھ عدل و مہربانی کا برتاؤ کرین -

"لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم
"فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
"تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب
"المقسطین ۵ الممتحنہ (۶۰) آیت ۸

خدا تمھین ان لوگون کے ساتھ مہربانی کرنے سے منع نہین کرتا جنھون نے تم پر مذہب کی وجہ سے چڑہائی نہین کی ہے یا جنھون نے تمھین گھرون سے نہین نکال باہر کیا ہے - بیشک خدا اُن سے محبت کرتا ہے جو عدل و انصاف کا برتاؤ کرتے ہین -

ابو داؤد نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بیان کی ہے -

"یاد رکھو کہ جو شخص کہ غیر مسلم رعایا (معاہد) کے حق مین ناانصافی کرے گا یا عہد کو توڑے گا یا
"اُس پر اُس کی طاقت سے بڑہ کر ظلم کرے گا یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی شے لے گا
"تو مین قیامت کے روز اُس کا دامن گیر ہون گا سنن ابی داؤد کتاب الخراج جلد دوم صفحہ (۷۰)

مین اس سے پیشتر فقہ اسلام کے اصول قانونی بیان کر چکا ہون - یہان مین ایک اور اصول درالمختار سے نقل کرتا ہون -

"انصاف کرنے مین جو کچھ اُن کے (یعنی غیر مسلم رعایا کے) واسطے ہے وہی ہمارے لئے ہے
"اور انصاف حاصل کرنے مین جو کچھ اُن پر واجب ہے وہی ہم پر واجب ہے -

دوسرے الفاظ مین اس کے یہ معنی ہین کہ نہین ہم سے اور ہمین اُن سے پورے

ٹرکی مین جیسا کہ مین پہلے فقرہ (۳۵) مین لکھ چکا ہون عیسائی ملکی و فوجی اور پولٹیکل (سیاسی) سر رشتون مین اعلی اعلی عہدون پر مثلاً وزیر- ایلچی کونسل اور سکرٹری ہین ہندوستان مین سلاطین مغلیہ کی فیاض گورنمنٹ مین ہزارہا ہندو بڑے بڑے عہدون پر تھے اور لاکھون ہندو فوجی اور مالی انتظامات مین متعین تھے - اور بہت سے وزیر ایسے ہوئے ہین جن کے باپ دادا ہندو تھے اور ایک بادشاہ نے تو یہان تک کیا کہ اپنے ایک ہندو جنرل کو اسلامی ملک کابل کا گورنر مقرر کر دیا موجودہ زمانہ مین بھی کوئی اسلامی ریاست ایسی نہین جہان بہت سے ہندو اعلی عہدون پر نہون اور سرکاری کام نہ کرتے ہون[۵۱]

پریسکاٹ کی عمدہ رائے عربون کی سالمت کے بارہ مین

۶۲- ہسپانیہ مین جب کہ مسلمانون کا ستارہ اقبال عروج پر تہا - محکوم اور غیر مسلم رعایا کے ساتھہ کامل مساوات کا برتاؤ کیا جاتا تھا اور انھین وہی ملکی اور مذہبی آزادی حاصل تھی جو ان فاتح مسلمانون کو - پریسکاٹ کہتا ہے کہ -

"ہسپانیہ مین عربون کے غضبناک مزاج مین بوجہ اعتدال آب و ہوا اور اعلی علمی ترقی کے رفتہ رفتہ
" نرمی اور اعتدال پیدا ہوگیا تھا اور عیسائیون اور یہودیون کے ساتھہ ایسا عمدہ برتاؤ تہا کہ فتح کے
" چندہی سال کے بعد انھین نہ صرف ملکی اور مذہبی آزادی حاصل تھی بلکہ انھین اپنے فاتحون کے
" ساتھہ کامل مساوات کا درجہ حاصل ہوگیا تھا[۵۲]

یہی محقق مورخ ہسپانیہ کے عربون کی پولٹیکل اور علمی حالت پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے -

" اُن برائیون سے اگر قطع نظر کر کے دیکھا جاے جو ایک ایسی فوج کشی کے ساتھہ ضرور
" پیدا ہوجاتی ہین توبھی فاتحون کی پالیسی فیاضانہ تھی جن عیسائیون نے ملک مفتوحہ مین رہنا پسند
" کیا اُن کے جان و مال کی پوری پوری حفاظت کی گئی - انھین پورا حق حاصل تہا کہ اپنے طور پر

[۵۱] - دیکھو سر جی کیمبل کی کتاب " ہنڈی بک آن ڈی ایسٹرن کوسچن " صفحہ ۱۱۲ - اڈیشن ثانی مطبوعہ ۱۸۷۷ء

[۵۲] " تاریخ عہد حکومت فرڈی ننڈ و آئی زبیلا " مصنفہ ڈبلیو ایچ پریسکاٹ جلد دوم صفحہ ۴۰۲ لندن مطبوعہ ۱۸۵۴ء -

" اپنی عبادت کرین بعینہ حدود مین انھین کے قانون رائج رہین بعض ملکی اور فوجی عہدون
" پر ان کا تقرر کیا گیا - انکی عورتون کو اجازت نہی کہ وہ فاتحون کے ساتھہ شادی بیاہ کرین - اور غرض
" از روئے قانون اُن کے ساتھہ کوئی برتاؤ ایسا نہین کیا جاتا تھا جس سے وہ مفتوح یا غلام معلوم ہون
" سوائے اس کے کہ اُن سے جو ٹکس لیا جاتا تھا وہ مسلمانون کے ٹکس کے مقابلہ مین کسیقدر زیادہ
" تھا یہ سچ ہے کہ بعض اوقات عیسائی ظلم وستم کے یا عام شورش کے شکار ہو جاتے تھے
" لیکن بحیثیت مجموعی اُن کی حالت اُن تمام عیسائیون سے بہتر تھی جو آخر زمانہ مین اسلامی حکومتون
" کے تحت مین تھے اور ہمارے بیکس باپ داداؤن کی حالت کے مقابلہ مین جو نارمن فتح کے
" بعد بھی بہت ہی اچھی تھی -

۲۳ - ڈاکٹر جے - اے کانڈی اپنی تاریخ اسپین عہد اسلام مین مسلمانون کے انتظام کے متعلق مفصلہ ذیل تحریر فرماتے ہین -

ہسپانیہ کی اسلامی عہد کے متعلق کانڈی کی راے

" قوم مفتوح پر جو شرائط لگائی گئین تھین وہ ایسی تھین کہ لوگ فاتحین کے مقابلہ مین بجائے
" ظلم کے اطمینان پاتے تھے اور جب وہ اپنی اِس حالت کا مقابلہ اپنی گذشتہ حالت سے کرتے
" تھے جس مین انھون نے بہت کچھ تکالیف اُٹھائی تھین تو وہ اس تبدیلی کو اپنی خوش قسمتی خیال
" کرتے تھے - مذہبی امور مین انھین پوری آزادی تھی - ان کے گرجے تمام مداخلت اور نقصان سے
" بری تھے اُن کے جان و مال مامون و محفوظ تھے - یہ تھا وہ صلہ جو انھین غیرون کی اطاعت
" مین ملا - اور اس کے معاوضے مین وہ صرف ہلکا سا ٹیکس ادا کرتے تھے - لیکن علاوہ اس کے
" انھین اور فوائد بھی حاصل تھے - مثلاً عرب اپنے وعدے کے پکے اور قول کے پورے تھے

۵۷ - قرطبہ کے مشہور ظلم وستم جو عبد الرحمان ثانی اور اِس کے بیٹے کے عہد حکومت مین واقع ہوئے اور جو کیتہلک کے مورخون کے بیانات کی رو سے نیرو اور ڈایوکلیس کے ظلم وستم کے برابر تھے - اُن مین درحقیقت جیسا کہ ہورلیس نے تسلیم کیا ہے صرف چالیس اشخاص کا خون ہوا - بعض بد نصیب مجنونون نے خلاف احکام اسلام تاج شہادت حاصل کرنے کی کوشش کی - اس کی تفصیل فلوریز کے مجموعہ کی دسوین جلد مین موجود ہے -

" وہ ہر قوم و ملت کے شخص سے یکسان انصاف کا برتاؤ کرتے تھے جس سے لوگون کو عموماً اہل عرب
" پر بہت بڑا بھروسہ ہو گیا تھا اور خاص کر ان لوگون پر بہت اعتبار تھا جس سے انھین سابقہ پڑتا تھا۔
" اور نہ صرف انھین امور مین بلکہ دل کی فیاضی اطوار کی شائستگی اور مہمان نوازی بن عرب اس وقت
" کی تمام اقوام سے ممتاز تھے[1]"

۴۶۔ مسٹر ہنری کوپی نے اپنی تاریخ فتح ہسپانیہ عرب مین اس برتاؤ کے متعلق جو مسلمان یہودی اور عیسائیون سے کرتے تھے یہ تحریر کیا ہے۔

"مین اس سے قبل اس برتاؤ کے متعلق جو یہودی اور عیسائیون کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ تفصیل کے
" ساتھ لکھ چکا ہون۔ از روے قیاس اگر دیکھا جاے تو یہ مسئلہ کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن عملاً بوجہ تعصب
" وعناد مذہبی اس مین بڑی بڑی دشواریان تھین۔ باوجود اس کے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پابندی
" مین بہت سخت ہین اور دیگر مذاہب کو ناقص اور باطل سمجھتے ہین تو بھی اس برتاؤ کے مقابلہ مین جو عیسائی
" فرقے آخر زمانہ مین ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھتے تھے اور نیز اُس برتاؤ کے مقابلہ مین جو عیسائیون
" نے ہر زمانہ مین یہودیون کے ساتھ روا رکھا مسلمانون کا برتاؤ تمام اہل مذاہب سے نہایت سماحت
" اور مسالمت کا تھا۔ یہی تو بڑی قوی وجہ تھی کہ مفتوحہ اقوام اُن کی اطاعت سہولت اور آسانی کے ساتھ
" برداشت کر لیتی تھین۔ البتہ مرتدون کو سزاے موت دیجاتی تھی۔ جو لوگ مطلوبہ خراج ادا کرتے
" تھے وہ اپنے مذہب مین آزاد تھے۔ یہ مذہبی آزادی یا مسالمت پیغمبر کا ایک فیاضانہ خیال اور نیز
" سیاسی ضابطہ تھا۔ یون دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیاساً ان کے مذہب کی اصل اس بات کی اجازت
" دیتی ہے کہ تمام کفار کو غارت کر دیا جاے[2]"

[1] تاریخ اسپین عہد اسلام مصنفہ ڈاکٹر جے۔ اے کانڈی و مترجمہ مسز جانے تھن ماسٹر جلد اول دیباچہ صفحہ ۶ مطبوعہ لندن۔

[2] تاریخ فتح ہسپانیہ اہل عرب مع کارنامہ تمدن جو انھون نے یورپ کو بخشی۔ مصنفہ ہنری کوپی جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء۔

وان کریمر کی رائے خلفائے بغداد کی مذہبی مسالمت کے متعلق

۶۵- اڈنبرا ریویو کے ایک مضمون نگار نے وان کریمر کی کتاب خلفائے بغداد پر ریویو کرتے ہوئے خلفائے بغداد کے مالی اور قانونی انتظامات کے متعلق یہ لکھا ہے۔

" جب ان کا انتظام زیادہ پیچیدہ ہوگیا تو اُن کا تمام مالی انتظام رفتہ رفتہ عیسائیون اور ایرانیون
" کے ہاتھ مین آگیا - عبدالملک[51] نے اس جوش مین آکر کہ تمام انتظام مملکت، خالص عربی ہونا چاہیے
" غیر عرب ملازمین کو برطرف کردیا - لیکن بعد مین اُسے ثابت ہوا کہ انھین بحال کرنا ضروری ہے صرف
" چند عرب اُن مسائل کے لئے جن مین خاص تعلیم کی ضرورت ہے کافی ہین -
" ہم بیان اُن عیسائیون اور غیر مذہب والون کی حیثیت کے متعلق جو عربی حکومت مین تھے
" چند الفاظ لکھنے کے لئے ایک منٹ کے لئے ٹھیر جاتے ہین - پیغمبرؐ نے عیسائی اور یہودی مذاہب
" اور دیگر فرقون مثلاً پیروان مانی و زردشت وغیرہ مین خاص امتیاز رکھا تھا - اول الذکر دو مذاہب کے
" ساتھ بہ نسبت دیگر مذاہب کے زیادہ مسالمت روا رکھی گئی تھی - اور اس سے انکار نہین ہوسکتا
" کہ عام طور پر ان دو مذہب والون کی حالت ایسی ناگوار نہ تھی جیسی کہ بعض اوقات بیان کی جاتی ہے
" اس بیان کو بلفظہ تسلیم نہین کرلینا چاہیے کیونکہ مختلف ممالک اور مختلف خلفاء کے زمانہ مین عیسائیون
" کے ساتھ مختلف برتاؤ تھا - بلدہ کے عیسائی بمقابلہ زراعت پیشہ عیسائیون کے زیادہ اچھی حالت
" مین تھے - بلدہ کے عیسائی ایک حد تک تعلیم یافتہ اور مفید بلکہ سلطنت کے علمی شعبون کے لئے
" ضروری ہوتے تھے - مگر زراعت پیشہ عیسائی خزانہ کی اس کمی کو پورا کرنے تھے جو مسلمانون کے
" مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے واقع ہوتی تھی - بعض نے اس پر بہت کچھ زور دیا ہے کہ عیسائیون کو ایک
" خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا - لیکن یہ کسی ذلت کے خیال سے نہ تھا بلکہ مختلف اہل مذاہب کے
" امتیاز کے لئے تھا - عیسائیون کی دماغی سعی بے اثر نہ رہی مسلمان یونانی فلسفہ علم طب اور دیگر دقیق فنون
" کے لئے اُن کے ممنون ہین - اور اسلامی خیالات مین عیسائی مذہب کی وجہ سے بہت کچھ تغیر و
" تبدل پیدا ہوا - نسطورین کیتھولک اور "پرنس آف دی کیپ ٹوٹی" کو بغداد مین جو عزت حاصل تھی

[51] مضمون نگار سے یہ غلطی ہوگئی ہے - عبدالملک خلفائے بنو امیہ سے تھا نہ کہ خلفائے عباسیہ سے -

" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان دیگر مذاہب کے سرداروں سے اچھا برتاؤ کرتے

" تھے ۔ [51]

پروفیسر پورٹر کی راے ترکی مسالمت پر

۶۶ - پروفیسر جے - ال پورٹر اپنے لکچر مین جو اُنھون نے بمقام گلاسگو ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء
مین دیا یہ کہتے ہین -

" تاریخ ثابت کرتی ہے نیز سلاطین ترکی اور تاریخ ہسپانیہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ فرقہ اسلامی کی
" مذہبی بنیاد قیاساً خواہ کیسی ہی سخت کیون نہو لیکن عملاً وہ کبھی تمام مذاہب مین کامل مسالمت کے
" حائل نہین ہوئی جو لوگ اُن کے قومی مذہب سے اختلاف رکھتے ہین - انہین صرف ایک قسم کا ٹکس
" ادا کرنا پڑتا ہے باقی تمام حالات مین وہ آزاد ہین - یہ مشہور بات ہے اور کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا
" کہ مختلف عیسائی اقوام مثلاً ارمنی - یونانی - شامی - مرونی ٹرکی مین ابتداے سلطنت سے ابتک
" کامل آزادی کے ساتھ رہتے ہین اور یہی نہین بلکہ ہر قوم کو سلطان نے اپنے اپنے دیوانی اور
" مذہبی معاملات کے انتظام کرنے کا حق دے رکھا ہے - بلدہ اور مضافات کی کونسلون مین بھی
" ہر فرقے کا مذہبی وکیل بیٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ملکی وکیل بھی رہتا ہے کیا اب بھی ہم کہہ سکتے
" ہین کہ وہان مذہبی آزادی نہین ؟

" ترکی کی تاریخ کا یورپ کی عیسائی اقوام کی تاریخ سے مقابلہ کیجئے - گبن نے ایک قدیم ترکی
" سلطان کی نسبت خوب کہا ہے کہ " یورپ کی کیتھلک اقوام جنھون نے لغویات کی حمایت ظلم و
" ستم زیکے کی اُنھین ایک وحشی کے مثال کے سامنے خجل ہونا ہوگا جو فلسفہ کے نتائج کو عمل مین لایا ہے "
" ترکی نے کبھی تحقیقات مذہب کی عدالتین قائم کرکے قاعدہ اور ضابطہ کے ساتھ شرمناک ظلم وستم
" اور جبر و تعدی نہین کی اس کا دامن اس دھبّے سے پاک رہا ہے - ترکی نے کبھی ظالمانہ طور
" سے اُن لوگون کو جو اس کے مذہب سے اختلاف رکھتے تھے جلاوطن نہین کیا - اُن غریب

---

[51] اڈنبرا ریویو نمبر (۳۱۸) بابتہ ماہ اپریل ۱۸۸۲ء مضمون نمبر ۳ تمدن اہل مشرق زیر حکومت خلفا صفحہ ۳۵۱ - ۳۵۲
وان ا - کریمر مطبوعہ وائینا ۱۸۷۵ء -

" سے خانمان یہودیون کوجنھین جرمنی - انگلینڈ فرانس - اسپین نے پے در پے طرح طرح کی ایذائین اور
" تکلیفین پھنچائین ٹرکی ہی نے پناہ دی -
" "مسیحیت کے لئے اور خاص کر اس مسیحیت کے لیے جو روس اور یونان مین پائی جاتی ہے بڑی مشکل
" پڑی اگر وہی طریقہ اور جوش اس کے ساتھ برتا جاے جو اُن مضامین مین پایا جاتا ہے - جو مشرقی
" مسائل اور اسلام کے متعلق لکھے جاتے ہین - جب اُن مضامین کو شائستہ اور مہذب ترک اور دیگر
" اقوام کے روشن خیال لوگ پڑھتے ہون گے تو اس سے ہماری قوم کی صداقت اور بے تعصبی پر
" ضرور برا اثر پڑتا ہوگا -

امریکہ کے مشنریون کی راے ترکی سالمت پر -

" ترکی سالمت پر مین ایک ایسے شخص کی راے کا اقتباس کرتا ہون جو اس معاملہ مین مجھ سے
" زیادہ تجربہ رکھتا تھا - یہ شخص مشہور امریکن مشنری ڈاکٹر ایلی سمتھ ہے - یہ شخص اس ملک مین پچاس برس
" رہا ہے اور اس نے وہان کے باشندون کی حالت اور خصائل کے مطالعہ کے لیئے خاص طور پر
" ملک کے ہر حصے مین سفر کیا ہے اور اپنے زمانہ کا بہت بڑا اور کامل مشرقی السنہ کا ماہر تھا اور صائب
" راے اور عالی خیالی مین اس کا کوئی نظیر نہ تھا - غیر مسلمون کو جو اس ملک مین آزادی حاصل ہے
" اس کے متعلق وہ یہ لکھتا ہے -

" یہ وجوہ اختلاف آراے کے مصالحت کے لیے یقیناً ہمارے خیال کے مناسب نہین ہین
" لیکن ان سے جو نتایج پیدا ہوتے ہین اور جب ہم اُن پر عمل کرتے ہین تو عملی طور پر ترکی مین غیر مسلمون
" کو اس قدر ایمان کی آزادی حاصل ہے جو یورپ کے کسی ملک مین نصیب نہین " اس کے بعد
" پھر وہ کہتا ہے " اس مین شک نہین کہ بعض نالایق مجسٹریٹون کی ذلیل کارروائیون اور دست
" درازیون اور متعصب رعایا کی زبردستی سے اس مین رکاوٹین پیدا ہوجاتی ہین اور اس بات کا
" ڈر ہے کہ جسطرح دارالخلافہ مین مذہبی ہیبونی سیل انتظام ہے اضلاع مین بھی اُسے توسیع دیجاے
" خصوصاً اس اثر کی قوت سے جو ترکی انتظام پر یورپ کی ترب وجوار دول کا پڑتا رہتا ہے - اگر وہ

" ان مداخلتوں سے آزاد ہو جاوے تو ہم بلا تامل یہ کہہ سکتے ہین کہ ہم اس آزادی پر راضی و شاکر
" ہین جو از روے شرع اسلام ہمین حاصل ہے۔ اس سالمت کی وسعت عام طور پر معلوم ہونی چاہئیے
" اور یہ اُس قانون کے لئے قابل تعریف امر ہے جو اس قسم کی آزادی عطا کرتا ہے اور تمام بیرونی
" اثرات جو اس آزادی کے مخل ہین قابل نفرت ہین۔ مجھے یقین ہے کہ ہمین یورپ مین حکومت مین
" کبھی اس قدر آزادی نصیب نہین ہو سکتی سواے ایک دو آزادی پسند پروٹسٹنٹ حکومتون کے
" ڈاکٹر گوڈوین جو تیس سال تک ٹرکی مین اور خصوصاً قسطنطنیہ مین رہا اس نے ۶ نومبر ۱۸۶۱ء کو
" یہ راے ظاہر کی۔
" جب ہم پہلے پہل ٹرکی مین آئے اس وقت اور اس کے بعد کئی سال تک ہم قسطنطنیہ مین
" نہ رہ سکے اگرچہ دوسرے فرنگی مختلف مقامات مین موسم گرما بسر کرنے کے محل رکھتے تھے مگر آرمینیون
" یونانیون اور اہل کیتھولک کے اثر کی وجہ سے ہم اس رعایت سے محروم رہے۔ لیکن ترک اب
" ہمارے دشمنون کی باتون یا شکایتون کو نہین سنتے اور اب ہم جہان چاہتے ہین بغیر کسی تکلیف
" وایذا کے رہتے ہین۔ ہم جہان چاہتے ہین مدرسے قائم کر سکتے اور گرجے بنا سکتے ہین کہتے ہین کہ مذہبی
" آزادی کا فرمان ترکی مین براے نام ہے اور اس پر کبھی عمل نہین ہوتا۔ لیکن اس قدر جواب دینا
" کافی ہے کہ فرمان جاری ہونے سے قبل جس قدر ہر ہفتہ ایذا دہی اور تکلیف رسانی کی واردات کی رپورٹین
" پہنچتی تھین اب اس قدر سال بھر مین بھی نہین واقع ہوتین۔
" پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ترک آزادی کے قول و قرار مین سچے نہین ہین بلکہ یہ غیر ممالک کے دباؤ سے
" آزادی دینے پر مجبور ہین۔ مگر سچ بات یہ ہے کہ جہان تک مذہب پروٹسٹنٹ کا تعلق ہے اس کی
" مخالفت کے لئے ہمیشہ باہر سے دباؤ ڈالا گیا ہے جس قدر بیرونی اثر آزادی کی خاطر ڈالا جاتا ہے اس سے
" دس گنا بلکہ سو گنا زیادہ آزادی مذہب و ایمان کی مخالفت کے لئے عمل مین لایا جاتا ہے۔ ارمنی
" یونانی اور کیتھولک فرقے بہت قوی ہین اور بہت بڑا اثر اور دباؤ ڈالتے ہین اور ہمیشہ ایک دوسرے
" کی مخالفت کرتے ہین اور ترکون کو اپنی طرف رکھنے کی کوشش کرتے ہین۔ آگے چل کر وہ خلاصہ

" کے طور پر یہ کہتا ہے۔

" جو کوئی گذشتہ چالیس سال تک مشنری ہیرلڈ پڑھتا رہا ہے اُسے معلوم ہوا ہوگا کہ ہماری ایذا رسانی
" کی سو واردا توں میں سے شاید ۹۹ ایسی ہین جن سے ترکون کو کوئی واسطہ نہیں بلکہ ان کی محرک لاتی جہتم
" کلیسا ہین۔ ترک لوگ کبھی اپنی طرف سے ہمین ایذا پہنچانے خیال نہین کرتے۔

" اس سے ترکی سالمت صحیح طور سے معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر سمتھ اور ڈاکٹر گوڈیل اس کیفیت
" سے بخوبی واقف ہین۔ اُن کی ہرگز یہ خواہش نہین معلوم ہوتی کہ وہ غلطیون کو چھپائین یا ترکی
" بدانتظامیون کو کم کر کے دکھائین۔ اُن مین اپنے جتھے کی وہ جانب داری نہین پائی جاتی جو بدقسمتی
" سے آج کل بہت زورون پر ہے اور جس کی وجہ سے بڑے بڑے عالی دماغ لوگون کی راے اور عقل
" پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اِن صاحبون نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض سچ کی خاطر سے لکھا ہے۔ اور اُن کے
" خلوص اور صداقت کے لیئے یہ کافی شہادت ہے کہ اُنھون نے اپنی قابلیت اور زندگیون کو ترکی کے
" عیسائیون کی اصلاح کے لیئے قربان کر دیا۔

" یہان تک کہ اہل بلغاریہ نے یونانی مذہبی عہدہ دارون کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ترکون سے
" اپیل کیا کیونکہ یونانی اس کوشش مین تھے کہ وہ اہل بلغاریہ کو مذہبی آزادی اپنی زبان اور قومیت
" سے بھی محروم کر دین۔ اور یہ کام اُنھون نے روسی سرپرستی مین سرانجام دینا چاہا تھا۔ ایک شریف
" تعلیم یافتہ بلغاری پال مال گزٹ بابتہ ۱۸۶۵ع مین اپنی قوم کی نسبت مفصلہ ذیل الفاظ لکھتا ہے۔

" چونکہ ہم صدیون سے ترکی کے زیر حکومت ہین لہذا ہم اُسے اپنی قومیت کا محافظ سمجھتے ہین۔
" اور ہم جو ترکی سے مالوف ہین اس کے دو وجوہ ہین۔ ایک عادت دوسری اپنی غرض۔ انگلستان
" مین بعض پارٹیون (گروہون) نے یہ فرض کر لیا ہے کہ اہل بلغاریہ روس کو بڑی خوشی سے اپنا محافظ
" تسلیم کرین گے۔ مجھے اس مین شبہ ہے بلکہ مجھے یہ یقین ہے کہ اگر ان مین سے ایک ایک
" کی راے طلب کی جاے تو سب کے سب اوس کی حکومت سے تنفر ظاہر کرین گے "

؂ انگلینڈ بس ڈیوٹی ان دی ایسٹرن دلی کلٹی۔ لکھے از جے ایل پورٹر صفحہ ۱۴ - ۱۹-

چارلس ویلیس کی راے ترکی منتاپر

۶۷ - مسٹر چارلس ویلیس اپنی کتاب آرمی نیئن کمپین مین لکھتے ہین۔

" ایشیاے کوچک مین مین نے جو کچھہ مشاہدہ کیا ہے وہ کونسل جنرل نکسن کی رپورٹ مورخہ ۱۵ جون ۱۸۷۷ع

" منمقام بغداد سے بالکل مطابق ہے اور اس لیے مین یہ مناسب سمجھتا ہون کہ اس فقرہ کو بعینہ

" نقل کردون۔

" مین بلا تامل اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ ترکی افسر دولت عثمانیہ کے اس حصہ مین عیسائیون اور

" یہودیون سے نہایت درجہ مصالحت اور مسالمت کا برتاؤ کرتے ہین اور مینے کبھی کوئی ایک واقعہ بھی ایسا

" نہین سنا جس مین انھون نے اُن سے بُرا برتاؤ کیا ہو یا لڑے جھگڑے ہون - درحقیقت جہان

" تک میرا تجربہ ہے مین کہہ سکتا ہون کہ مسلمان عیسائیون کے معاملہ مین بہت متحمل ہین - حالانکہ عیسائیون

" کا معاملہ مسلمانون سے ایسا نہین ہے - عیسائیون کو وہی حقوق اور رعایتین حاصل ہین جو اُن کے

" مسلمان بھائیون کو اور اگرچہ انصاف بہت مستعدی کے ساتھہ نہین کیا جاتا لیکن بے رو رعایت

" کیا جاتا ہے۔ ۵۷

کپتان جیمس کرے کی راے ارض روم کے قبضہ سے کے متعلق

۶۸ - کپتان جیمس کرے روسیون کے قبضہ ارض روم کے متعلق مفصلہ ذیل راے لکھتا ہے۔

" روسیون کے قبضہ کو دیکھہ کر دل مین ایک پھریری سی پیدا ہوتی تھی اور اس مین کچھہ شک و شبہ

" نہین معلوم ہوتا تھا کہ ارمنی یہ سمجھتے تھے کہ انھین اپنے ظالمون کے پنجہ سے خلاصی نصیب ہوئی ہے

" اور اس دن کو وہ بڑا مبارک خیال کرتے تھے۔

" ارض روم کی تمام آبادی باہر نکل آئی - اُن کی آنکھون سے مارے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے

" اور وہ پیش کی درج کے سپاہیون کا خیر مقدم کر رہے تھے عورتین اور لڑکیان گیت گا رہی تھین اور

" رستے مین پھول بکھیر رہی تھین اور لوگون مین ترکون کی قید سے رہائی پانے کا اس قدر جوش بھرا

" ہوا تھا کہ ارمنی لوگ اپنا مال و اسباب کوڑیون کے مول بیچ بیچ کر روسیون کے ساتھہ سرحد کے پار

۵۷ - دی آرمی نین کمپین مولفہ چارلس ویلیس دیباچہ صفحہ ۱۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ع

" جا رہے تھے تاکہ زار کی حفاظت مین جاکر آباد ہون۔

" روسی لوگ جب ۱۸۷۷ء کے آخر مین اُسی مقام پر پہنچے تب بھی ارمنی ویسے ہی خوش ہوئے

" تھے اور انھون نے اپنے اطمینان کے اظہار اور فاتحین کی خوشی کے لئے اُن کا خوشی خوشی اس

" طرح کام کیا - جیسے کوئی مزدور یا نوکر کرتا ہے -

" لیکن اس عام خوشی مین ایک استثنا بھی پایا جاتا تھا اور وہ یہ کہ اگرچہ متعصب اور گریگوری اہنی

" روسیون کے جانب دار تھے مگر رومن کیتھلک ارمنی اپنے متعصب ہم وطنون یا روسی دوستون کے

" ہمدردی اور حفاظت سے ڈرتے تھے -

" مین نے جہانتک اُن کے پادریون سے سنا وہ یہ ہے کہ وہ زار کے مقابلہ مین بدرجہا سلطان

" کی حکومت کو ترجیح دیتے ہین - یورپ کا اُن سے یہ ارشاد ہے کہ تم روسیون سے ترکون کی نسبت

" زیادہ نفرت وحقارت کرو اور وہ اس کی تعمیل کرتے ہین -

آرمنیا کو روس کے زیر حکومت کرنا بالکل فضول ہے

۷۹ - آرمنیا کو عیسائی فرمان روا کے تحت نشین کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا - تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب کبھی عیسائی قوم کو سلطان کی حکومت سے نکال کر عیسائی فرمان روا کی حکومت مین کر دیا گیا ہے تو خود اس قوم نے اس پر بہت رنج و تاسف ظاہر کیا ہے اور بہت سی شکایتین کی ہین - تمام اسلامی ممالک مین عیسائیون کے مختلف فرقے آپس مین ایک دوسرے کے سخت دشمن ہوتے ہین - انہین غیر عیسائی لوگون سے اتنی عداوت نہین ہوتی جتنی آپس مین ہوتی ہے - اگر انھین آزاد چھوڑ دیا جائے تو ایک دوسرے کو خوب ستائین - اسلامی حکومت مین اس قدر مداخلت ان کے ساتھ نہین کی جاتی -

مسٹر آرجی سے تم کبھی ہی رائے ہے اگرچہ ان کا خیال ہے کہ جو مثالیں اوپر مثالین بیان کی گئی ہین وہ مستثنیٰ ہین اور مسلمانون کو مذہبی آزادی اور سلامت مستقل یا کامل لحاظ مین کبھی نہین ہوئی اور اُن - یہ عقیدہ ہے کہ بُری سی بُری عیسائی حکومت بھی عیسائیون کے لئے

بہ نسبت مسلمان حکومت کے زیادہ بہتر ہے - وہ لکھتے ہین کہ

" اس بیان مین کسی قدر ترمیم کی ضرورت ہے اور تاکہ تمام بیان ٹھیک رہے یہ ضروری
" ہے کہ عیسائی متحد ہون - یعنی تمام آبادی جو منتقل کی جائے وہ ایک فرقہ اور عقیدہ اور ایک کلیسا کی
" ہو یا تمام گریک کیتھلک ہون یا رومن کیتھلک - لیکن جب تفریق برابر کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ حکومت
" اسلامی ہو -

آرمینیا مین بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ ترکی آرمینیا مین مذہبی اتحاد بالکل نہین - رومن کیتھلک آرمنی اپنے حریف گری گوریون کے تفوق سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہین -

ترکی مین غیر ملکی مداخلت

۷۰ - اس تجویز کے متعلق کہ آرمینیا مین غیر مسلم گورنر مقرر کیا جاوے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ کیون ترکی کے اندرونی انتظامات مین مداخلت کی جاتی ہے - معاہدۂ پیرس سنہ ۱۸۵۶ع مین ایک ایسا فقرہ ہے جس کی روسے دول پر لازم ہے کہ وہ ترکی کے اندرونی معاملات مین دخل نہ دین - اس معاہدے سے نہ صرف روس کے دعاوی ضعیف ہوگئے بلکہ ترکی کے تعلقات عیسائی دول سے اصول کے ساتھ مستقل ہوگئے - فرانسیسی طرز گفتگو مین یون کہنا چاہیئے کہ گویا دولت ترکی دول یورپ کے خاندان مین شریک ہو گئی - اور اصلاحات کا جو مقصد یہ ہے کہ عیسائی رعایا سے اچھا سلوک کیا جاوے اور ترکی مین جہان بانی کے زیادہ عمدہ اصول اختیار کیئے جائین تو اس کی روسے اس حیثیت کے حاصل کرنے کے لئے یہ کافی ضمانت ہے - سلطان عبدالمجید نے خط ہمایون (فرمان شاہی) بابتہ سنہ ۱۸۵۶ع کی روسے جو اعلان کیا وہ قسطنطنیہ مین ترکی وزرا اور یوروپین سفرا کے مشترکہ مشورہ سے انگریزی سفارت مین تیار کیا گیا تھا - اور صلح وامن کے عام قانون کا جز قرار دیا گیا تھا - لیکن اس مین شرط یہ تھی کہ یہ قانون دول خارجہ کے لئے معاملات ترکی مین مداخلت کا حیلہ نہ سمجھا جاوے - لیکن معاہدہ پیرس کی اتباع اب برٹش گورنمنٹ پر لازم نہین کیونکہ گذشتہ روسی ترکی جنگ مین انگریزی گورنمنٹ نے اپنے آپ کو الگ رکھا - اور گویا پیرس

کے معاہدہ مین حصہ نہین لیا۔

۱۷۔ قانون بین الاقوام کی رو سے کوئی سلطنت کسی دوسری سلطنت کے اندرونی معاملات مین دخل نہین دے سکتی۔ وٹیل جو قانون بین الاقوام کے مضمون پر سب سے عمدہ لکھنے والا ہے حسب ذیل لکھتا ہے۔

"ہر قوم اپنے افعال کی مالک ہے جب تک کہ اُن افعال سے دوسرون کے حقوق پر اثر
" نہ پڑے۔ یہان تک کہ اگر کسی سلطنت کا انتظام بُرا ہے تو بھی دوسری سلطنتون کو خاموش رہنا
" لازم ہے۔ کیون کہ انھین کسی کو طریقہ عمل بتانے کا کوئی حق نہین ہے"[۱]

اس کے بعد پھر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ کسی بادشاہ کو کسی دوسرے کے افعال پر راے لگانے کا حق نہین ہے اور نہ اُسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے طریق عمل کے بدلنے پر مجبور کرے۔

" اگر وہ اپنی رعایا پر ٹکس کا بوجھ ڈالتا ہے اور اُن پر بیرحمی سختی کرتا ہے تو اس معاملہ سے صرف
" اُسی قوم کو تعلق ہے۔ کسی دوسرے بادشاہ کو یہ حق نہین کہ وہ اُسے اپنا طریق عمل بدلنے یا زیادہ
" دانشمندانہ اور منصفانہ اصول اختیار کرنے پر مجبور کرے"[۲]

۷۲۔ رائٹ آنربل لارڈ مانٹیگو ممبر پارلیمنٹ وٹیل کی راے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہین۔

وٹیل کی راے خارجی مداخلت پر

" لہذا قانون اقوام کے رو سے سلطان ایک خودمختار بادشاہ ہین۔ ہمین قانون اقوام کی رو سے
" کوئی حق حاصل نہین کہ ہم ترکی معاملات مین دخل دین اجس سے اُن کے شاہانہ اقتدارات یا خوداختیاری
" مین فرق آے سواے اس حالت کے جب انصاف کا تقاضا ہو۔ جس طرح کسی شخص کو یہ حق حاصل
" نہین کہ وہ اپنے ہمسایہ کے گھر مین گھس کر اُس کے مال و اسباب کا انتظام اپنی خواہش کے مطابق کرنا
[illegible]

[illegible]

یہان رائٹ آنریبل لارڈ نے ورنہ غیر مداخلت کے لیے ایک قید یا استثنا قائم کیا ہے یعنی بیتقاضائے انصاف مداخلت کرنا فرض ہے۔ اگر سلطان اپنی رعایا پر ظلم کرنے یا اُن کے حقوق پامال کرنے سے انھین بغاوت پر آمادہ کردے تو ہم صرف صیح کی حمایت مین نہ کسی دوسر خیال سے مداخلت کر سکتے ہین۔ اس بیان کی تصدیق وٹیل نے بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"اگر بادشاہ سلطنت کے لئے بلا ثابت ہو تو وہ اپنے تیئن ذلیل کرتا ہے۔ اُس کی حالت
"ملک کے دشمن کی سی ہے جس کے خلاف قوم کو حق ہے کہ وہ اپنی حفاظت کرے۔ اگر وہ مطلق العنان
"ہے اور اس کی حکومت سے اندیشہ ہے کہ ملک تباہ و برباد ہو جائے گا تو قوم کو چاہیئے کہ اُس کا
"مقابلہ کرے اُس کے لئے سزا قرار دے یا اس کی اطاعت سے باہر نکل جائے"[۵۱]

پھر وہ دیگر دول کی نسبت لکھتا ہے۔

"اگر کوئی بادشاہ اصولی قوانین کی خلاف ورزی کرے تو وہ اپنی رعایا کو اپنے مقابلہ کے لئے قانونی
"حق دیتا ہے۔ اگر ظلم جو ناقابل برداشت ہے قوم کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اُس کے مقابلہ مین اپنی حفاظت
"کرین تو غیر سلطنت کا فرض ہے کہ ان مظلوم لوگون کی حمایت کرین جو ان سے امداد طلب کرتے ہین
"لہذا جب سلطنت کے حالات اس قدر خراب ہو جائین کہ نوبت خانہ جنگی کی آ جائے تو دول خارجہ اس
"فریق کی حمایت کر سکتی ہین جو ان کے خیال مین راستی پر ہے"[۵۲]

وٹیل نے ایک اور اصول بھی قائم کیا ہے جو مذہبی شورش کے زمانہ مین ہر سلطنت کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ "جب کسی مذہب پر ظلم ہو رہا ہو تو اس کی ہم مذہب قوم خارجہ صرف یہی کر سکتی ہے کہ اپنے بھائیون کے لئے سفارش و شفاعت کرے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰ مصنفہ رائٹ آنریبل لارڈ رابرٹ مان ٹیگو ممبر پارلیمنٹ صفحہ ۹۵ مطبوعہ لندن ۱۸۷۰ء

۵۱ وٹیل کتاب (۱) باب ۴ صفحہ ۱۸۔

۵۲ وٹیل کتاب ۲ باب ۴ صفحہ ۵۶۔

خارجی مداخلت بیکار اور غیر ضروری ہے

۷۳ - لہذا ازروے قانون اقوام مداخلت کا ہرگز حق حاصل نہین ہے جب تک یہ ثابت نہ کیا جاے کہ سلطان کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ کیا گیا ہے جس کی روسے حق مداخلت حاصل ہے - اور مین نے گزشتہ فقرہ مین ظاہر کیا ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ نہین ہے بلکہ برخلاف اس کے معاہدہ پیرس ایسی مداخلت کا مانع ہے اور نہ یہہ ثابت ہوا ہے کہ سلطان ہمیشہ ناانصافی اور ظلم کرتے رہتے ہین - اور وہ اپنی عیسائی رعایا پر مذہبی بنا پر جبر و تعدی کرتے ہین - ایسی حالت مین یورپ کی کسی دولت کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ ترکی کے اندرونی معاملات مین دخل دے؟ کوئی معاہدہ اس مضمون کا نہین ہے اور پیرس کے معاہدہ پر جو اس قسم کی مداخلتون کے خلاف ہے پورا عمل درآمد نہین ہوا ہے -

ارمنی ترکی کو روس پر ترجیح دیتے ہین

۷۴ - پادری میکال تحریر فرماتے ہین -

" اگر ارمنیون کو موجودہ حالت اور روسی الحاق مین انتخاب کرنے کا اختیار دیا جاے تو وہ یقینی
" روسی الحاق کو پسند کرین گے اور وہ اس کے وقوع مین بہت کچھ مدد دے سکتے ہین اور دین گے" ۵۱

ارمنیون کو جو روسیون سے نفرت ہے وہ ترکی کی نفرت سے کم نہین ہے - لیکن ارمنی کبھی روسیون کو ترکی پر ترجیح نہین دین گے - وہ باوجود شکایات کے ترکی حکومت کو پسند کرتے ہین اور روسی فرمان روائی سے خوش نہین ہین - صرف اس وجہ سے کہ ترکی مین انھین زیادہ مذہبی اور قومی آزادی حاصل ہے - روس سے انھین یہ توقع نہین -

ترکی حکومت مین ارمنیون کو سیلف گورنمنٹ (سوراج) حاصل ہے کیون کہ انھین اپنی زبان اور بچون کی تعلیم مین کامل آزادی حاصل ہے اور سرکار کی طرف سے مطلق مداخلت نہین کی جاتی - اور اس سلیئے وہ کبھی موجودہ حکومت کے بجاے کسی ایسی حکومت کو پسند نہ کرین گے جو نہایت احتیاط کے ساتھ ایسے قواعد تجویز کرتی ہے جس سے ان کی خاندانی زندگی تک مین بھی مداخلت کی جاتی ہے اور جو اپنی نامقبول زبان کو انھین زبردستی سکھانا چاہتی ہے

۵۱ کنٹمپوریری ریویو ماہ اگست ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۰۱

اِلا اُنھین ارمنی قوم سے بدل کر روسی قوم بنانا چاہتی ہے - پچاس سال کے عرصہ مین روسی آرمینون کی اخلاقی تباہی کے لیے وہ کام کرین گے جو ترک کئی صدیون مین نہ کر سکے - علاوہ اس کے وہ بہ نسبت روس کے ترکی مین زیادہ آزادی کے ساتھ تجارت کر سکتے ہین جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ارمنی نہایت دولت مند قوم ہوگئی ہے اور سارے ملک کی تجارت اُن کے ہاتھ مین ہے - یہ بہت بڑے فوائد ہین اور باوجود چند شکایات کے وہ کبھی یہ پسند نہ کرین گے کہ ظاہراً زیادہ تر آزادی کے لئے روس کے زیر حکومت چلے جائین - جو اگرچہ دور سے بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ روس کے ناگوار حاکمانہ اور جابرانہ قواعد کے سامنے وہ کچھ کارآمد نہین ہو سکتی - رومن کیتھلک ارمنی روسی حکومت کے مقابلہ مین ترکی حکومت کو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہین - اور وہ ترکون کے مقابلہ مین روسیون سے بہت زیادہ نفرت کرتے ہین - گری گورین ارمنی روسیون کو محض روسیون کی سازش کی وجہ سے پسند کرتے ہین -

اس بحث پر فرنڈ برنبی کی رائے

۷۵ - کپتان فرنڈ برنبی کو اپنی سیاحت ایشیاء کوچک مین دو با اثر ارمینون سے قسطنطنیہ مین گفتگو کا موقع ملا جسے وہ معرض تحریر مین لائے ہین - چنانچہ وہ لکھتے ہین -

" ان دو صاحبون مین سے ایک صاحب سے جو گفتگو ہوئی اس سے بہ آسانی یہ معلوم
" ہو سکتا تھا کہ وہ روس کے زیر حکومت ہونے کے خیال کو ہرگز پسند نہین کرتے تھے -
" مین نے دریافت کیا کہ جنرل اِگ نے ٹیف نے جو خیال ظاہر کیا ہے کہ بلگیریا کو ترکی حکومت
" سے آزاد کر دینا چاہیئے - اس کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے - اُن مین سے ایک نے جواب دیا
" کہ یہ نہین ہو سکتا - اِس مین بڑی دقت ہے ایسی حالت مین ہمارے لوگ ارمینا مین صلح و امن
" کے ساتھ نہ رہ سکین گے - اگر عیسائیون کو یورپ مین بھی وہ رعایتین حاصل ہوگئین جو ارمینون
" کو ایشیا مین حاصل نہین ہین تو ہمارے لوگ بہت برہم ہون گے -
" " دوسرے نے جواب دیا کہ " بات یہ ہے کہ ہم روسی رعایا بننا نہین چاہتے - اگر ایسا ہوا تو ہم خوب

" جانتے ہین کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا - ہمین کبھی اپنی زبان استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی - اور ہم پر
" بہت کچھ دباؤ ڈالا جائے گا کہ ہم اپنا مذہب بدل دین - ہمین خوب معلوم ہے کہ پولینڈ کے رومن کیتھلک
" لوگون سے کیسا برتاؤ کیا گیا - ہم ہرگز نہین چاہتے کہ ہم سے بھی ایسا ہی برتاؤ کیا جائے -
" پہلے صاحب نے پھر کہا کہ ہم جو کچھ چاہتے ہین وہ یہ ہے کہ تمام فرقون سے یکسان برتاؤ کیا جائے
" اور جب کسی عدالت مین عیسائی کا نام آئے تو اس کے بیان کو ایسا ہی سمجھا جائے جیسے کہ مسلمان کے
" بیان کو اگر اندرون ملک کے مختلف شہرون کے کیمپ کنون (یعنی ڈپٹی گورنرون) اور قاضیون کو اس
" معاملہ مین انصاف کرنے پر مجبور کیا جائے تو پھر ہمین شکایت کا کوئی موقع نہین - اگر روسی ڈین مین
" آجائین گے تو ہمارے ہم وطنون کی حالت موجودہ حالت کی نسبت دس گنا زیادہ خراب
" ہو جائے گی " ۵۱

ارمنی سیلف گورنمنٹ کے ناقابل ہین

۷۶ - مسٹر چارلس ولیم اپنے ذاتی مشاہدات سے جو انھین ایشیا کوچک مین حاصل ہوئے یہ لکھتے ہین -

" مین اسے بالکل صحیح اور سچ یقین کرتا ہون کہ اناٹولیا اور آرمینا کے عیسائی بلحاظ گوناگون
" رعایات اور مالی اور جانی حفاظت کے زمانہ امن مین مسلمانون کی نسبت کہین اچھی حالت مین ہین
" ایک قابل منشی جس نے بوسینا کی لڑائی (۱۸۷۶ء) مین کام کیا تھا مجھسے کہا کہ ایک موقع پر جب قتل
" کی واردات ہوئی اور صاف طور پر اس بات کا سراغ لگ گیا کہ اس جرم مین ایک مسلمان اور ایک عیسائی
" شریک ہے تو مقامی پاشا نے مسلمان کو تو سب سے قریب درخت پر فوراً پھانسی دلوادی اور یونانی
" کو کئی ہفتہ تک قید مین رکھا - جب اس سے سوال کیا گیا کہ یہ امتیاز کیون کیا گیا تو اس نے جواب
" دیا کہ اگر مین عیسائی کو پھانسی دے دون تو آدھے درجن کونسل میری جان کھا جائین گے - اور میری
" عافیت تنگ کر دین گے - کم سے کم کوئی بیس انگریزی اخبارون میں مجھے ظالم جابر کا بانی قرار دین گے

۵۱ - آن ہارس بیک تھرو ایشیا مائنر مولفہ کپتان فریڈ برنبی جلد ا صفحہ ۲۰ و ۲۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء عیسوی -

" اسی طرح ایشیائی ترکی مین متصرفات کے حکام نہ صرف آج کل بلکہ ہمیشہ اور عام طور پر ارمنیون
" یونانیون پراٹسٹنٹون اور نسطوریون کی آزادی جان و مال کے معاملہ مین بہت رحیمانہ برتاؤ کرتے ہین
" حالان کہ مسلمانون کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ نہین کیا جاتا - بیچارے مسلمانون پر نہ صرف فوج
" مین آدمیون کی بھرتی کا بلکہ تمام فوجی رسد وغیرہ کا بھی بار پڑتا ہے - اور مثل کانسل جنرل نکسن
" کے مین نے بھی یہ دیکھا ہے کہ مسلمانون کے ساتھ معاملات کرنے مین ارمنی سوداگر اور دوسرے
" عام ارمنی اپنی فوقیت اور فضیلت کی بڑی شان دکھاتے ہین - حالان کہ بلحاظ ذہانت تعلیم و
" تربیت ایمان داری دجوان مردی وخلوص انھین ہرگز یہ حق حاصل نہین ہے - کپتان برنبی نے
" جو رائے ان عیسائیون کے بارے مین دی ہے مین اُس سے بالکل متفق ہون بلکہ مین اِس پر یہ
" اضافہ کرتا ہون کہ وہ ہرگز اُس سلف گورنمنٹ کے مستحق نہین جس کی وہ خواہش رکھتے ہین - اور
" اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو اُن مین غریب ہین اُنہین بجائے کوڑے پٹوانے کے وہ بچھوؤن سے کٹوائین گے
" آرمینیا مین عیسائیون کو کامل اور اعلیٰ آزادی حاصل ہے - ان کے گرجاؤن کے چوٹیون پر صلیب کے
" نشان نمایان ہین اور سالہا سال سے وہ اپنی مذہبی رسوم اور عقائد کو بجا لا رہے ہین - اور کبھی کسی قسم کی
" مداخلت یا دست اندازی کی کوشش نہین کی گئی - قدیم زمانہ گذشتہ مین جو کچھ حالت رہی ہو لیکن
" اب اسلام تغیر کی طرف مائل ہے اور وہ مختلف فرقون کے ساتھ جو اپنے آپ کو عیسائی لکھتے ہین
" زیادہ نرمی اور مصالحت کا برتاؤ کرتا ہے حالان کہ یہ فرقے ایک دوسرے کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ نہین
" کرتے - اور یہ خیال رہے کہ اگرچہ عیسائی اب بھی کبھی کبھی شکوہ وشکایت کرتے رہتے ہین اور اپنی مصیبتون
" اور تکلیفون کا دکھڑا روتے ہین - مگر یہ سب مصیبتین محض خیالی ہین انھین اگر کسی سے ڈر ہے تو
" اپنی حمایتون کی کامیابی سے - ارمنیون کا ہر فرقہ اور ہر جماعت اِس بات سے خائف ہے کہ کہین روس
" ایشیائی ٹرکی کا الحاق نہ کرے - یہ سچ ہے کہ ارض روم مین ارمنیون کا ایک جتھا ایسا ہے جسے
" مسٹر اویمیولری فوفس خانہ در دہاڑے کھلے خزانہ رشوتین دیکر خراب کر رہا ہے اور یہ لوگ اپنی
" [illegible] یہ چند درجن سے زیادہ نہین ہین

"اور اگر یہ کسی دوسرے ملک مین ہوتے تو یہ ذلیل باغی سمجھ کر کبھی کے جلاوطن کر دیے جاتے یا پھانسی
" دیدیے جاتے - ارمنی آبادی کی کثیر جماعت صرف یہی چاہتی ہے کہ اُنھین اپنے حال پر چھوڑ دیا
" جائے اور بغیر کسی ذاتی بار کے اُٹھانے کے وہ سلطنت کے انتظام مین دخیل رہین - وہ بلا تامل
" اس امر کا اظہار کرتے ہین کہ ہمین روسی الحاق نہین چاہیے کیون کہ روس انھین سپاہی بنائے گا -
" اور اگر انھین ترکون سے کچھ زیادہ محبت نہین ہے تو انھین ترکون کے موروثی دشمنون سے اس سے
" بھی کم محبت ہے - خصوصاً وہ ارمنی جو مشرقی حصہ مین رہتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ روسیون
" کی حکومت کاکیشیا مین کیسی ہے - اگر کل آرمینیا مین عام طور پر ووٹ لیے جائین اور ترکی افسر اور
" روسی ایجنٹ اس مین مطلق دخل نہ دین تو مجھے یقین ہے کہ پانچ فیصدی ووٹ بھی زار
" کے وسیع سلطنت کے ساتھ الحاق کے لیے نہ آئین گے - ؎

ارمنیون مین سوراج کی قابلیت نہین

۷۷ - بلگیریا - بوسینا - ہرزی گوینا اور مانٹی نگرو کی بغاوتین خاص روس کی سازش کا نتیجہ تھین - لیکن یہان مجھے آرمینیا سے بحث ہے اور اس کے متعلق مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ اگرچہ اس کی یہ خواہش رہی ہے کہ موجودہ حکومت مین تغیر ہو جائے تاہم اس نے نہ بغاوت کی اور نہ اس کش مکش سے کچھ فائدہ اُٹھایا وہان کے لوگون مین مطلق کوئی بد اطمینانی نہین ہے وہ نہ کوئی شکایت کرتے ہین نہ بغاوت کی کوشش کرتے ہین - اور اگر اُن سے ایسا کوئی فعل صادر ہوتا ہے تو وہ مکار اور غدار روسیون کی تحریک اور اشتعال کی وجہ سے ہوتا ہے - ترک اگر بُرے ہین تو ارمنی بے انتہا بُرے ہین اگر اِن کی سوراج کی تمنا پوری ہو گئی تب بھی وہ اپنی کمینہ خصلت، بداخلاقی، جہالت، باہمی حسد و رشک اور قومی تعصب کی وجہ سے بالکل ناقابل ثابت ہون گے - اِس سے اُس درخواست کے معنی حل ہو جائین گے جو انھون نے اپنے مذہبی مقتداؤن کے ذریعہ باب عالی مین پیش کی تھی - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دول یورپ کی تجاویز کے مطابق سوراج یا اصلاحین اور رعایتین اہل بوسینا اور ہرزی گونیا کو دی جائین

؎ دی ارمینینز کم مین مولفہ چارلس ولیمس صفحہ (۱۰-۱۳) دیباچہ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء -

تو اس سے سلطنت کے لئے بڑے بڑے خطرے پیدا ہوتے - کیون کہ یہ جدید حقوق گویا بیوفا رعایا اور باغی آسامیون کے لئے ان کی نالایقی کا صلہ ہوتے - اور دوسرے مذہب وملت کے لوگون کے لئے اِس امر کی ترغیب ہوتی کہ بجاے اس کے کہ وہ اپنے عزیز اور فیاض طبع سلطان کے سامنے شکایات پیش کر کے اِس کے انصاف اور فیاضی پر بھروسہ کرین - وہ بھی انھین ذرائع سے اپنا مقصد حاصل کرین -

ترکون اور آرمینون مین منافرۃ

۷۸ - اس مین کچھ شبہ نہین کہ ترکون اور ارمینون مین باہمی منافرۃ پائی جاتی ہے - اور ترک ارمینون سے نفرت اور حقارت کرتے ہین - لیکن اِس منافرت کا باعث نہ سلطان ہے نہ باب عالی اور نہ اسلام - یہ نفرت مذہبی وجوہ سے نہین بلکہ اس کا پتہ یا تو مشرقی کلیسا سے لگتا ہے یا ارمینون کے اخلاقی تنزل سے -

کپتان سن کلیر اور چارلس بروفی مصنفین "ٹوئو پیرس سٹڈی آف دی ایسٹرن کوسچن" (دوازدہ سالہ مطالعہ مسئلہ شرق) لکھتے ہین کہ

" اگر ترک رعایا سے نفرت کرتے ہین تو اِس لئے کہ وہ عیسائی ہین - کیون کہ اگر وہ کسی مذہب
" کو اپنے مذہب کے بعد سب سے بہتر سمجھتے ہین تو وہ عیسائی مذہب ہے - بلکہ یہ نفرت اُن کے خصائل
" اخلاق کی وجہ سے ہے - ایک حساس طبیعت کا شخص ایک سال کلیسا ے یونانی کے مقتداؤن
" کے ساتھ رہنے کے بعد انکار نہ کر سکے گا کہ تمام امور مین یہان تک کہ مذہب مین بھی مشرقی کلیسا پیروان
" اسلام سے بدرجہا کمتر ہے " ۵۱

ریورنڈ ہنری فنیشا ٹوزر نے مسٹر پیری و مسٹر ہبلبارڈ سے جو گفتگو ترکی آرمینیا اور ایشیاء

---

۵۱ "ترک" "گبر" کا لفظ "بلگیریا" کے رومن کیتھلک لوگون کے لئے ہرگز استعمال نہین کرتے کیون کہ وہ عیسائی ہین اور دوسرے اہل بلگیر یا عیسائی ہرگز نہین - ترکون اور رومن کیتھلک لوگون مین جو دوستانہ تعلقات ہین وہ مدبرین سلطنت کے لئے قابل غور ہین کیونکہ یہ رومااور باب عالی کے اتحاد کا ثبوت نہین بلکہ عیسائیت اور اسلام کی حقیقی مصالحت کی دلیل ہے" (ٹوئو پیرس سٹڈی آف دی ایسٹرن کوسچن ان بلگیریا" صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء)

کوچک کے مسلمانون اور عیسائیون کے باہمی تعلقات کے بارہ مین کی اس کا خلاصہ حسب ذیل تحریر فرماتے ہین -

" جب مین نے یہ دریافت کیا کہ آیا ایک عیسائی کی شہادت عدالتون مین تسلیم کی جاتی
" ہے یا نہین تو مجھے جواب نفی مین ملا - مگر باوجود اس کے سٹرپیری نے کہا کہ مین ذاتی طور پر عیسائیون
" کو ترجیح نہین دیتا - اور کہا کہ زندگی کے تمام معمولی معاملات مین مسلمانون کے ساتھ معاملہ رکھنا زیادہ
" خوشگوار معلوم ہوتا ہے" ۵۷

کپتان برنبی نے اپنی سیاحت ایشیاء کوچک مین اُس تعصب کا ذکر بھی کیا ہے جو اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ ترکون کو آرمینون سے ہے اور ثابت کیا ہے کہ آرمنی لوگ تمدنی حالت کی رو سے ذلیل ہین چنانچہ وہ لکھتے ہین -

" تھوڑا عرصہ ہوا کہ سیورسا مین ایک بہت بڑی آگ لگی اور وہان کے عیسائی باشندون کا تقریبًا
" تین کروڑ پیاسٹر کا نقصان ہوا - ترک خوشی سے انھین اپنے گھرون مین نہین آنے دیتے تھے لیکن
" جب وہ آجاتے تھے تو اُن کے جانے کے بعد اپنی چٹائیان کھڑکیون مین سے یہ کہتے ہوئے باہر
" پھینک دیتے تھے کہ گبرون کے چھونے سے ناپاک ہوگئی ہین - یہ واقعہ ترکون کے تعصب کے
" ثبوت مین بیان کیا گیا تھا -

" لیکن میری بعد کی سیاحت آرمینیا مین رفتہ رفتہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ترکون کی درحقیقت یہ
" بڑی دانشمندی تھی کہ وہ آرمینون کو اپنے گھرون مین نہین گھسنے دیتے تھے - اگر وہ اپنی نیک
" طبعی کی وجہ سے انہین آنے کی اجازت دیتے تھے تو وہ اپنے مہمانون کے چلے جانے کے
" بعد اُن بسترون کو تلف کر دیتے تھے - آرمنی انتہا درجہ کے غلیظ ہوتے ہین اُن کے گھرون اور
" کپڑون مین جوئین بھری رہتی ہین - برخلاف اس کے ترک بہت صاف ستھرے ہوتے ہین اور
" خفضًا نہانے دھونے کا بڑا خیال رکھتے ہین - کیا ایک انگریز خوش ہوگا کہ اس کے گھر ایسی

۵۷ ترکش آرمینیا اینڈ ایسٹرن ایشیا مائنر مولفہ ریورنڈ ہنری فینشا ٹوزر صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء

" چیزون سے بھر جائے جن کا نام لینا بھی یہان مناسب نہین معلوم ہوتا؟ اور اگر ایسا واقعہ پیش بھی
" آجائے تو غالباً اُسے یہ کرنا پڑے گا کہ ایسے مہمانون کے رخصت ہونے کے بعد اُن کے بسترون
" کو آگ لگا دے"۔ ؎۱

مسٹر فارلی نے مسٹر آرنالڈ اڈیٹر اخبار ایکو کی مفصلہ ذیل راے ہز لیٹرز فرام دی لیوانٹ (خطوط از لیوانٹ) سے اقتباس کی ہے۔

" مجھے یہ بات ایک آنکھ نہین بھاتی کہ خواہ مخواہ بغیر تحقیق کیے عیسائی ممالک کے مقابلہ مین
" مسلمانون کے رسوم اور معاملات کی تعریف وثنا کی جاتی ہے۔ اگر مجھے اس امر کی ضرورت ہو کہ استنبول
" کے عیسائیون سے معاملہ کرون یا مسلمانون سے تو مین بلا تامل مسلمانون کو ترجیح دون گا کیونکہ وہ عموماً
" زیادہ متدین اور کھرے ہوتے ہین۔ لیکن عیسائیون اور یہودیون مین یکن اخفین وجوہ سے عیسائیون
" کو ترجیح دون گا۔ لیکن اس کی یہ وجہ نہین ہے کہ اسلام عیسائیت سے زیادہ بہتر ہے۔ بلکہ اس لیے
" کہ حکومت مآب ترکی بوجہ زمانہ درازکی حکومت کے ایسا کمینہ اور عیار نہین ہے جیسا کہ محکوم عیسائی جس
" کی طینت میں عیاری اور کمینہ پن مین آگیا ہے۔ اور خصوصاً یہودی جو اب تک جبر وتعدی کا شکار
" رہے ہین"۔ ؎۲

ملتقی اور ریورنڈ مسٹر میکال

۷۹ - ریورنڈ مسٹر میکال نے اپنے مضمون مندرجہ نائن ٹینتھ سنچری بابت ماہ دسمبر ۱۸۷۷ع مین ایک لمبا چوڑا اقتباس مسلمانون کی ایک معمول کتاب فقہ ملتقی الابحر فی فروع الحنفیہ جو شیخ ابراہیم حلبی (متوفی ۹۵۶ ہجری) نے مشہور چار فقہی کتب قدوری - مختار - کنز - اور وقایہ سے تالیف کی ہے درج کیا ہے - اور عیسائی رعایا کی حالت پر بحث کرتے ہوے پادری صاحب فرماتے ہین کہ حضرت عمرؓ کی امان کی ایک حصہ کی ہو بہو نقل ہے اور اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہین کہ "یہ باب عالی کی عیسائی رعایا کی مدامی حالت ہے" اب اس مین تین امور قابل

؎۱ آون ہارس بیک تھرو ایشیا مائنر مولفہ کپتان فرڈ برنبی صفحہ (۱۳۱ - ۱۳۲) مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ع۔

؎۲ ٹرکس اینڈ کرسچنز مولفہ جے لیوس فارلی صفحہ ۲۴ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ع۔

بحث ہین -

اوّل کیا ملتقے ترکی کا قانونی ضابطہ ہے ؟ -

دوم - کیا غیر مسلم رعایا کے غیر مساوی حقوق ملتقی یا دوسرے فقہی کتب مین درج ہین
جن کا اطلاق ترکی عیسائی رعایا پر ہو سکتا ہے ؟

سوم - جس سیاسی اور تمدنی غیر مساوات کا ذکر فقہی کتب مین ہے وہ کس مسئلہ پر
مبنی ہے -

ملتقے اور اس کے ماخذ

۸۰ - ملتقی ترکی کا قانونی ضابطہ نہین ہے ؟

یہ منجملہ ان کتب کے ہے جو اسلامی عہد مین ہر زمانہ کے مختلف مصنفین نے
تالیف کی ہین - اس قسم کی تالیفات ایک دوسرے کی نقل ہوتی ہین - اور خود ان مین کوئی جدت
نہین ہوتی - جیسا کہ مین نے پہلے ذکر کیا ہے ملتقی چار دوسرے فقہی کتب یعنی قدوری - مختار
کنز - اور وقایہ سے ماخوذ ہے -

۱ - قدوری کے مولف امام ابو الحسن احمد قدوری ہین - اس کا نام مختصر قدوری ہے - مگر
عموماً قدوری کے نام سے مشہور ہے مولف کا انتقال سنہ ۴۲۸ ہجری مین ہوا - یہ فقہ حنفی پر
مبنی ہے -

۲ - مختار فی فروع الحنفیہ ابو الفضل مجد الدین موصلی حنفی کی تالیف ہے ان کا انتقال
انتقال سنہ ۶۸۳ ہجری مین ہوا -

۳ - کنز جس کا پورا نام کنز الدقائق فی فروع الحنفیہ ہے عبد اللہ بن احمد ابو البرکات
کی تالیف ہے جو حفیظ الدین نسفی کے نام سے مشہور ہین ان کا انتقال سنہ ۷۱۰ ہجری مین ہوا -

۴ - وقایہ یا وقایۃ الروایہ فی مسائل الہدایہ کی تالیف امام محمود برہان الشریعہ ابن صدر
الشریعہ محبوبی - یہ کتاب ہدایہ علی برہان الدین مرغینانی کا خلاصہ ہے اور ہدایہ اسی مصنف
کی کتاب بدایہ کی شرح ہے - لیکن درحقیقت اس مین مختصر قدوری جس کا اوپر ذکر ہوا ہے -

اور جامع الصغیر تالیف امام محمد شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ ہجری) جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے شریک ہین -

مسلمانون کی تمام کتب فقہی کے دو حصے ہوتے ہین - ایک عبادات جس مین عبادت الہی کا ذکر ہوتا ہے - دوسرا معاملات جس مین دنیاوی معاملات کا بیان ہوتا ہے - اسلامی ممالک مین یہ کتابین ہر جگہہ پڑہائی جاتی ہین - اور جدید کتب بہی جو اگرچہ قدیم کتب کی محض نقل ہوتی ہین مسلمان طلبہ لکھتے رہتے ہین اور ہندوستان مین بہی ایسی کتابین لکہی گئی ہین - لیکن اُن پر عمل نہین ہوتا خصوصًا دوسرے حصہ پر جو دنیاوی معاملات سے متعلق ہے - اس حصہ مین علاوہ دیگر امور کے غیر مسلم رعایا کے سلاطین مسلم کی قانونی غیر مساوات کا ذکر بھی ہوتا ہے - لیکن اسے عمومًا مولفین مثل مردہ قانون کے لفظ بہ لفظ نقل کر دیتے ہین - یہی حال ملتقی - درالمختار اور دیگر فقہی کتب کا ہے جو ترکی یا دیگر اسلامی ممالک مین طبع ہوئی ہین - مسلمان اکثر ان فقہی کتابون کو عبادات اور بعض اوقات معاملات عقد طلاق وراثت ومعاہدہ کے لئے دیکھتے بہالتے ہین مگر ان کی کوشش اکثر رائگان جاتی ہے کیونکہ ہر جگہہ اسے اغلاط اور اختلاف آراے کا سامنا ہوتا ہے اور کوئی قول فیصل نہین ملتا اور ان کے شبہات ویسے ہی رہتے ہین جیسے پہلے تھے - لیکن ان فقہی کتب کی قیصداری مال اور پولیٹکل (سیاسی) حصون پر کسی اسلامی ملک مین عمل نہین ہوتا یہان تک کہ مکے اور مدینے مین بھی اس پر عمل درآمد نہین چہ جائے کہ ترکی مین ہو -

ترکی مین غیر مسلم رعایا کے حقوق کی غیر مساوات بذریعہ فرامین موقوف کردی گئی ہے -

۸۱ - دوم غیر مسلم رعایا کے غیر مساوی حقوق کے متعلق جو اس قدر بیان کیا جاتا ہے اور جو فقہی کتب مین مندرج ہین - ترکی کی عیسائی رعایا پر ان کا اطلاق نہین ہوسکتا - اول تو اس لیے کہ وہ کسی مذہبی یا قانونی بنا پر نہین ہین اور دوسرے اس لئے کہ اصلاح پسند سلاطین کے متعدد فرامین کی روسے وہ منسوخ بہی کردیے گئے ہین -

بعد کے سلاطین نے اس امر کا صاف صاف اظہار کردیا ہے کہ باب عالی کی رعایا

بلا لحاظ مذہب و ملت یکساں حقوق رکھتی ہے چنانچہ خط شریف بابتہ ۱۸۳۹ء مین اسکا اعلان موجود ہے - یہ اصلاحات ان تین مستحکم اصول پر مبنی نہین -

۱- "ذمہ داری جس سے ہماری رعایا کو اپنی جان و مال اور عزت کی کامل حفاظت کا یقین ہو"

۲- ٹکس قایم کرنے اور وصول کرنے کا باقاعدہ انتظام"

۳- سپاہیون کے بھرتی کرنے اور اُن کی مدت ملازمت کے متعلق باقاعدہ انتظام"

اس کے بعد خط مذکور مین یہ تحریر ہے کہ" جیساکہ ہمارے فقہ کے مقدس مضمون کا منشا ہے ہم اپنی سلطنت کے رعایا کو اُن کی جان و مال اور عزت کی کامل حفاظت عطا کرتے ہین"[۵۱]

ایک اور خط (فرمان) کی رو سے جو خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ء کے نام سے موسوم ہے تمام رعایاے سلطنت کو بلا امتیاز مذہب و ملت اُن کی جان و مال و عزت کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی ہے - سب سے آخری فرمان بابتہ ۱۸۷۵ء اور سب سے آخری اعلان انتظام بابتہ ۱۸۷۶ء مین اس اصول کی پوری پابندی کی گئی ہے - اس انتظام کی رو سے تمام عثمانی رعایا قانون کے سامنے برابر ہے - بغیر کسی مذہبی تعصب کے ان کے یکسان حقوق اور یکسان فرائض ہین - ان تمام خطوں (فرامین) کی تائید مین قرآنی آیات اور صحیح احادیث اور مستند کتب کے حوالے پیش کیے گئے ہین - اگرچہ انتظامی اور سیاسی معاملات مین سواے از راہ اطلاع و ہدایت اس قسم کے اسناد کی ضرورت نہین ہے -

"دماوھم کدمائنا واموالھم کاموالنا"

یعنی اُن کا (غیر مسلم رعایا کا) خون ہمارے خون کے مانند ہے - اور ان کا مال ہمارے مال کے مانند ہے - یہ مسلمانون کی فقہ کا مذہبی اصول ہے جس کی رو سے غیر مسلم

[۵۱] رائز اینڈ ڈی کے آف دی رول آف اسلام مولفہ ارچی بالڈ جے ڈان صفحہ ۲۵۴ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء -

رعایا کی جان و مال و عزت کی پوری ذمہ داری اپنے اوپر لی گئی ہے - ایک دوسرا اصول یہ ہے -

"لهم ما للمسلمين وعليهم ما على المسلمين"

یعنی جو مسلمانون کے بھلے کے لئے ہے وہ اُن کے بھلے کے لئے اور جو مسلمانون کے نقصان کے لئے ہے وہ اون کے نقصان کے لئے ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہیئے کہ حقوق و ذمہ داریون مین کامل مساوات ہے - یعنی غیر مسلم رعایا کے وہی حقوق ہین جو مسلم رعایا کے اور نیز اُن پر وہی فرائض ہین جو مسلم رعایا پر ہین [۵۱]

شیخ الاسلام

۸۲ - ریورنڈ مسٹر میکال لکھتے ہین -

" خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ع کے بارے مین جس کی رو سے سلطان کی عیسائی رعایا کو مساوی
" حقوق عطا کئے گئے تھے کبھی ضروری فتوے حاصل نہین کیا گیا - اور نہ اس کے متعلق فتوی دیا جا سکتا
" کیون کہ از روے شرع شریف غیر مسلم کے لئے حقوق کی مساوات ممنوع ہے" [۵۲]

یہ کوئی ضرور نہین ہے کہ گورنمنٹ کے پولیٹکل معاملات کے لئے شیخ الاسلام کا فتوی بھی ہو - شیخ الاسلام کا عہدہ مذہبی عہدہ نہین ہے - یہ عہدہ نوین صدی ہجری مطابق پندرہوین صدی عیسوی مین بہ عہد سلطان مراد ثانی قایم ہوا تھا - [۵۳]

---

[۵۱] جن لوگون سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اگر وہ اس کے دینے پر راضی ہون تو وہی حفاظت اور حقوق کے مستحق ہین جو مسلمانون کو حاصل ہین - کیون کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے "کفار جزیہ دیتے ہین تا کہ اُن کا خون مسلمانون کے خون کے مانند اور اُن کا مال مسلمانون کے مال کے مثل ہو جائے" ہدایہ (شرح فقہ اسلام) مترجمہ چارلس ہملٹن جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ لندن ۱۷۹۱ع -

[۵۲] کنٹم پوریری ریویو بابت اگست ۱۸۸۱ع صفحہ ۲۶۹ -

[۵۳] - دیکھو اقتباس العجائب جلد ۲ صفحہ ۱۱ - مسٹر ڈبلیو ایس بلنٹ نے اپنی کتاب "فیوچر آف اسلام" مین عہدہ شیخ الاسلام کے وجود مین آنے کے متعلق تاریخ قایم کرنے مین غلطی کی ہے - کیون کہ اِن کی رائے مین عہدہ مذکور

شیخ الاسلام سلطان کا محض بندہ ہے اور اس کا یہ عہدہ سلطان کی رضامندی پر موقوف ہے - اس سے اکثر قانونی اور سیاسی امور مین بحیثیت مشیر قانون مشورہ لیا جاتا ہے - لیکن اُسے گورنمنٹ کے کسی فعل یا قانون کے منسوخ کرنے کا حق نہین ہے - بالفرض اگر شیخ الاسلام نے خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ع کی تائید اپنے فتوے سے نہین کی تو نہی - کیون کہ فرمان مذکور کی تائید مین شرع اسلام کے مذہبی اصول اور عمدہ گورنمنٹ کے نظائر موجود ہین - کیا سابق کا خط شریف بابتہ ۱۸۳۹ع جو سلطان عبد المجید نے جاری کیا تھا سلطان مراد مرحوم کی دیوانی اصلاحون کی تائید و تصدیق نہین کرتا؟ اور کیا اس کی رو سے جو شرع شریف کے الفاظ پر مبنی ہے - عیسائیون اور مسلمانون مین مساوی حقوق قائم نہین ہوتے (جس کا ذکر فقرہ ۸۱ مین کیا گیا ہے؟) کیا یہ فرمان علما کے روبرو جاری نہین ہوا؟ کیا ان سے اس کی اتباع کے لیے حلف نہین لیا گیا تھا؟ چون کہ خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ع اسی سلطان نے جاری کیا تھا جس نے خط شریف ۱۸۳۹ع کو قائم کیا تھا - لہذا اس کے متعلق شیخ الاسلام کے فتوے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جبکہ یہ شرع شریف اسلام پر مبنی ہے -

حقوق مین غیر مساوات مستند نہین

۸۳ - ممکن ہے کہ سلطان محمود نے ۱۸۲۷ع مین سلطنت عثمانیہ کے انتظام مین عیسائی دول کی بیجا مداخلت کی مخالفت مین ناراضی کا اظہار کیا ہو - اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے معاملات شرع شریف کی رو سے طے پاتے ہین اور اس کے قواعد مذہبی اصول کے بالکل مطابق ہین[1]

لیکن اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کی قانونی حیثیت اور ٹکس ادا کرنے مین جو ان کی [illegible] نظر آتی ہے وہ مذہبی اصول کے ہرگز [illegible] ہے - ریورنڈ مسٹر میکال نے

[1] بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳ - سلطان سلیمان اعظم کے عہد مین قائم ہوا - حالان کہ [illegible] یہ عہدہ سلطان [illegible]
[illegible]
[illegible]

یہان ایک ایسی غلطی کی ہے جو کبھی معاف نہین ہوسکتی - یعنی انھون نے غیر مسلم رعایا کی حالت اورحیثیت کو اُس طور سے ظاہر کیا جو بعض فقہی کتابون مین درج ہے اس کی حالت بعینہ ایسی ہے جیسے بعض انگریزی فوجداری کے قانون قانونی کتب مین اب تک درج ہین حالانکہ ایک مدت سے اُن پر عمل درآمد ہونا موقوف ہوگیا ہے - پادری صاحب نے فقہ اور شرع اسلام کو جس سے ہمیشہ قرآن پاک یا حدیث نبوی مراد ہوتی ہے گڈمڈ کردیا ہے - مسٹر میکال نے غیرمسلم رعایا کی حالت کے متعلق جو عبارت ملتقیٰ سے نقل کی ہے (دیکھو فقرہ (۷۹) اسے ہر شخص جانتا ہے کہ وہ نہ قرآن کی آیات ہین اور نہ صحیح احادیث نبوی اور نہ وہ شریعت فقہ کی اُن کتابون مین پائی جاتی ہے جن کا ماخذ خالص احادیث نبوی ہے -

اس غیر مساوات کا ذکر قرآن مین نہین ہے

۸۴ - سوم اسلامی ملک کی غیرمسلم رعایا کی دیوانی اور پولیٹکل (سیاسی) غیر مساوات کا جو ذکر کتب فقہی مثل ملتقیٰ اور ہدایہ[۵۱] مین آیا ہے وہ بالکل بلا دلیل ہے - اور اس کی تائید مین کوئی قانونی یا مذہبی سند نہین ہے اور لہذا کوئی شخص اُسے "عیسائی رعایا کی مدامی حالت کا غیر متبدل یا مقدس قانون" نہین کہہ سکتا اور نہ یہ ایسا ہوسکتا ہے - قرآن پاک مین اس کی ہدایت کہین نہین ہے اور نہ احادیث نبوی مین خواہ وہ صحیح ہون یا ضعیف یا موضوع کسی اسلامی کتاب فقہ مین جس کی بنا احادیث نبوی یا اخبار صحابہ پر ہے اس قسم کی غیر مساوات کا ذکر نہین ہے - سب سے پہلی

[۵۱] "امام کو چاہئے کہ لباس اور دیگر سامان کے متعلق مسلمان اور ذمی مین امتیاز کرے - لہذا ذمی کو جائز نہین کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو یا ہتیار استعمال کرے یا ایسی زین استعمال کرے یا وہی لباس اور پگڑی پہنے جو مسلمان پہنتے ہین - اور جامع صغیر مین لکھا ہے کہ ذمیون کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے لباس کے اوپر کھلی قسطف پہنے (قسطیف ایک اونی رسی یا پٹی ہوتی ہے جو لباس کے اوپر کمر مین باندھتے ہین) نیز انہین یہ ہدایت کی جائے کہ جب وہ کسی جانور پر سوار ہون تو ایسی زین استعمال کرین جو گدھے پر لگائی جاتی ہے (ہدایہ یا شرح فقہ اسلام انگریزی ترجمہ چارلس ہملٹن جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ - یہ معلوم رہے کہ یہ تمام ذلیل علامات صرف بڑے بڑے بلاد اسلامی کے لئے تھے - قصبات و دیہات کے لئے نہ تھے -

فقہ کی کتاب جس کی بنیاد احادیث نبوی اخبار صحابہ اور رسم و رواج مدینہ پر ہے دوسری صدی میں امام مالک (۹۵ہجری؛ وفات ۱۷۹ ہجری) نے تالیف کی - وہ اسلامی فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہین - یہ کتاب و دیگر کتب فقہی اور نیز اس صدی کی تالیفات مثلاً المنتقی فی الاخبار تالیف ابو محمد الملکی (وفات ۴۳۷) اور درر البہیہ تالیف قاضی القضاۃ علی بن محمد الشوکانی یمنی سنہ وفات ... ایک اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کے متعلق اس قسم کی غیر مساوات یا ذلیل قانون یا حقیر حالت کو تسلیم نہین کرتین -

خالد کا قانون نہ مذہبی ہے نہ مستند

۸۵- ذمیون کے غیر مساوی حقوق کا سراغ خالد یا حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی تک لگایا گیا ہے - فتوح الشام مین جو عموماً واقدی سے منسوب کی جاتی ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب خالد نے سکندریہ کو فتح کیا تو اُنھون نے وہان کے لوگون پر چند شرطین قایم کین جن مین سے بعض یہ ہین -

" وہ جانورون پر سوار نہ ہون اور اپنے گھر مسلمانون کے گھرون سے اونچے نہ بنائین - وہ مسلمانون
" کی آواز سے زیادہ بلند آواز مین گفتگو نہ کرین - ... گرجا یا معبد نہ بنائین اور نہ کسی شکستہ معبد کی
" مرمت کرین - اور اپنے مذہب کے امتیاز کے لئے اپنی پیٹھ پر زنار باندھین اور صلیب یا کنٹھی کو نہ
" دکھائین -[51]

لیکن جو کچھ خالد نے کیا وہ قانون نہین ہو سکتا - چہ جائے کہ اسے شریعت اسلام کا غیر مبدل قانون سمجھا جائے - انھین اس قسم کا کوئی حق نہ تھا - اور علاوہ اس کے وہ ایک غیر محتاط جابر سپاہی تھے -

لباس وغیرہ کا امتیاز

۸۶- لباس اور ساز و سامان کے امتیازات جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی نے قائم کئے (اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کیونکہ روایات اس کے متعلق صحیح اور قابل اعتبار نہین) وہ عیسائی رعایا کے بعض فرقون کے متعلق خاص تجاویز تھے - لیکن وہ اس

[51] کارن کوسٹ آف سریا (فتوح الشام) جلد ۲ صفحہ ۹۶ طبوعہ ...

انگریزی فوجداری قانون سے جو رومن کیتھلک اور ربّے[۵۱] پسٹ فرقون کے خلاف جاری کیا گیا تھا۔ سختی اور شدت مین بہت کم تھے۔ اور وہ کسی حالت مین غیر متبدل اور الٰہی قانون نہین ہو سکتے حضرت عمرؓ نے جو قانون جاری کیا تھا وہ صرف اتنا تھا کہ ذمی لوگ ایک جست کی ہنسلی گلے مین پہنین[۵۲] اور اپنے سر کے سامنے کا حصہ منڈائین۔ اور اس کے ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ اپنی کمر مین ایک پتلی سی پیٹی باندھین[۵۳]۔ لیکن یہ حکم اُن کی عام ذلت کے لیے نہ تھا کیونکہ ہر شخص گلے کی ہنسلی اور سامنے کا منڈا ہوا سر چھپا سکتا تھا۔ اس سے صرف یہ مقصد تھا کہ مسلم اور غیر مسلم مین امتیاز ہو سکے۔ کیونکہ لباس سب کا یکسان تھا اور کوئی قومی لباس تھا نہین۔ مثلاً عام حمامون مین جہان سب جمع ہوتے تھے اس امتیاز کی ضرورت تھی۔ علاوہ اس کے یہ خاص حالت تھی اور عام طور پر غیر مسلم رعایا سے اس کا کچھ تعلق نہ تھا۔ امام نووی نے جو اعلیٰ درجہ کے فقیہ گذرے ہین اپنی کتاب منہاج مین ذمیون کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہین "جب وہ کسی ایسے عام حمام مین داخل ہو جہان مسلمان بھی ہین یا اپنے کپڑے اُتار ڈالے تو اس کے گلے مین جست یا لوہے کی ایک ہنسلی پہنا دی جائے[۵۴]" بالفرض اگر حضرت عمرؓ نے کوئی ایسا قانون بنایا بھی تھا تو یہ ظاہر

---

[۵۱] علاوہ دیگر غیر مساوی حقوق کے رومن کیتھلک لوگ کارپوریٹ دفاتر سے ۱۶۶۲ء مین پارلیمنٹ سے ۱۶۹۱ء مین خارج کر دیے گئے ۱۷۰۰ء مین انہین پراٹسٹنٹون سے شادی بیاہ کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ۱۶۹۵ء مین اسلحہ کے رکھنے کی ممانعت کی گئی۔ وغیرہ وغیرہ" ہیڈنز ڈکشنری آف ڈیٹس۔ آرٹیکل رومن کیتھلک۔

[۵۲] اس ہنسلی کا حال پڑھ کر مجھے ایڈورڈ ششم کا قانون یاد آگیا جو سولھوین صدی مین جاری ہوا تھا کہ تمام آوارہ گرد لوگ غلام بنا لیے جائین اور اپنے گلون۔ بازوؤن اور ٹانگون مین لوہے کے طوق پہنین (بلیک اسٹون کی شرح قانون انگلستان جلد ۴ صفحہ ۵۸۴ مطبوعہ لندن ۱۸۴۱ء و ہیڈنز ڈکشنری آف ڈیٹس صفحہ ۶۶۳)

[۵۳] بیہقی نیل الاوطار من اسرار منتقی الاخبار تالیف قاضی شوکانی جلد ۷ صفحہ ۲۷۴ دیکھو سیوطی کی تاریخ مصر و قاہرہ حسن المحاضرہ فی اخبار المصر و القاہرہ جلد ۱ فصل خراج صفحہ ۱۰۴۔

[۵۴] ۔ دیکھو تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج جلد ۴ صفحہ ۱۷۵۔

ہے کہ وہ مقامی حیثیت رکھتا تھا۔ دوسرے انھیں کوئی ایسا قانونی اختیار حاصل نہ تھا۔ کہ جس کی وجہ سے اِن کا قانون غیر متبدل یا آلہی قانون سمجھا جائے۔ علاوہ اس کے وہ صرف ایسے ہی خلیفہ تھے جیسے اور خلیفہ اور سلطان جو اُن کے بعد اُن کے جانشین ہوئے زیادہ سے زیادہ جو اُن کے حق مین کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک راستباز اور عادل خلیفہ تھے۔ حالان کہ باقی خلفا یا تو راست باز اور عادل تھے یا جابر سلاطین۔ انھین مذہبی حیثیت سے کسی قانون کے بنانے کا حق نہ تھا جس کی اتباع مسلمانون پر از رو ے مذہب واجب ہوتی۔ اور ان کی انتظامی تدابیر اس زمانہ کے مسلمانون یا آیندہ کے خلفا یا سلاطین کے لئے آلہی حکم کی شان نہین رکھتی تھین۔

حضرت عمرؓ کی پالیسی یہ تھی کہ عربون کو غیر مسلمون سے بالکل الگ رکھا جاے

۸۷۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی نے غیر مسلمون کے لباس اور ساز و سامان کے متعلق جو امتیاز قائم کیا تھا وہ کسی تعصب یا حسد یا نفرت کی وجہ سے نہ تھا۔ وہ تمام دیگر اقوام کے مقابلہ مین خالص عرب قوم کی فضیلت کو ہمیشہ مدنظر رکھتے تھے۔ اُن کی اور نیز دیگر خلفا کی یہ پالیسی رہی ہے کہ عرب بحیثیت جنگ جو اور غالب قوم کے دیگر اقوام کے میل سے بالکل الگ اور پاک رہین۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی خیال کی بنا پر کہ عربون مین غیرون کا میل نہ ہو چند احکام نافذ کئے اور عربون کو حکماً ممانعت کر دی گئی کہ وہ حدود عرب سے ممالک مفتوحہ مین باہر نہ کوئی جائداد حاصل کرین اور نہ زراعت کرنے پائین اور اسی خیال سے یہودیون اور عیسائیون کو عرب کے بعض اضلاع سے خارج کر دیا گیا تھا۔ ان کا ایک حکم یہ بھی تھا کہ عرب کسی حال مین غلام نہ بنایا جاے نہ تو جنگ مین گرفتاری کے بعد اور نہ زر خرید۔ عربون کو حکم تھا۔ کہ وہ کوئی غیر زبان نہ بولین نہ سیکھین۔ نیز عیسائیون کو یہ اجازت تھی کہ عربی پڑھین یا عربی حروف مین لکھین۔ اِن تمام تجاویز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ منشا تھا کہ جہان تک ممکن ہو سکے عربون اور دیگر اقوام مین خاص امتیاز قایم رکھا جاے۔ اس پالیسی کو پورے طور پر عمل مین لانے کے لئے انھون نے چند خاص امتیازات غیر مسلمون کے

لباس وغیرہ مین قرار دے تھے تاکہ عرب لوگ الگ پہچانے جائین - یہ وہی امتیازات ہین جنھین ریورنڈ مسٹر میکال شرمناک اور ذلیل تصور کرتے ہین - خلفا اس پالیسی مین کامیاب نہ ہوئے - اس پالیسی کا اطلاق ترکی مین نہین ہو سکتا - کیون وہان کوئی خالص عرب قوم نہین ہے کہ جس سے انھین الگ رکھنا مقصود ہو - اڈنبرا ریویو بابت ماہ اپریل ۱۸۸۲ء مین ایک عجیب مضمون بعنوان "سلطنت خلفا" چھپا تھا جس مین مضمون نگار نے لکھا ہے کہ

"یہ امر بھی قابل توجہ سمجھا گیا ہے کہ عیسائیون کو ایک خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا لیکن اس امتیاز سے صرف یہ مقصود نہ تھا کہ وہ لوگ ادنیٰ ہین بلکہ مختلف فرقون کے باہمی امتیاز کے لئے بھی ضروری تھا" [۵۱]

امام نووی کی رائے ذمیون کی تذلیل کے بارے مین

۸۸ - مسٹر ریورنڈ میکال نے ملتقی سے ذمیون یا غیر مسلم رعایا کی حالت کو جو ٹکس ادا کرنے کے وقت ہوتی تھی مفصلہ ذیل الفاظ مین بیان کیا ہے -

"اُسے ٹکس کھڑے کھڑے ادا کرنا چاہیے درانحالیکہ محصول وصول کرنے والا بیٹھا ہوا ہو ٹکس وصول کرنے والے کو چاہیے کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے اُسے جھنجھوڑے سینے پر اُسے زدوکوب کرے اور زمین پر گھسیٹے اور اس سے کہے "اے ذمی اے خدا کے دشمن ٹکس دے" اور یہ وہ اس لئے کرے کہ اس کی تحقیر وتذلیل ہو" [۵۲]

[۵۱] - دی اڈنبرا ریویو نمبر ۳۱۳ بابت اپریل ۱۸۸۲ء مضمون ۳ - تہذیب وترقی مشرقی بعہد خلفا - وان اے کریمر زوی باندی وین ۱۸۷۵ء -

حضرت عمرؓ کی پالیسی کے متعلق جس کا ذکر اس فقرہ مین کیا گیا ہے مین اس مضمون کے مصنف کا بہت ممنون ہون مین نے اس مضمون کے اقتباس کو تاریخی واقعات اور روایات اور اصل مصنفین کے حوالون کے مقابلہ مین قابل ترجیح سمجھا ہے -

[۵۲] نائن ٹینتھ سنچری - بابت ستمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۳۸ میجر اسبارن نے بھی اس قسم کا ایک ذکر اپنی کتاب "اسلام انڈر عربس" مین کیا ہے - صفحہ ۷۹ و ۸۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء -

مسٹر میکال اس قانونی حالت کو ترکی کے عیسائیون کے متعلق بیان کرتے ہین۔ حالانکہ اس قانون کو تمام قابل فقہا نے بہت برا بھلا کہا ہے - اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ ان قواعد پر کبھی عمل درآمد نہین ہوا - اور یہ صرف قانونی کتب مین مثل مردہ خراب قانون کے اب تک موجود ہین - حالانکہ اسے منسوخ اور متروک ہوئے زمانہ دراز ہوا - بعض نے تو یہان تک کیا ہے کہ انھین اپنی کتب مین نقل کرکے ان کی بہت کچھ ہجو کی ہے - امام نووی نے جو ساتوین صدی ہجری مین ہوئے ہین خاص کر اس قانون کو بہت برا بھلا کہا ہے - وہ اپنی کتاب منہاج مین بیان مذکور کو نقل کرنے کے بعد یہ راے دیتے ہین -

"یہ حالت اب بالکل کالعدم ہے - اور اسے مستحب خیال کرنا خطاے شدید ہے"

امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی جنھون نے ۹۷۵ھ ہجری مین وفات پائی اپنی شرح کتاب مذکور مین یہ فرماتے ہین -

"یہ حالت اب بالکل کالعدم ہے - کیونکہ سنت مین اس کی کوئی بنیاد یا سند نہین ہے اور نہ خلفا
" نے کبھی اس پر عمل کیا ہے اور یہی بنا پر اتم یہ صاف لکھا ہے کہ اس بر تاؤ سے خلاف کے ساتھ دل
" کیا جاے - ان کی اہانت[لہ] صرف اس قدر ہے کہ انھین قانون کی اتباع کرنا پڑتی ہے لیکن ان کے ساتھ
" نہ کسی قسم کا برا سلوک کیا جاتا ہے اور نہ ایذا پہنچائی جاتی ہے - چونکہ یہ بڑا وجہ بد سلوکی ہے لہذا ایسا
" کرنا بالکل ناجائز ہے -

لہ - تذلیل کا لفظ التوبہ ۹ آیت ۲۹ مین استعمال ہوا ہے " وہ ٹکس ادا کرتے ہین جبکہ وہ ذلیل کئے گئے ہین" جب مدینہ مین یہ افواہ پہنچی کہ عرب کے شامی سرحد پر افواج رومامین جنگی تیاریان اس غرض سے ہو رہی ہین کہ عرب کو فتح کیا جاے تو یہ آیت نازل ہوئی - اور مسلمانون کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے آپ کو بچائین اور حملہ آور دن کو روکین - اس حالت مین یہ تاکید کی گئی کہ دشمن تاوان جنگ ادا کرین اور ذلیل ہون - لیکن اول تو اس آیت کو اسلامی سلطنت کے غیر مسلم رعایا سے کچھ تعلق نہین - دوسرے الفاظ " ذلیل کئے گئے ہین" سے وہ ذلت مراد نہین ہے جو بعض فقہا نے اپنی کتابون مین ظاہر کی ہے - بلکہ بخلاف اس کے مسلمان مصنفین نے ایسے خیال کو سنت مخالف کی ہے اور

ٹکس ادا کرتے وقت جسم کی ایک خاص حالت ذلت

۸۹- کتاب ام جس کا حوالہ پیشتر دیا گیا ہے امام شافعی کی تالیف ہے جو مذاہب فقہ کے چار ائمہ مین سے ہین - وہ ہجری کی دوسری صدی مین تھے (سنہ پیدائش (۱۵۰) اور سنہ وفات ۲۰۴ ہجری) ریورنڈ مسٹر سیکال کو معلوم ہوگا کہ یہ لغو اور بیہودہ حالت جس کو انہون نے غلطی سے ترکی عیسائیون کی بتایا ہے امام شافعیؒ دوسری صدی مین اس کی تردید و تغلیط کر چکے ہین - اور ساتوین صدی مین امام نووی نے بھی اسے بہت برا بھلا کہا ہے - اور یہ دونون صاحب مولف ملتقی سے (جو دسوین صدی ہجری کے مصنف ہین) اول گزرے ہین - نیز ابن حجر مکی نے جو ابراہیم حلبی مولف ملتقی کا ہم عصر ہے اس حالت کو ناجائز و ناروا بتایا ہے -

مصنف مزاج فقہائے اسلام کی اظہار ناپسندیدگی

۹۰- حال کا ایک حنفی المذہب مصنف جو اس صدی مین شام و مصر و ترکی مذاہب کا مشہور فقیہ گذرا ہے اور جس کا نام ابن عابد بن محمد امین ہے اور جس نے در المختار کی شرح لکھی ہے وہ اپنی کتاب رد المختار مین لکھتا ہے کہ

" مصنف ہدایہ نے جہان اپنی کتاب مین یہ لکھا ہے کہ " ازروے حدیث ٹکس وصول کرنے " والے کو چاہیے کہ اس کا گلا پکڑ کے جھنجھوڑے اور کہے " اے ذمی محصول ادا کر" تو صاحب ہدایہ کو اس " حدیث پر یقین نہین ہے اور وہ اس پر اعتماد نہین کرتے -ٰ۵۷

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ - یہ ظاہر کیا ہے کہ صاغرون کے یہ ہرگز معنی نہین ہین - امام شافعی کی رائے جو ام کے مصنف ہین اس سے پیشتر لکھی جا چکی ہے - وہ فرماتے ہین کہ " صغار " یا عیسائیون کی اہانت صرف یہ ہے کہ وہ قانون کا اتباع کرین -

حافظ ابن القیم جن کا زمانہ آٹھوین صدی کا اول نصف ہے اور جن کا انتقال ۷۵۱ ہجری ہوا وہ اس حالت ادائے ٹکس کے متعلق جس کا ذکر مسٹر سیکال نے کیا ہے یہ فرماتے ہین کہ " ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ نہین اور نہ آیت سے یہ مطلب نکلتا ہے اور نہ پیغمبر اور خلفا سے کوئی ایسی روایت پہنچی ہے - لفظ صغار کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ ان پر قانون جاری کیا جاے اور ٹکس لگایا جاے - یہ خود ایک قسم کی اہانت ہے " اور شافعیؒ نے بھی اسی سے اتفاق کیا ہے - دیکھو کتاب فتح البیان حصہ اول صفحہ ۲۲۷- مولانا نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالی -

۵۷ - رد المختار جلد ۳ صفحہ ۴۷۱ -

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہے کہ:-

" اُسے (ذمی کو) اسے کافر کہنا ممنوع ہے - اور اُسے گلے سے پکڑ اسے جھنجھوڑنے تھپڑ مارنے
" کی بھی ممانعت ہے کہ ایسے برتاؤ سے اُسے رنج ہوگا - اور اسی لئے بعض شافعی فقہا نے اسے رد کر دیا ہے
" کہ سنت میں اس کا کہین پتہ نہین اور نہ عادل خلفا کا اس پر کبھی عمل رہا-

اب مین امید کرتا ہون کہ مسٹر میکال ٹھنڈے دل سے اور بے تعصبی کے ساتھ اس پر غور کرین گے - اور اپنے بیانات پر دوبارہ نظر ڈالین گے تو انہین معلوم ہوگا کہ جو ہدایات اسلامی سلطنت یا اسلامی قانونی کتب مین درج ہین - اور جنہین انہون نے نقل کیا ہے - وہ محض مردہ قانون کی حیثیت رکھتی ہین - جو صرف ان کتابون مین مندرج پائی جاتی ہین اور کبھی عمل مین نہین آئین - اور فاضل مسلمان مصنفین نے اپنی کتابون مین اوسکی تردید کی ہے اور اسے ناجائز قرار دیا ہے -

حصہ اوّل ختم ہوا

اشتہار کتب شایع کردہ مولوی عبداللہ خان حیدرآباد دکن

گلشن ہند از میرزا علی لطف مشہور شعراے اردو کا تذکرہ تصنیف سنہ ۱۸۰۱ع - بعہد مارکوئس آف ویلزلی گورنر جنرل بہادر ہند حسب فرمائش مسٹر جان گلگرست بروح و سرپرست زبان اردو - اس کتاب پر مولوی عبدالحق صاحب بی اے علیگ نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس مین اردو زبان کی نہایت دلچسپ تاریخ بیان کی ہے - اس کتاب کی تحشی مولانا شبلی نے کی ہے - تعداد صفحات ۲۲۶ قیمت عہ

مآثر الکرام فارسی مطبوعہ مفید عام آگرہ یعنی حسّان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی کا مشہور تاریخی تذکرہ یہ کتاب دو فصلون مین تقسیم کی گئی ہے - فصل اول مین ۸۰ مشاہیر صوفیا ے کرام ہند کے حالات درج ہین فصل دوم مین ۷۳ علماء عظام کے حالات لکھے گئے ہین اور ہر بزرگ کے حالات کے ضمن مین بیسیون تاریخی اور علمی فوائد درج ہین - اس کتاب پر مولوی عبدالحق صاحب بی - اے نے ایک دلچسپ مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس مین کتاب کی خصوصیات وغیرہ کو بیان کیا ہے - تعداد صفحات ۳۵۰ قیمت عاں -

اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام جس کا حصہ اوّل شایع ہو کر پبلک کے سامنے پیش ہے اور حصہ دوم زیر طبع ہے - حصہ دوم مین اسلام کے سوشل (یعنی تمدنی) امور پر نہایت محققانہ بحث کی گئی ہے - حصہ دوم کے ساتھ مصنّف کی سوانح عمری اور مولانا عبدالحق صاحب کا عالمانہ مقدمہ شریک کیا گیا ہے جس مین ان تمام مضامین کا خلاصہ درج ہے جو مصنّف نے اخبارات و رسائل کے اس کتاب پر نکتہ چینیون کے جواب مین شایع کئے تھے -

نوٹ - کل کتابون کا محصول ذمہ خریدار ہوگا -

المشتہر

عبداللہ خان حیدرآباد دکن کتب خانہ آصفیہ